جلد 6

ایک عظیم علمی شاہکار

جدید موضوعات پر مشتمل علمی، فکری، اصلاحی خطبات کا نادر مجموعہ

خطباتِ شیخوپوری

افادات

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

تقریظ

شیخ الحدیث

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس پاکستان

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد







مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ایک عظیم علمی شاہکار

جدید موضوعات پر مشتمل علمی، فکری، اصلاحی خطبات کا نادر مجموعہ

خطباتِ شیخوپوری

جلد 7

افادات

داعیِ قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

تقریظ

شیخ الحدیث

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس پاکستان

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

4/491، شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... خطباتِ شیخوپوری
ازافادات .... حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ
اشاعت اوّل .... نومبر 2015ء
تعداد 1100
طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی
ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
021-34604566 Cell: 0334-3432345
ای میل .... Mfarooq12317@yahoo.com
maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جاسکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

مکتبہ معارف القرآن ۔ احاطہ دارالعلوم کورنگی کراچی 021-35031565
دارالاشاعت ۔ اردو بازار کراچی 021-32631834
سعدی اسلامی کتب خانہ گلشن اقبال نمبر2 کراچی 0333-2305791
اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34927159
مکتبہ لدھیانوی علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34130020
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی 021-32212220
مکتبہ رشیدیہ ، سرکی روڈ کوئٹہ 081-2662263
کتب خانہ رشیدیہ ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار فیصل آباد 041-2631204
مکتبہ رحمانیہ ، اردو بازار لاہور 042-37224228
مکتبہ سید احمد شہید ، اردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ 092-3630594
مکتبہ عمر فاروق محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور
دارالاخلاص محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم



باسمہ سبحانہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ سید الاولین والآخرین احمد المجتبیٰ ومحمد المصطفیٰ ومن والاہ۔

مولانا اشتیاق احمد خطیب جامع مسجد بلال ناظم آباد کراچی نے حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن مجید کے سلسلے میں کام کا اہتمام اور اشاعت کا نظم قائم کر رکھا ہے۔

پہلے انہوں نے "آسان درس قرآن" کے نام سے مولانا شہید کے دروس قرآن کو شائع کیا جو حضرت شہید رح کی حیات ہی میں منظر عام پر آ گئے تھے۔

پھر دوسرا سلسلہ ~~شروع کیا~~ "درس کیوں اور کیسے" کو شائع کیا۔

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رح "القرآن کورسز سینٹر" بہادر آباد میں ہر مہینے کے دوسرے اتوار کو درس دیا کرتے تھے جو جدید اور انتہائی فکری موضوعات پر مشتمل ہیں۔

ان دروس میں ۶۰ درس کمپوز ہو چکے ہیں۔ ان کی اشاعت کا مرحلہ [illegible]

مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رح بالکل معذور تھے چلنے پھرنے سے قاصر تھے لیکن وہ آیۃ من آیات اللہ تھے اللہ جل وعلا نے ان سے (وہ بہترین مدرس بھی تھے) تفسیر قرآن کریم کی عظیم خدمت کے ساتھ مخلوق کی ہدایت کے لئے بہت کام لیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خدمات کو صدقہ جاریہ بنا کر (مولانا مرحوم اپنی معذوری کے باوجود دینی، اصلاحی، تربیتی خدمات انجام دینے کے لئے دور دراز علاقوں تک جاتے رہتے تھے۔) ان کو اور ان کے والدین، اعزاء، اقرباء، اساتذہ اور معاونین ومحبین کو اجر وثواب عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

مولانا اشتیاق احمد انتہائی خوش نصیب اور قابل رشک ہیں جنکو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولانا شہید رح کی قرآنی خدمات کو مرتب کرنے اور نشر کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا ہے۔ ان کی ان مساعی کو اللہ پاک حسن قبول عطا فرمائیں۔ ان کے لئے، ان کے والدین، اعزاء، اساتذہ اور معاونین کے لئے ذخیرہ صدقہ جاریہ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

۲۹ ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ — سلیم اللہ خان خادم جامعہ فاروقیہ کراچی
۱۳ ستمبر ۲۰۱۵ء

تقریظ

استاذ المحدثین، یادگارِ اسلاف، مخدوم العلماء صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب ادام اللہ ظلہم و فیوضہم



باسمہٖ تعالیٰ

الحمدللہ و کفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی خصوصا علی سید الاولین والآخرین احمد مجتبیٰ و محمدن المصطفیٰ ومن والاہ

مولانا اشفاق احمد امام خطیب جامع مسجد بلال ناظم آباد ۲ نے حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ قرآن مجید کے سلسلے پر کام کا اہتمام اور اشاعت کا نظم قائم کر رکھا ہے۔

پہلے انہوں نے ''آسان درسِ قرآن'' کے نام سے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دروسِ قرآن کو شائع کیا جو حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ہی میں منظر عام پر آ گئے تھے۔ پھر دوسرا سلسلہ ''درسِ قرآن کیوں اور کیسے'' کو شائع کیا۔

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ ''القرآن کورسز سینٹر'' بہادر آباد میں ہر مہینے کے دوسرے اتوار کو درس دیا کرتے تھے جو جدید اور انتہائی فکری موضوعات پر مشتمل ہیں۔

ان دروس میں ۶۰ درس کمپوز ہو چکے ہیں ان کی اشاعت کا مرحلہ درپیش ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مرحلہ کو آسان فرمادیں۔ آمین

مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ بالکل معذور تھے، چلنے پھرنے سے قاصر تھے، لیکن وہ آیۃ من آیات اللہ تھے اللہ جل وعلا نے اُن کے تفسیر قرآن کی عظیم خدمت کے ساتھ مخلوق کی ہدایت کے لئے بہت کام لیا، وہ بہترین مدرّس بھی تھے۔ مولانا مرحوم اس معذوری کے باوجود اپنی اصلاحی تربیتی خدمات انجام دینے کے لئے بیرونِ پاکستان مختلف دور دراز ملکوں کے سفر پر جاتے رہتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی خدمات کو صدقۂ جاریہ بنا کر اُن کو، اُن کے والدین کو، اعزاء، اقرباء، اساتذہ اور معاونین ومحبین کو ابدالاباد تک اجر وثواب عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

مولانا اشفاق احمد انتہائی خوش نصیب اور قابلِ رشک ہیں جن کو اللہ بزرگ وبرتر نے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قرآنی خدمات کو مرتب کرنے اور نشر کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا ہے ان کی مساعی کو اللہ پاک حُسنِ قبول عطا فرمائیں اُن کے لئے اُن کے والدین، اعزاء، اساتذہ اور معاونین کے لئے بطورِ صدقہ جاریہ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان

خادم جامعہ فاروقیہ کراچی

۲۹ ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ

۱۲ ستمبر ۲۰۱۵ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب دامت برکاتہم

نائب مفتی واستاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

محمد عبدالمنان
نائب مفتی و استاذ جامعہ دارالعلوم کراتشی
التاریخ ۱۴۳۶.۱۱.۲۸ھ

Muhammad Abdul Mannan
Naib Mufti & Ustad Jamia Darul-Uloom Karachi
Date: 13.9.2015.

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم وعلی آله واصحابه واهل بیته اجمعین

امابعد!

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ العصر میں ایمان والوں کے اوصاف میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین کرتے ہیں، اور صبر کی تعلیم دیتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ (سورۃ العصر)

اسی طرح حدیثِ مُبارکہ ہے ''الدین النصیحة'' کہ دین سراسر خیرخواہی کا نام ہے ایک اور حدیثِ مبارکہ ہے: ''بلغوا عنی ولو آیة'' میری طرف سے اگر دین کی ایک بات بھی تمہیں معلوم ہو تو آگے دوسروں تک پہنچاؤ''۔

مندرجہ بالا ارشادات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دین کی نشر و اشاعت تمام مسلمانوں کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داری ہے، اور اسی ذمہ داری کے مختلف شعبے درس وتدریس، تصنیف تالف، وعظ اور تبلیغ وغیرہ کو مسلمانوں نے بحسن وخوبی سنبھالا ہے، اور

اپنی اس ذمہ داری سے توفیق اور اپنی استطاعت کے مطابق عہدہ برآ ہونے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

عوامی سطح پر سب سے زیادہ نافع ترین سلسلہ وعظ وتقریر، بیانات وخطبات کا ہے۔اور اصلاح معاشرہ میں یہ بیانات وخطبات ایک کلیدی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ عام مسلمان جو دینی مدارس میں داخلہ لے کر باقاعدہ علم دین حاصل نہیں کر سکتے وہ زیادہ تر علماء کے بیانات ہی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اس لحاظ سے مستند علماء کے خطبات ایک مؤثر ذریعہ تبلیغ ہیں۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''خطبات شیخوپوری'' ہے، جو کہ داعی قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سالہا سال کے خطبات کا قیمتی مجموعہ ہے جو مولانا موصوف کے علمی، فکری، اور اصلاحی کاوشوں کا بہترین نمونہ ہیں۔

مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ بیک وقت مفسرِ قرآن، کہنہ مشق مدرس اور عوامی سطح کے بہترین خطیب بھی تھے، جن کے اصلاحی، فکری بیانات اور درس قرآن سے بلاشبہ لاکھوں لوگوں نے استفادہ کیا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ (سورۃ الجمعہ)

مولانا اشفاق احمد صاحب حفظہ اللہ، فاضل جامعہ دار العلوم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے انتھک کوششوں کے ذریعہ خطبات کے اس مجموعہ کو مرتب کیا، مولانا موصوف کا نام علماء کے حلقے میں محتاج تعارف نہیں ہے، وہ اس سے پہلے بھی مولانا شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ قرآن پر کام کر چکے ہیں اور آسان درسِ قرآن کے نام سے ''عمّ پارہ'' کی تفسیر اور ''درس قرآن کیوں اور کیسے؟'' شائع کر چکے

ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکتیں عطاء فرمائے اور مزید علمی کاموں کی توفیق بخشے، آمین۔

مذکورہ خطبات کے حوالے سے یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ یہ درحقیقت عوامی بیانات کا مجموعہ ہے، کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں، لہٰذا اس میں تقریری رنگ غالب اور نمایاں نظر آتا ہے، تاہم مجموعی طور پر یہ ایک فکر انگیز خطبات کا مجموعہ ہے جس سے کوئی خطیب مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے طلبہ، طالبات علماء اور عام مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت کا ذریعہ بنائے، اور مرتب موصوف کے والدین اور اساتذہ کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین۔۔۔۔ واللہ المستعان

حررہ

محمد عبد المنان

نائب مفتی: جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

13/09/2015

عرضِ مرتب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: امّا بعد!

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

(بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہی سچا دین ہے)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی حیات ابدیہ اپنے مبارک دین اسلام میں رکھی ہے۔خوش قسمت ہے وہ انسان جو دین کی آغوش میں اپنی دنیا کی چندروزہ حیاتِ مستعار گزار کر ہمیشہ کی کامیابیاں پالیتا ہے،صدیوں سے اسلام کا یہ ابدی پیغام پہنچانے کے لئے ہر دور کے پاسبان دین وملت تحریر وتقریر دونوں انداز سے امت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔

دورِ حاضر میں امت مسلمہ جس جدیدیت کے فتنہ کا شکار ہے، ان کا یہ اعتراض زبانِ زدعام ہے کہ اکیسویں صدی کے جدید مسائل پر برسوں پرانے اسلام کی تعلیمات کی تطبیق ناممکن ہے امت کے ایسے ہی سوالات نیز دورِ حاضر کے دوسرے اہم مسائل کا جواب دینے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رحمت واسعہ سے داعیِ قرآن،مفسرقرآن، واعظ شیریں بیان حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید نَوَّرَ اللہ مَرْقَدَہٗ، جیسی عظیم علمی شخصیت کا انتخاب فرمایا اور ''القرآن کورسز نیٹ ورک'' بہادرآباد، کراچی پاکستان کے اسٹیج سے بھائی محمد الطاف موتی صاحب،وران کی ٹیم کی معاونت سے دورِ حاضر کے نت نئے

جدید موضوعات پر سیر حاصل بیانات کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جو 2006ء تا 2012ء تک ہر ماہ کے دوسرے اتوار نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوتے رہے۔ انہی بیانات کو محترم جناب بھائی محمد الطاف موتی صاحب معیاری سی ڈیز پر ریکارڈ کر کے افادۂ عام کے لئے پیش فرماتے رہے۔ داعی قرآن حضرت شیخو پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا آخری یادگار بیان ''مسلمانوں کے زوال سے دنیا کو کیا نقصان پہنچا'' مورخہ 13 مئی، 2012ء کو فرمایا اس کے بعد وہ جامِ شہادت نوش فرما کر داعیٔ اَجل کو لبیک کہتے ہوئے اُمت کو سوگوار چھوڑ گئے۔

حضرت شیخو پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص اور باوفا دوست برادرِ مکرم جناب محمد شفیق اجمل صاحب حفظہ اللہ جہاں اہل حق کی ترجمان ایک معیاری ویب سائٹ درس قرآن ڈاٹ کام www.darsequran.com پر حضرت کے دروسِ قرآن کریم نشر کرتے رہے، وہیں ان نت نئے موضوعات پر مشتمل بیانات کو بھی نشر کرتے چلے آرہے ہیں اور امت کے نفع کا سامان مہیا کرتے چلے آرہے ہیں۔

تاہم بندہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے اس علمی ذخیرہ کو تقریر سے تحریر کی شکل میں لانے کا کام حضرت شیخو پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی دیرینہ خواہش کو سامنے رکھ کر کرنے کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ بندہ نے جب کام شروع کیا تو اس وقت بنیادی طور پر پیش نظر ''القرآن کورسز سینٹر'' میں ہونے والے بیانات کا مجموعہ تھا، جس میں سے کچھ بیانات ''ندائے منبر و محراب'' جلد ۷ میں شائع ہو گئے۔ افادۂ عام کے لئے انہیں بھی شامل کر لیا گیا۔

بعد میں حضرت شیخو پوری رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اہم موضوعات پر مشتمل چند دیگر

بیانات دستیاب ہوئے، اکابر اساتذہ اور اپنے رفقاء کی مشاورت سے انہیں بھی خطباتِ شیخ پوری کا حصہ بنادیا گیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے ۸۰ بیانات کا مسودہ تیار ہونے کے بعد کمپوزنگ کے مراحل سے بحمد اللہ گزر چکا ہے حضرات اکابر اور اساتذۂ کرام زید مجدہم کے مشورہ سے تقریباً ۱۰ جلدوں پر مشتمل خطباتِ شیخ پوری کے نام سے ایک عظیم علمی شاہکار وجود میں آرہا ہے۔

بلاشبہ تمام تر لوازمات کی کماحقہٗ رعایت کرتے ہوئے تقریر سے تحریر کا اسلوب اختیار کرنا مجھ جیسے عاجز انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ تاہم بندہ عاجز نے چند امور کا لحاظ رکھا ہے۔

① ۔حتی الوسع حضرت والا رحمہ اللہ کی تقریر کا حقیقی مواد تحریر میں لایا گیا ہے۔

② ۔مکررات کو حذف کر کے تحریر کو آسان اسلوب میں رکھا گیا ہے۔

③ ۔ہر موضوع پر اٹھنے والے سوالات کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

④ ۔انہی اجمالی سوالات کو حل کرتے ہوئے اس میں عام فہم ضروری عنوانات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

یہ خطباتِ شیخ پوری تقاریر کا مجموعہ ہے جنہیں قلم بند کر کے زیور طبع سے آراستہ کرنے میں میرے جن معاونین کا خلوص اور محنت میرے ساتھ رہی ان کا میں تہہ دل سے بے حد ممنون وشکر گزار ہوں جن میں برادر مکرم جناب محمد الطاف موتی صاحب، جناب مولانا خالد محمود صاحب اور جناب بھائی محمد فیاض صاحب (مالک مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی) وغیرہ کے نام سرِ فہرست ہیں۔

قابلِ ذکر بھائی محمد فیاض صاحب علم اور علماء کے وہ قدر دان شخص ہیں جو میرے حوصلے ''آسان درسِ قرآن'' سے لے کر ''خطبات شیخوپوری'' تک مسلسل بڑھاتے رہے اور میرے اس کام پر بھرپور توجہ اور لگن کا اظہار فرماتے رہے۔ یقیناً ان خطبات کو منظر عام پر لانے کا پہلا سہرا ابھی پھر انہی کے سر سجتا ہوا اچھا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام مساعیٔ جمیلہ میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

اور میں بے حد ممنون ہوں اپنے شفیق و مہربان استاذ محترم جناب حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب زید مجدہم (نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی) کا جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود نظر ثانی فرما کر بعض جگہ تصحیح فرمائی اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخو پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تمام متوسلین حضرات اساتذۂ کرام، والدین اور میرے تمام معاونین کے لئے اس کتاب کو ذریعہ نجات اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

تقبل اللہ منّا و ممّن سعیٰ فیہ۔ آمین

دعا گو و دعا جو

بندہ مولانا اشفاق احمد عفا اللہ عنہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
امام وخطیب جامع مسجد بلال
ناظم آباد نمبر ۲ کراچی
0321-2343648

اجمالی فہرست

برائے

خطباتِ شیخو پوری

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

ازدواجی زندگی

اللہ پاک کی ایک بہت بڑی نعمت

- ......نکاح کی اہمیت اور برکات۔
- ......تمام انبیاء علیہم السلام کی مشترکہ چار سنتیں۔
- ......نکاح میں سادگی کی اہمیت، ضرورت اور افادیت۔
- ......معیارِ نکاح کیا ہونا چاہیے؟
- ......شادی بیاہ کی رسومات اور ان سے بچنے کی ضرورت۔
- ......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نکاح کے سلسلے میں کیا طرزِ عمل رہا؟
- ......ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

بچے کتنے اچھے

۞......زمانۂ جاہلیت میں قتل اولاد اور اس کی وجوہات۔

۞......قتلِ اولاد سے روکنے کے بارے میں قرآن و حدیث کی تعلیمات۔

۞......انسانوں کا نظامِ منصوبہ بندی اور اللہ تعالیٰ کا نظامِ منصوبہ بندی۔

۞......مشہور نعرہ "بچے دو ہی اچھے" کی مخالفت کا مقصد کیا ہے؟

۞......فیملی پلاننگ کی ناجائز صورتیں کون کون سی ہیں؟

۞......فیملی پلاننگ کی جائز صورتیں کون کون سی ہیں؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

اولاد کی اصلاح اور تعلیم وتربیت

- ......کیا اولاد کی محبت تقویٰ کے منافی ہے؟
- ......حضور ﷺ کی بچوں کے ساتھ مثالی محبت
- ......اولاد کے بننے اور بگڑنے میں کیا والدین کا ہاتھ ہوتا ہے؟
- ......اولاد کے والدین پر کیا کیا حقوق ہیں؟
- ......تربیت اولاد کے سلسلے میں نصیحت آموز واقعات۔
- ......صحیح اسلامی تربیت کے لیے خوشگوار ماحول کیسے فراہم کیا جاسکتا ہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

رشتے کیوں نہیں ہوتے

- ......رشتۂ زوجیت کی اہمیت وافادیت
- ......آپ ﷺ کی مثالی ازدواجی زندگی
- ......قرآن وحدیث کی روشنی میں نکاح کی اہمیت، ترغیب اور فوائد و برکات
- ......شادی کے موقع پر ہونے والی رسومات اور ان کی نحوست
- ......رشتہ نہ ہونے کی وجوہات

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

گھر کیوں اجڑتے ہیں؟

- ......قرآن وحدیث کی روشنی میں رشتہ داری کا مقام۔
- ......صلہ رحمی کی حقیقت اور اہمیت کیا ہے؟
- ......قرآن وحدیث کی روشنی میں باہمی پیار ومحبت کی اہمیت۔
- ......میاں بیوی کے حقوق اور ان کی اہمیت۔
- ......گھر اُجڑنے کے اسباب اور اُن کا سدِ باب۔
- ......حصولِ نجات کے لیے حضور ﷺ کی تین اہم نصیحتیں۔

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

طلاق اور خلع کی شرعی حیثیت

- ......طلاق کا معنیٰ اور دیگر مذاہب میں اس کا تصور۔
- ......دینِ اسلام کا اعتدال پسندانہ نظریہ۔
- ......کثرتِ طلاق سے بچنے کے لیے دس اہم ہدایات۔
- ......تین طلاق کا حکم اور ائمہٗ اربعہ علیہم الرحمۃ کا اتفاق۔
- ......خلع کی حقیقت کیا ہے؟
- ......عدالتی خلع اور عدالتی فسخِ نکاح کا شرعی حکم کیا ہے؟
- ......حلالہ کی شرعی حیثیت اور موجودہ زمانے میں اس کا غلط مفہوم۔

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

شکر کی اہمیت

- ......سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخن تک انسان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات۔
- ......مصائب اور پریشانیوں کے بے شمار فوائد
- ......سب سے بڑی نعمت اور اس کا شکر
- ......شکر کے درجات

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

انسان کی دو خصلتیں

- ......صابر اور شاکر بننے کے لیے دو قابلِ اتباع صفات
- ......شکر کی بنیاد کن چیزوں پر ہے؟
- ......رضا بالقضاء اور صبر کا کیا انعام ہے؟
- ......اللہ کی نعمتوں کے غلط استعمال سے بچنا
- ......مملکتِ خداداد ملکِ پاکستان ایک نعمتِ عظمیٰ اور اس کی قدر دانی

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

انسان کا ناشکراپن

- ......گھوڑے کی وفاداری اور انسان کا ناشکراپن
- ......انسان پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات وانعامات
- ......دنیوی اور دینی نعمتوں کا انبار
- ......اگر یہ نعمتیں نہ ہوتیں تو پھر کیا ہوتا؟
- ......کیا مصیبت میں بھی اللہ کا شکر ادا کیا جاسکتا ہے؟
- ......قرآن وحدیث میں شکر کی اہمیت اور تعلیم وترغیب
- ......شکر کے بارے میں اللہ والوں کے واقعات

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

کامل مسلمان کون؟

- ......قرآن وحدیث کی روشنی میں کامل انسان کون ہے؟
- ......اسلام ہر ایک کے لئے امن وسلامتی فراہم کرتا ہے۔
- ......حقیقی اور اصلی حکمرانی کیا ہے؟
- ......کامل مسلمان نہ بننے کے دنیاوی و اخروی نقصانات کیا ہیں؟
- ......صرف ایک شعبۂ دین کو مکمل دین سمجھنے کا غلط رجحان۔
- ......کامل مسلمان بننے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہوگا؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

ہماری مصیبتوں اور پریشانیوں کا حل

- ......کیا انسان دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے بچ سکتا ہے؟
- ......حضور اکرم ﷺ نے اس کا کیا طریقہ بتایا ہے؟
- ......ہماری مصیبتوں اور پریشانیوں کا سبب کیا چیز ہے؟
- ......مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے کا مجرب نسخہ کیا ہے؟
- ......کیا ہر پریشانی سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

صراطِ مستقیم کیا ہے؟

- ...... اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی تشریح وتفسیر کیا ہے؟
- ...... ہدایت ورہنمائی صرف انسانوں کے لیے ہے یا کائنات کی ہر شے کے لیے؟
- ...... مومن اور کافر کے نظریے اور سوچ میں کیا فرق ہے؟
- ...... عقل کی نعمت اور اس کا دائرۂ کار
- ...... صراط مستقیم سے کیا مراد ہے؟
- ...... ہدایت کے مراتب اور ان کی مثال
- ...... ہدایت ملنے کی شرائط کیا ہیں؟

تفصیلی فہرست

خطباتِ شیخوپوری جلد ہفتم

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صراطِ مستقیم کیا ہے؟ ۳۴۵

ختم شد

ازدواجی زندگی

اللہ پاک کی ایک بہت بڑی نعمت

از افادات

داعی قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......نکاح کی اہمیت اور برکات۔
- ......تمام انبیاء علیہم السلام کی مشترکہ چار سنتیں۔
- ......نکاح میں سادگی کی اہمیت، ضرورت اور افادیت۔
- ......معیارِ نکاح کیا ہونا چاہیے؟
- ......شادی بیاہ کی رسومات اور ان سے بچنے کی ضرورت۔
- ......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نکاح کے سلسلے میں کیا طرزِ عمل رہا؟
- ......ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

(سورۃ الروم، آیت ۲۱، پ ۲۱)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قابل احترام خواتین و حضرات! اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ازدواجی زندگی بھی ہے، یہ الگ بات ہے کہ بعض اوقات ہمارے اعمال کی وجہ سے جو نعمت ہوتی ہے وہ زحمت اور مصیبت میں بدل جاتی ہے۔

اللہ نے مرد اور عورت کی ساخت ایسی رکھی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر زندگی بسر نہیں کر سکتے، دونوں کے بغیر گھر کا نظام نہیں چل سکتا، مرد نہ ہو تو بھی گھر کے نظام میں خلل واقع ہو جاتا ہے عورت نہ ہو تو بھی

گھر کے نظام میں خلل واقع ہوجاتا ہے۔ بچوں کی تربیت کو لے لیں تو اکیلا مرد بھی تربیت نہیں کرسکتا اور اکیلی عورت بھی بچوں کی تربیت نہیں کرسکتی۔ بچوں کیلئے باپ کا سایہ بھی ضروری ہے اور ماں کی محبت اور شفقت بھی ضروری ہے۔

چونکہ ازدواجی زندگی اللہ پاک کی نعمت ہے اس لیے اللہ نے سورۂ روم میں جہاں اپنی بہت ساری نعمتیں ذکر فرمائی ہیں تو ان نعمتوں میں اپنی اس نعمت کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا کہ:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

اللہ کی نعمتوں میں سے اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں مردوں کیلئے عورتیں اور عورتوں کیلئے مرد، جوڑا جوڑا بنایا۔

لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا (تاکہ تم سکون حاصل کرو)

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ

اور اللہ نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا فرمادی

دلوں کا جوڑ اللہ کا احسان

بعض اوقات شوہر بیوی کیلئے اور بیوی شوہر کے لیے بالکل اجنبی ہوتے ہیں۔ شادی سے قبل ان میں کوئی جان پہچان نہیں ہوتی ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے اس قسم کے رشتے بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ شوہر کا خاندان الگ

ہے، بیوی کا خاندان الگ ہے۔شوہر کا علاقہ الگ ہے، بیوی کا علاقہ اور شہر الگ ہے لیکن دونوں کے درمیان ایجاب اور قبول ہونے کے بعد پھر ان کے درمیان اللہ ایسی محبت پیدا فرما دیتے ہیں جو محبت بعض اوقات خاندانی رشتہ داروں میں بھی نہیں ہوتی۔تو یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ آپس میں دلوں کو جوڑ دیتا ہے اور دلوں میں محبت اور الفت پیدا فرما دیتا ہے۔

نکاح کی ترغیب

اللہ نے قرآن پاک میں نکاح والی زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی ہے، نکاح کرنے کی بھی ترغیب دی ہے اور نکاح کروانے کی بھی ترغیب دی ہے۔سورۃ النساء میں اللہ نے فرمایا؛

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط

(سورۃ النسآء آیت ۳، پ ۴)

تم نکاح کرو جتنی نکاح کرنے کی تمہاری قدرت اور استطاعت ہے۔دو دو سے، تین تین سے، چار چار سے، اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم عدل نہیں کرسکو گے اور سب کے حقوق ادا نہیں کرسکو گے تو پھر صرف ایک ہی کافی ہے۔

نکاح کرانے کی ترغیب

اسی طرح اللہ نے سورۂ نور میں بھی نکاح کروانے کی ترغیب دی۔فرمایا۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ

(سورۃ النور آیت ۳۲، پ ۱۸)

تم میں سے جو بے نکاحی ہیں ان کے نکاح کراؤ۔اور جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک ہیں ان کے رشتے کراؤ، رشتے کروانے کا حکم دیا۔

ذہنوں میں سوال پیدا ہوسکتا ہے۔اے اللہ ! وہ تو غریب ہے اپنی ضروریات بڑی مشکل سے پوری کرتا ہے تو بیوی بچوں کی ضروریات اور ان کے اخراجات کہاں سے پورے کرے گا؟ فرمایا کہ:

اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

(سورۃ النور آیت ۳۲، پ ۱۸)

اگر وہ فقیر ہوں گے اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے گا

یہ عجیب بات ہے کہ نکاح کرنے سے انسان پر مالی ذمہ داری کا بوجھ آجاتا ہے، وہ اکیلا تھا بیوی آنے کے بعد دو ہوگئے۔بچے پیدا ہونے کے بعد وہ چار بھی ہوسکتے ہیں، چھ بھی ہوسکتے ہیں، دس بھی ہوسکتے ہیں لیکن جوں جوں بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے تو اللہ پاک اس کے رزق میں برکت عطا فرماتے ہیں۔جو کل تک صرف اپنی ذاتی ضروریات کے لیے پریشان تھا آج وہ دس افراد پر مشتمل کنبے کی ضروریات پوری کرتا ہے۔اور اللہ اس کو برکت دیتا ہے۔

دو چیزوں کی وجہ سے رزق میں برکت

یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں کہا گیا کہ ان کی وجہ سے

رزق میں برکت ہوتی ہے۔

۱)......حج کی وجہ سے۔ ۲) نکاح کی وجہ سے۔

حالانکہ حج پر بھی انسان کی جیب سے خرچ ہوتا ہے اور نکاح میں بھی انسان کا خرچہ ہوتا ہے اور اس پر مالی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔لیکن حدیث میں وعدہ کیا گیا کہ ان دو چیزوں کی وجہ سے رزق میں برکت ہوتی ہے ہر شخص کے ساتھ اللہ کا معاملہ الگ الگ ہے۔اور بعض اوقات انسان کے ساتھ معاملہ اس کی نیت اور امید کے مطابق ہوتا ہے۔میرا ذاتی مشاہدہ اور تجربہ تو یہی ہے کہ اللہ پاک نے جو وعدہ کیا اور حضور ﷺ نے جو اللہ پاک کا وعدہ سنایا وہ بالکل برحق ہے۔حج کی وجہ سے بھی رزق میں برکت ہوتی ہے اور نکاح کی وجہ سے بھی رزق میں برکت ہوتی ہے تو بہر حال نکاح کروانے اور رشتہ کروانے کی ترغیب دی۔

نکاح تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت

یہ بھی قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے انبیاء کرام علیہم السلام جو تھے انہوں نے نکاح والی زندگی گزاری۔شاید ایک دو نام ایسے لیے جاسکتے کہ انھوں نے نکاح نہیں کیا لیکن بقیہ تمام کے تمام انبیاء نے نکاح والی اور اولاد والی زندگی گزاری۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ط (سورۃ الرعد آیت ۳۸، پ ۱۳)

اے میرے نبی! ہم نے آپ سے بھی پہلے انبیاء بھیجے اوران کی بیویاں بھی تھیں اوران کے بچے بھی تھے

تواس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں آنے والے اکثر وبیشتر انبیاء کرام علیہم السلام جو تھے وہ بیوی بچوں والے تھے۔خود ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے اسی بات کو بیان فرمایا: ''اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ'' چار چیزیں ایسی ہیں جو انبیاء کی سنت میں سے ہیں یہ گویا کہ ایسی سنتیں ہیں جو تمام انبیاء کی زندگی میں تھیں۔

انبیاء علیہم السلام کی پہلی سنت

''اَلْحَیَاءُ''فرمایا حیاء تمام انبیاء کی سنت ہے حیاء مسلمان کا زیور ہے۔ حیاء صرف عورتوں کے لیےنہیں ہے حیاء مردوں کے لیےبھی ہے۔

حیاء کیا چیز ہے ؟وہ جذبہ، وہ کیفیت، وہ طبعی عارضہ جس کی وجہ سے انسان گناہ کرنے سے رُک جاتا ہے اس کو حیاء کہتے ہیں۔

اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب حیاء نہ رہے تو انسان جو چاہے کرے۔پھراس کو گناہ سے روکنے والی کوئی چیزنہیں ہے۔

اور اللہ کے نبی نے فرمایا کہ حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

اور اللہ کے نبی نے فرمایا کہ جسکے اندر حیاء ہو اسکا ایمان کامل ہو جاتا ہے۔تو انبیاء کی پہلی سنت حیاء ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی دوسری سنت

"وَالتَّعَطُّرُ" عطر لگانا، یہ بھی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے تمام کے تمام انبیاء علیہم السلام خوشبو پسند فرماتے تھے۔ اور ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ باوجود یہ کہ آپ کے پسینے میں بھی خوشبو تھی، آپ کے پیشاب میں بھی خوشبو تھی اور آپ کے پورے جسم میں بھی خوشبو تھی۔ لیکن اس کے باوجود عرب کی جو قیمتی اور سب سے عمدہ خوشبو ہوتی وہ حضور ﷺ استعمال فرمایا کرتے تھے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ حضور ﷺ کے پسینے میں بھی خوشبو تھی اس کا ثبوت حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کے واقعے سے ملتا ہے جو حضور ﷺ کی عزیزہ تھیں، گرمیوں کے دن تھے آپ ﷺ ان کے گھر میں آرام فرما رہے تھے، جسم پر پسینے کے قطرے نمودار ہو رہے تھے حضور ﷺ کی اچانک آنکھ کھلی دیکھا کہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے جسم پر ابھرنے والی پسینے کی بوندوں کو ایک شیشی میں جمع کر رہی ہیں۔ پوچھا کہ اے اُمّ ہانی! یہ کیا کر رہی ہو؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ﷺ آپ کا پسینہ جمع کر رہی ہوں۔ ہم جب عطر بنائیں گے تو اس میں آپ ﷺ کے پسینے کے قطرے ملا دیں گے، جس عطر میں آپ ﷺ کے پسینے کو ملا دیا جائے اس کی خوشبو میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ عمدہ خوشبو استعمال فرماتے تھے تو خوشبو بھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت۔

انبیاء علیہم السلام کی تیسری سنت

تیسری سنت تمام انبیاء علیہم السلام کی فرمایا کہ" والسواك "مسواک کرنا یہ تمام انبیاء کی سنت ہے ہم تو قدم قدم پر اپنے آقا ﷺ کو دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ بہت زیادہ مسواک کیا کرتے تھے، وضو سے پہلے مسواک، بعض اوقات نماز سے پہلے مسواک، رات کو سونے سے پہلے مسواک، نیند سے اٹھنے کے بعد مسواک، سفر سے واپس آنے کے وقت مسواک اور کھانا کھا کر آپ ﷺ مسواک کرتے۔ کثرت سے آپ ﷺ مسواک فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے آپ ﷺ کی وفات میں کچھ وقت باقی تھا۔

اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ مسواک لے کر حاضر ہوئے حضور ﷺ کی نظریں مسواک پر جم گئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ حضور ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن بیماری کی شدت ایسی تھی کہ حضور ﷺ مسواک خود نہیں چبا سکتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی سے وہ مسواک لی اور چبا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور حضور ﷺ نے اپنی وفات سے قبل مسواک فرمائی تو اس قدر آپ ﷺ کو مسواک سے رغبت اور محبت تھی۔

مسواک کی اہمیت وفضیلت

اور آپ ﷺ نے مسواک کی اہمیت بیان فرمائی ایک حدیث میں فرمایا

کہ اگر میری امت کو مشقت نہ ہوتی تو میں ان کو حکم دیتا کہ ہر نماز کے وقت لازماً مسواک کیا کرو لیکن چونکہ فرض واجب کرنے میں مشقت ہوسکتی ہے اس لیے حکم تو نہیں دیتا البتہ ترغیب دیتا ہوں کہ مسواک کیا کرو۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ وہ نماز جو مسواک کر کے پڑھی جائے اس کا ثواب بغیر مسواک کے پڑھی ہوئی نماز سے ستر گنا زیادہ ہے۔

مسواک بے شمار فوائد کا ذریعہ

اور آج کے ڈاکٹر اور حکیم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مسواک میں بے پناہ فوائد ہیں۔ مسواک دانتوں کو فائدہ دیتی ہے، مسواک نظر کو فائدہ دیتی ہے، مسواک حافظہ کو فائدہ دیتی ہے، مسواک معدے کو فائدہ دیتی ہے اور بہت سی بیماریوں سے نجات دلاتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسواک کرنا یہ بھی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی چوتھی سنت

وَالنِّكَاحُ۔ نکاح کرنا یہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے گویا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام جو تھے انھوں نے نکاح کیا تو آپ اپنی امت کو ترغیب دے رہے ہیں کہ تم بھی نکاح کرو ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ

اے جوانوں کی جماعت! جو تم میں سے نکاح کرنے کی طاقت رکھتا

ہو وہ نکاح ضرور کرے اس لیے کہ نکاح کرنے سے نظر جھک جاتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔

جو مرد اور جو عورت گندگی کے عادی ہوجائیں، حرام کے عادی ہوجائیں، نجاست کے عادی ہوجائیں، بدکاری کے عادی ہوجائیں ان کا معاملہ الگ ہے کیونکہ نکاح کی وجہ سے بھی ان کی نظریں نہیں جھکتی، نکاح کی وجہ سے بھی ان کی شرم گاہ کی حفاظت نہیں ہوتی لیکن جو حلال کا متلاشی ہو اور حرام سے بچنا چاہتا ہو وہ جب نکاح کرتا ہے تو اس کی نظروں کی بھی حفاظت ہوجاتی ہے اور اس کی شرم گاہ کی بھی حفاظت ہوجاتی ہے۔ تو فرمایا کہ اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے۔

فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ

یہ نکاح نظر کو جھکانے والا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور فرمایا کہ جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ روزے رکھے۔ کیونکہ روزے میں اللہ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ یہ شہوت کے زور کو توڑ دیتی ہے تو فرمایا کہ وہ روزوں کا اہتمام کرے۔

تین آدمیوں کی مدد اللہ کا حق

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ تین آدمیوں کی مدد کرنا یہ اللہ کا حق ہے۔ پہلا آدمی وہ مکاتب جو ادائیگی کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں کہ اس کا آقا اسے کہہ دے کہ تم اتنے پیسے مجھے کما کر دے دو تو

میں تمہیں آزاد کردوں گا۔اب وہ بیچارا غلام ہے بدل کتابت ادا کرنے کے لیے تک ودو میں ہے۔تو فرمایا کہ تم بدل کتابت کی ادائیگی میں اس کی مدد کردو تو یہ اللہ کا حق ہے کہ اس کی گردن آزاد ہو جائے۔

دوسرا شخص جس کی مدد کرنا اللہ کا حق ہے وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہے۔

اور تیسرا وہ پاک دامن شخص جو نکاح کرنے والا ہے تو ان کی مدد کرنا یہ اللہ کا حق ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا کہ اے لوگو! اگر تمہارے سامنے ایسا رشتہ آجائے جسے تم دین کے اعتبار سے، سیرت اور اخلاق کے اعتبار سے پسند کرتے ہو تو یہ رشتہ کردو۔ اگر تم نے رشتہ نہ کیا تو فرمایا پھر زمین میں فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔ پھر زمین میں زنا اور بدکاری عام ہو جائے گی اور یہ چیز ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

بدکاری عام ہونے کا بڑا سبب

آج ہمارے معاشرے میں بدکاری کے عام ہونے کے بہت سارے اسباب ہیں ان میں سے ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ ہم نے نکاح کو مشکل کردیا اور زنا اور بدکاری کو معاذ اللہ! آسان کردیا۔ایسی رسمیں اور ایسی شرطیں گڑھ لی گئیں جن کی وجہ سے یہ ایک آسان سا معاملہ بڑا مشکل ہو گیا۔حضور ﷺ نے نکاح کو اور اسلام نے نکاح کو بڑا آسان رکھا جو

حضور ﷺ کی سنت کے مطابق نکاح ہے اس میں نہ مہندی ہے، نہ منگنی کی رسمیں ہیں، نہ منگنی کے اخراجات ہیں، نہ جہیز ہے، نہ برات ہے، نہ قرض لینا پڑتا ہے، نہ سود کے اندر اپنی گردن کو جکڑنا پڑتا ہے۔ ولیمہ ہے مگر وہ بھی سادہ۔ جو ہم نے رسمیں ایجاد کر لیں سنت کے مطابق نکاح میں وہ تمام رسمیں نہیں ہیں۔

نکاح میں سادگی

نبی اکرم ﷺ نے جو نکاح کیے بڑی سادگی کے ساتھ کئے، اپنی بیٹیوں کے نکاح کیے تو سادگی کے ساتھ کیے آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سادگی سے نکاح کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان دس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جن کو دنیا ہی میں اللہ کے نبی ﷺ نے جنت کی بشارت سنادی تھی۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کا حضور ﷺ سے کتنا گہرا تعلق ہوگا، حضور ﷺ سے کتنی محبت ہوگی اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا کیا مقام ہوگا۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا حضور ﷺ نے ان کے جسم پر یا ان کے کپڑوں پر یا ہاتھ پر خاص قسم کا رنگ دیکھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو اندازہ ہوا کہ عبدالرحمان نے نکاح کر لیا ہے حضور ﷺ نے پوچھا عبدالرحمان! تم نے نکاح کر لیا؟ عرض کیا جی! اندازہ کیجئے کہ خود حضور ﷺ کو پتہ نہیں کہ عبدلرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا نکاح ہو گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم

میں اتنا چرچہ نہیں حالانکہ یہ مالدار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ جب مدینہ منورہ
آئے تو لٹے ہوئے آئے تھے۔ سب کچھ مکہ میں چھوڑ آئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو جن صحابی کا بھائی بنایا۔ جس انصاری کا بھائی بنایا اس نے پیشکش کی
کہ بھائی! میری دو بیویاں ہیں میں ایک کو طلاق دے دیتا ہوں اس سے تم
نکاح کرلو اور میرا کاروبار ہے یہ مال و متاع ہے اس کو میں دو حصوں میں
تقسیم کر دیتا ہوں آدھا تم لے لو آدھا میرے لیے چھوڑ دو۔ خوددار تھے
انہوں نے فرمایا نہیں بھائی! تیری بیویاں تجھے مبارک اور تیرا مال و متاع
تجھے مبارک مجھے صرف بازار کا راستہ دکھا دو۔ بازار میں گئے تاجر انسان
تھے اللہ نے مہارت عطا کی تھی تجارت کے شعبے میں تھوڑے مہینوں میں اللہ
نے اتنا دے دیا کہ ان کا شمار مالدار لوگوں میں ہونے لگا۔ یعنی ایسا نہیں کہ
غربت کی وجہ سے نکاح سادہ کیا۔ کھاتے پیتے تھے، پیسے والے تھے لیکن
اس کے باوجود ایسا نکاح کیا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خبر نہ ہوئی۔ مناسب
رشتہ مل رہا تھا انھوں نے حامی بھر لی نکاح ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شکوہ
نہیں کیا کہ ارے عبدالرحمان! ہمیں بلایا بھی نہیں، نکاح تو مجھ سے پڑھایا
ہوتا، ہمیں بلایا ہی نہیں؟ بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا اَوْلِمْ وَلَوْبِشَاةٍ
عبدالرحمان! ولیمہ کرنا اگرچہ بکری ذبح کر کے کرلو لیکن ولیمہ کر لینا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے کی برکت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ بیوہ ہو گئیں کئی بچوں

کی ماں تھیں حضور ﷺ نے ان کو نکاح کا پیغام بھیج دیا ان کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے فرماتی ہیں کہ جب میرے شوہر کا انتقال ہوا تو میں نے اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بشارت دی ہے کہ جس کا کوئی نقصان ہوجائے اور اس پر وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھے تو اللہ پاک اس کے نقصان کی تلافی فرمادیتے ہیں یا تو اس کو وہی چیز مل جاتی ہے یا اس سے بہتر چیز مل جاتی ہے۔

کہتی ہیں کہ میرے شوہر کا انتقال ہوگیا میں نے بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا میرے شوہر مجھ سے اتنی محبت کرنے والے تھے اور اتنے اچھے انسان تھے کہ دل میں خیال آیا کہ ایسے شوہر سے اچھا شوہر کہاں مل سکتا ہے۔ان جیسا تو کوئی نہیں لیکن جب حضور ﷺ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا تو مجھے حضور ﷺ کی اس بشارت پر یقین آ گیا اس لیے کہ میرا شوہر لاکھ اچھا سہی لیکن حضور ﷺ کا مقابلہ تو نہیں کرسکتا تھا۔

تو جب حضور ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میرا تو کوئی سرپرست نہیں جس سے مشورہ کروں جو اس رشتے کی مجھے اجازت دے۔حضور ﷺ نے فرمایا اس رشتے کو ناپسند کرنے والا بھی تو کوئی نہیں۔چنانچہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹا! اٹھو اور میرا نکاح حضور ﷺ سے کردو۔چنانچہ ان کے بیٹے نے اپنی والدہ کا نکاح حضور ﷺ سے کردیا۔

عجیب واقعہ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا واقعہ تو بڑا عجیب ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ایک رشتہ پسند آ گیا لیکن اس خاندان سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی کچھ جان پہچان نہیں تھی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ویسے بھی اجنبی انسان تھے فارس کے رہنے والے تھے۔ سب کچھ چھوڑ کر اسلام قبول کرلیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آن پڑے تھے بعض اوقات اپنے آپ کو سلمان بن اسلام کہا کرتے تھے۔ گویا کہ میں سب رشتے توڑ چکا ہوں صرف اسلام کا رشتہ باقی رہ گیا ان کو ایک جگہ رشتہ پسند آیا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو وکیل بنا کر بھیجا اور کہا! ابودرداء! فلاں گھرانے میں تم میرا رشتہ کرادو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ گئے اور اس خاندان والوں میں جا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بڑے مناقب وفضائل بیان کیے، بڑی تعریفیں کیں، بڑا اچھا انسان ہے اس سے رشتہ کرلو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ باہر تھے انتظار کر رہے تھے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کیا جواب لاتے ہیں۔ اس خاندان والوں نے کہا کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے تو ہم رشتہ نہیں کرنا چاہتے البتہ اگر تمہیں یہ رشتہ پسند ہے ہماری بیٹی کا، ہماری بہن کا تمہارے ساتھ یہ رشتہ کرنے کو تیار ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ رشتہ کرنے کو راضی ہوں تو انہوں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا نکاح کرادیا۔ باہر آئے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا

ہوا؟ تو کہنے لگے بھائی! بڑا شرمندہ ہوں رشتہ تمہارا کروانے گیا تھا اور رشتہ اپنا کر کے آ گیا کیا کرتا خاندان والوں نے صاف کہہ دیا کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو تو ہم رشتہ نہیں دیتے کوئی بھی وجہ نہیں البتہ تمہیں رشتہ دینے کے لئے تیار ہیں میں نے ہاں کر دیا اور انھوں نے نکاح پڑھا دیا۔ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا ارے بھائی! شرمندہ تو مجھے ہونا چاہیئے اس لیے کہ قسمت تو تمہاری تھی اور کوشش میں کر رہا تھا۔ اللہ نے تمہارے مقدر میں رشتہ لکھا تھا مجھے اگر علم ہوتا تو میں کوشش بھی نہیں کرتا، جس کا مقدر تھا اسے مل گیا۔ میرے مقدر میں اللہ نے جو رشتہ لکھا ہے وہ مجھے مل جائے گا۔ تو اتنا آسان کیا رشتہ کرنے کو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عجیب واقعات ہیں۔ وہ ایسی سادگی سے نکاح کرتے تھے اور اسی لیے وہ بیٹی کی ولادت پر پریشان نہیں ہوتے تھے کیونکہ رشتے آسان تھے۔

رشتہ کرنے کا معیار

اور رشتہ کرنے کا معیار کیا تھا؟ معیار بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا تھا کہ جب رشتہ کرو تو تمہارے سامنے معیار کیا ہونا چاہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو! رشتہ کیا جاتا ہے یا تو مال کی وجہ سے یا جمال کی وجہ سے یا حسب ونسب کی وجہ سے اور یا پھر سیرت وکردار کی وجہ سے یہ چار چیزیں ہیں جو معیار بنتی ہیں عام طور پر دنیا میں رشتہ کرنے کیلئے فرمایا تم دین داری، سیرت اور اخلاق کو ترجیح دو مال کی وجہ سے رشتہ نہ کرو، جمال کی وجہ

سے نہیں، حسب ونسب کی وجہ سے نہیں۔

حقیقت کو سمجھیے!

دیکھئے! اس حقیقت کو سمجھ لیجئے کہ ایسا نہیں ہے کہ شریعت کی نظر میں حسن و جمال کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو، حسب ونسب کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو یہ ایسی وجوہ ہیں جن کی وجہ سے رشتہ کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ یہ رشتہ کی معیار نہیں بن سکتیں جو رشتہ کرتا ہے وہ اچھے خاندان کو دیکھتا ہے انسان کی فطرت ہے وہ اچھی شکل وصورت کو دیکھتا ہے اور خود نبی اکرم ﷺ نے انسان کی فطری تقاضوں کو ملحوظ رکھا۔

فطرت کی رعایت

آپ ﷺ کے سامنے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! انصار کے قبیلے میں رشتہ کرنا چاہتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس عورت کو دیکھا بھی ہے جس سے رشتہ کرنا چاہتے ہو عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ دیکھ لو، دیکھ لینا مناسب ہے اس لیے کہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض انصار کی آنکھوں میں ایک چیز ہوتی ہے۔ کوئی نقصان ہوگا! ایسا نہ ہو کہ کل جب بیوی تمہارے سامنے آئے تو تمہیں پسند ہی نہ آئے لہذا حضور ﷺ نے دیکھنے کی اجازت دی، دیکھنے کی ترغیب دی۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہر حال حسن و جمال ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کی فطرت اس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور اسلام نے انسان کے فطری جذبات کو کچلا نہیں ہے بلکہ ان کو صحیح رخ دیا ہے۔

اسی طرح خاندان کو بھی دیکھا جاتا ہے یہ جو کہتے ہیں کہ اپنے کفو میں نکاح کرنا چاہیے کفو میں ایسی چیز کو تو دیکھا جاتا ہے کہ ایسا خاندان ہو جو کہ ہم پلہ ہو سید خاندان سے تعلق رکھنے والی خاتون ہے اور وہ رشتہ کرے کمہاروں کے خاندان میں، موچیوں کے خاندان میں یا کسی اور خاندان میں وہ اس کا ہم پلہ نہیں ہوسکتا وہ اس کا کفو نہیں ہوسکتا۔لیکن فرمایا کہ جب تم ترجیح دینا چاہتے ہو کہ حسب ونسب والی تو یہ بھی ہے، حسن وجمال والی یہ بھی ہے۔لیکن ادھر دینداری اور سیرت ہے، اخلاق ہے اور ادھر نہیں ہے۔تو جدھر دو چیزیں ہوں تو تم سیرت اور اخلاق کو ترجیح دو اسی طریقے سے عورت میں انتخاب کرتے وقت صرف مال کو نہ دیکھے، جمال کو نہ دیکھے، صرف خاندان کو نہ دیکھے بلکہ سیرت، دین داری اور اخلاق کو بھی دیکھے۔

عارضی چیزوں کو معیار نہ بنائیں

یہ چیزیں تو چلتی چھاؤں ہیں، مال آج ہے کل نہیں ہے، آج کے امیر کو کل کا فقیر اور آج کے فقیر کو کل کا امیر بنتے، اپنی نظروں سے دیکھا ہے، اور آپ نے بھی دیکھا ہوگا یہ تو وفا والی چیز نہیں ہے، بہت سے ایسے لوگ جو فٹ پاتھ پر رہتے تھے آج بڑی بڑی دکانوں کے مالک ہیں۔یہی تو آنے جانے والی چیز ہے، چھاؤں کا مسئلہ ہے۔

حسن و جمال بھی ایسی چیز ہے، کئی ایسے لوگوں کو دیکھا حسن و جمال پر مرتے تھے تعلق قائم کیا، رشتہ کیا صرف حسن کی بناء پر دو چار مہینے گزرنے

کے بعد دل سے وہ رشتہ اتر گیا۔شوہر کے دل سے بیوی اتر گئی بیوی کے دل سے شوہر اتر گیا اب ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کے روادار نہیں ہیں آپ نے اخبارات میں دیکھا بھی ہوگا اور سنا بھی ہوگا ایسے ایسے واقعات پیش آئے وہی مرد جو صورت پر مرتا تھا اور گویا کہ صورت کی خاطر اپنے والدین کو، بھائی بہنوں کو، خاندان کو، دین کو، اسلام کو چھوڑنے کے لئے تیار تھا آج اس صورت پر تھوکنے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ اس صورت پر تیزاب پھینک دیا۔زندہ جلادیا،قتل کر دیا،گلا گھونٹ کر مار دیا ،صورت ہے سامنے لیکن جب دیکھا کہ کردار اتنا گندا ہے، اخلاق کچھ بھی نہیں، زبان بڑی خراب ہے، ادب نہیں، احترام نہیں، چھوٹے بڑے کا امتیاز نہیں تو وہ صورت دل سے اتر گئی۔

سیرت وصورت میں فرق

دینداری، اخلاق اور سیرت ایک ایسی چیز ہے جو کبھی دل سے نہیں اترتی اور میں حقیقت بتاتا ہوں، میری بہنیں اور بیٹیاں اس بات کو غور سے سن لیں اور پلے سے باندھ لیں۔

اگر صورت ہے اور سیرت نہیں تو یہ صورت دل سے اتر جائے گی، لیکن اگر سیرت ہے اور صورت میں کچھ کمزوری بھی ہو تو سیرت کا کمال صورت کے عیب پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ایسی عورتیں، ایسی بہنیں اور بیٹیاں شوہر کے دل کو جیتنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔جن کے اخلاق اعلیٰ ہوتے ہیں۔جن کی

سیرت اچھی ہوتی ہے۔جن کے اندر دینداری پائی جاتی ہے۔تو اللہ کے نبی ﷺ نے یہ معیار دیا کہ رشتہ کا معیار کیا ہوتا ہے۔ دینداری، حسن اخلاق، حسن سیرت اور تقویٰ، طہارت۔

جیسا معیار ویسا انجام

اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے شادی کرتا ہے اس کی شہرت کی وجہ سے اور عزت کے لئے اللہ اس کو ذلیل کر دے گا اور جو شادی کرتا ہے مال کے لئے اللہ اسکے فقر میں اضافہ کر دے گا اور جو شادی کرتا ہے حسد کی وجہ سے اس کی کمینگی میں اضافہ ہو جائے گا۔لیکن جو رشتہ کرتا ہے اس لئے تاکہ اس کی نظریں جھک جائیں، اس کی عفت و عصمت محفوظ ہو جائے، وہ اپنی شہوانی تقاضے کو پوارکر کے اللہ اور اس کے رسول کے سامنے سرخرو ہو سکے تو فرمایا کہ اللہ ایسے مرد میں بھی برکت دے گا اور اللہ ایسی عورت میں بھی برکت دیتا ہے۔جس رشتہ کا معیار یہ ہو اسی میں عصمت ہے، دینداری کی حفاظت ہے،عزت کی حفاظت ہے،نظروں کی حفاظت ہے،شرمگاہ کی حفاظت ہے،شریعت اور تقویٰ کی تکمیل ہے اور حضور ﷺ کی سنت کی اتباع ہے فرمایا کہ اللہ ایسے نکاح میں برکت دیتا ہے تو نکاح کی ترغیب بھی دی حضور ﷺ نے، نکاح کو آسان بھی کیا اور نکاح کا معیار، رشتہ کا معیار بھی بتایا اور رسموں سے بچنے کی تلقین بھی کی گئی۔

نمائشی جہیز اور اس سے بچنے کا طریقہ

لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا آج رسموں کی اتباع کی وجہ سے نکاح کا معاملہ مشکل سے مشکل تر ہو گیا۔ شادی بیاہ کی جو مختلف رسمیں ہیں ان میں سے میری نظر میں سب سے غلط رسم نمائشی جہیز کی ہے۔ یہ دکھاوے کا جہیز، میں جہیز کے ساتھ نمائشی جہیز کا لفظ اس لئے لگا رہا ہوں کہ علماء کہتے ہیں کہ ویسے ہی والدین اپنی بیٹی کو کوئی ہدیہ دیں تو یہ ہدیہ دینا جائز ہے۔

اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ آج کل کے حالات میں ہونا یہ چاہئے کہ نکاح کے وقت کچھ نہ دے بعد میں دے تاکہ یہ جو رسم بن گئی لوگ جمع ہوتے ہیں کیا دیا ہے، کتنے جوڑے دیئے ہیں، بستر، برتن، ٹی وی، وی سی آر، گاڑی اور سونا چاندی اور نقد رقم، یہ سب کچھ دیا جاتا ہے اور اس کی نمائش کی جاتی ہے اس رسم کو توڑا جائے۔ مجھے بتایئے نبی اکرم ﷺ نے پہلا نکاح کیا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اس میں جہیز کیا تھا؟

حضور ﷺ کے نکاحوں کی سادگی

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس میں جہیز کیا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نکاح کیا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کیا ان سب کا جہیز کیا تھا؟

اور یہاں میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ

کی جو اکثر ازواج تھیں یہ عرب کے سرداروں کی بیٹیاں تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں مالدار انسان تھے ، بہت بڑے تاجر تھے۔حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ابو سفیان کی بیٹی تھیں۔آپ جانتے ہیں ابوسفیان مکہ کا سردار تھا جنگ احد میں اسی نے تو قیادت کی تھی۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بہت بڑے سردار کی بیٹی تھیں۔تو اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بڑے بڑے گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کوئی جہیز نہیں لیا اور ان میں سے کوئی جہیز نہیں لے کر آئیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مہر تھا یہ اکثر ازواج مطہرات کے لئے پانچ سو درہم تھا۔آج کے حساب سے ایک کلو اور پانچ سوتیس گرام چاندی ہوتی ہے اکثر ازواج کو یہی مہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور اکثر اپنی بیٹیوں کو بھی یہی مہر دیا۔سوائے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے۔حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا، میں نے بتایا آپ کو کہ حضرت ابوسفیان کی بیٹی تھیں یہ اسلام قبول کرنے کے بعد حبشہ چلی گئیں اپنے شوہر کے پاس ان کا شوہر وہاں جا کر مرتد ہو گیا،عیسائی ہو گیا تو یہ اکیلی رہ گئیں پریشان تھیں شوہر کے آسرے پر آئی تھیں وہ وہی چھوڑ کر چلا گیا۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔اُم حبیبہ! میں تم سے نکاح کرنے کے لئے تیار ہوں، اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو شوہر کی بے وفائی کی وجہ سے جو صدمہ پہنچا تھا حضور اکرم

ﷺ کے اس پیغام نے اُس کا ازالہ کر دیا اور پھر نجاشی جو حبشہ کا بادشاہ تھا مسلمان ہو چکا تھا اس نے مہر مقرر کیا۔ اس نے کہا کہ اس نکاح کا مہر میں دوں گا اور وہ مہر جو تھا وہ دس کلو چاندی سے زیادہ کا تھا۔ تو صرف حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر زیادہ تھا۔

مگر جہیز کسی سے نہیں لیا۔ خود اپنی بیٹیوں کے رشتے کئے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا، حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا۔ انہیں کوئی جہیز نہیں دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا آپ ﷺ کی چہیتی بیٹی تھیں، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم ﷺ نے جہیز دیا۔ حالانکہ اس کی حقیقت صرف یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ حضور اکرم ﷺ کی کفالت میں تھے۔ آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے اب ان کو الگ کیا تو گھر چلانے کے لئے کچھ برتن وغیرہ دینے تو ضروری تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے جب انہیں جدا کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تو انہیں بان کی ایک چارپائی، چمڑے کا ایک گدا، جس میں روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے، ایک چھاجل، دو مٹی کے گھڑے اور دو چکیاں تھیں آٹا پیسنے کے لئے یہ تھا وہ جہیز جس کو لوگ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز دیا تھا۔ یہ تھا کل جہیز فرمایا کہ میری بیٹی! خود چکی چلا چلا کر آٹا پیس لیا کرو اور مشکیزہ میں پانی بھر لیا کرو چنانچہ وہ ایسا ہی کیا کرتی تھیں۔

چکی پیتے پیتے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے اور مشکیزہ بھر کر لاتی تھیں جس سے کمر دوہری ہو جاتی، گھر میں جھاڑو دیتیں تو کپڑے آلودہ ہو جاتے ایک وقت آیا کہ حضور ﷺ کے پاس غلام اور لونڈیاں آئیں، حضور اکرم ﷺ نے مدینہ والوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پتا چلا تو وہ بھی حاضر ہوئیں۔ ابا جان! سب کو دے رہے ہیں مجھے بھی کوئی خادم دے دیا جائے۔ یا لونڈی جو پانی ہی بھر کر لے آیا کرے، جھاڑو ہی دے دیا کرے، چکی چلا لیا کرے۔

اللہ اکبر! حضور اکرم ﷺ نے کیا فرمایا: بیٹی! کیا میں تجھے غلام اور لونڈی سے بھی بہتر چیز نہ بتاؤں، عرض کیا ابا جان! ضرور بتائیں۔ فرمایا کہ بیٹی! نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللہِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو اللہ اکبر! کیا نمونہ پیش کیا۔ وقت کے رئیس نے، وقت کے امیر نے، وقت کے عظیم نبی نے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے کیا نمونہ پیش کیا۔ دوسروں کو تو غلام اور لونڈیاں لیکن اپنی بیٹی کو فرمایا ارے! تو اللہ کا ذکر کر لیا کر، کوئی جہیز نہیں دیا۔ خود نکاح کیا تو بھی ایسا اور بیٹیوں کے نکاح کیے تو بھی ایسے۔

موجودہ معاشرے کا لالچی پنا

آج ہم بڑے لالچی ہو گئے ہیں، یقین کریں بڑے لالچی ہو گئے، ہم چاہتے ہیں کہ بیٹی کا باپ پال پوس کر اس کی اچھی تربیت کرے اور اس کو

اچھی تعلیم دے کر اپنی بیٹی بھی ہمیں دے اور سامان سے ہمارا گھر بھر دے۔
اور اتنے لالچی کے خود اپنی فرمائشیں کرتے ہیں کہ ہمیں جہیز میں کیا کچھ ملنا چاہئے۔ خود کہتے بھی ہیں کہ شوہر کے لئے کتنے شرم کی بات ہے وہ ساری زندگی جس بیڈ پر سوتا ہے وہ اس کی بیوی لائی ہوئی ہے اور اب تو چاہتے ہیں بیوی ہمیں مکان بھی دے ہم کیسے لالچی اور بھکاری بن گئے اور صرف نوجوان نہیں بلکہ نوجوانوں کے والدین بھی میں نے ضرب مومن میں اس حوالے سے ان رسموں کے خلاف کئی کالم لکھے تو لاہور سے ایک خط آیا ایک نوجوان کا، اس نے مجھے بڑی ڈانٹ پلائی ارے مولوی صاحب! تم تو کنویں کے مینڈک ہو تمہیں کیا پتا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے نوجوان کو لالچی کہہ رہے ہو، ہم لالچی نہیں ہمارے بوڑھے والدین لالچی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اچھی بیوی ملے ہمارے والدین چاہتے ہیں کہ اچھا سامان ملے وہ اچھی بیوی کی تلاش میں نہیں ہیں۔ آپ ہمیں کیوں طعنے دیتے ہو کہ ہم لالچی ہیں، ہم لالچی نہیں ہیں تو ان رسموں میں سے بدترین نمائش جہیز کی رسم ہے۔

سنت کو زندہ کرنے کا عزم کیجئے

میرے دوستو اور بزرگو! اس سنت کو زندہ کرنے کی ضرور کوشش کریں۔ ہم سب کو تو نہیں بدل سکتے لیکن اپنے آپ کو تو بدل سکتے ہیں۔ الحمد للہ اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے میرا نکاح ایسے ہی کرا دیا میرا ہر کام اللہ ایسے ہی کرا دیتے ہیں۔

الحمدللہ! اللہ نے میرا اچھا رشتہ کروایا اور اللہ نے اپنی طرف سے ایسی صورت بنادی کہ سادگی کے ساتھ ہوا۔ کوئی جہیز میں نے نہیں لیا اور آج الحمدللہ! مجھے اللہ پاک نے ساری نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں۔ بیوی کا جہیز کب تک چلے گا، کتنے سال چلے گا، کیا ساری زندگی چلے گا؟ ساری زندگی بیوی کے جہیز کی وجہ سے عیش کرتا رہے گا؟ نہیں! ختم ہوجائے گا اور الحمدللہ میری ایک بیٹی ہے اور ۵ بیٹے ہیں اور ارادہ کر رکھا ہے کہ ان سب کے رشتے سنت کے مطابق کریں گے، سادگی کے ساتھ کریں گے۔ میں نہ جہیز دوں گا اور نہ لوں گا یہ عہد کر رکھا ہے۔ تو آپ بھی یہ عزم کیجئے اور عہد کیجئے کہ ہم سنت کے مطابق نکاح کریں گے۔ میں نے اپنی کمزوریوں کے باوجود، میں کمزور انسان، بہت کمزور ہر اعتبار سے کمزور، علم کے اعتبار سے عمل کے اعتبار سے کمزور ہر اعتبار سے بہت ہی کمزور، ان کمزوریوں کے باجود میں نے ارادہ کیا کہ اس کی ایک تحریک چلائی جائے کہ رشتے سنت کے مطابق کرو۔ سادگی سے کرو، نمائشی جہیز سے بچ کر کرو اللہ ایسے رشتوں میں برکت دے گا تو الحمدللہ اس سلسلے میں ہم نے کچھ عملی قدم اٹھایا ہے کہ جب آپ یہاں سے فارغ ہوں گے تو آپ کو ایک پمفلیٹ ملے گا تو اگر کوئی عملی طور پر اس سنت کو عام کر سکے تو خدارا! اس مٹی ہوئی سنت کو زندہ کریں اور ایک مٹی ہوئی سنت کو زندہ کرنے سے ستر شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں دودھ پینا حضور اکرم ﷺ کی سنت ہے، میٹھا کھانا حضور اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ یہ میٹھی میٹھی سنتیں زندہ کر کے سمجھتے

ہیں کہ شہیدوں کا ثواب مل جائے گا، ارے یہ سنتیں زندہ کرو جن کو زندہ کرنے سے دل پر آرے چلتے ہیں، تکلیف ہوتی ہے تب شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

والدین کی پریشانیاں اور ہماری ذمہ داری

نبی اکرم ﷺ کی اس سنت کو زندہ کیجئے بہت سے بہنیں اور بیٹیاں یقین کریں گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ ان کے والدین پریشان ہیں کچھ نہیں دے سکتے ان کو۔ وہ بے چارا بچوں کا پیٹ بڑی مشکل سے بھرتا ہے وہ فرمائشی اور نمائشی جہیز کہاں سے دے گا یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کے لئے نکاح کے معاملے کو آسان کر کے دکھائیں۔

عجیب طبیعت

اور میں عرض کروں گا کہ میری بھی ایک عجیب طبیعت یہ ہے کہ جب غیر مسلموں کو کوئی اچھا کام کرتے دیکھوں یا گمراہ فرقوں کو تو مجھے بڑا جذبہ آتا ہے، یقین کریں بڑا جذبہ اور شرم آتی ہے، اب شرم کیوں آتی ہے کہ ارے یہ کام تو ہمارے کرنے کا تھا۔ اور پھر یہ کررہے ہیں اور ہم نہیں کر رہے۔ گمراہ فرقوں والے کر رہے ہیں اور ہم نہیں کر رہے۔ ایک گمراہ فرقے کی ہم نے اخبار میں تصویر بھی دیکھی۔ خبر بھی دیکھی کہ وہ پانچ پانچ سو جوڑوں کا نکاح سادگی سے کروار ہے ہیں۔

تو غیرت آئی کہ کیا ہمارے لوگ ایسا نہیں کر سکتے۔ آؤ بھئی! اجتماعی ایسی تقریب رکھی جائے کہ سنت اور سادگی کے ساتھ نکاح تو ہو، اس سلسلے میں

آپ حضرات کوشش فرمائیں۔ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ان شاء اللہ العزیز ربیع الاول میں اجتماعی نکاح کی پہلی تقریب منعقد کریں گے۔ چاہے اس میں دو جوڑے تیار ہو جائیں، چار جوڑے تیار ہو جائیں ان شاء اللہ! تو اجتماعی نکاح سادگی کے ساتھ ہوگا اور میں تو کہتا ہوں کہ ربیع الاول میں قمقمے جلانے اور جھنڈیاں لگانے سے حضور اکرم ﷺ اتنا خوش نہ ہوں گے جیسا کہ اسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کرنے میں ہوں گے۔

اللہ آپ کو اور ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بچے کتنے اچھے

ازافادات

داعیٔ قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق

- ......زمانۂ جاہلیت میں قتل اولاد اور اس کی وجوہات۔
- ......قتلِ اولاد سے روکنے کے بارے میں قرآن و حدیث کی تعلیمات۔
- ......انسانوں کا نظامِ منصوبہ بندی اور اللہ تعالیٰ کا نظامِ منصوبہ بندی۔
- ......مشہور نعرہ "بچے دو ہی اچھے" کی مخالفت کا مقصد کیا ہے؟
- ......فیملی پلاننگ کی ناجائز صورتیں کون کون سی ہیں؟
- ......فیملی پلاننگ کی جائز صورتیں کون کون سی ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ ...
اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۱، پ ۱۵)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

میری قابل احترام ماؤں، بہنو، بیٹیو اور عزیز بھائیو اور دوستو!!

آج کے بیان کا جو موضوع رکھا گیا ہے مجھے اس موضوع کی نزاکت کا احساس ہے اور ہمارے ہاں اس جیسے موضوعات پر بات کرنے کا رواج نہیں ہے، میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ پاک مجھے قرآن و حدیث کی روشنی میں اس موضوع کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حق سوچنے، حق بولنے اور حق سمجھانے کی اللہ توفیق عطا فرمائے۔

مشرکین میں قتل اولاد کی تین صورتیں

جس زمانے میں قرآن نازل ہوا تو اس زمانے میں مشرکین میں اپنی اولاد کو قتل کرنے کی تین صورتیں تھیں۔

①۔پہلی صورت یہ تھی کہ وہ نذر ونیاز کے لئے اور اپنے بتوں کو خوش کرنے کے لئے اور مشرکانہ توہمات کی بناء پر اپنی اولاد کو قتل کیا کرتے۔

سورۃالانعام کی آیت نمبر ۱۳۷ میں فرمایا:

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ (سورۃالانعام ۱۳۷، پ ۸)

اسی طریقے سے بہت سے مشرکین کے لئے ان کے شرکاء نے مزین کر دیا ان کی اولاد کے قتل کو۔ان کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ تمہاری اولاد کے قتل سے تمہارے معبود خوش ہوں گے، اور تمہارے معبودوں کی خوشی سے اللہ خوش ہوگا۔سورۃ الانعام ہی کی آیت نمبر ۱۴۰ میں اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ (سورۃالانعام آیت ۱۴۰، پ ۸)

تحقیق وہ لوگ خسارہ میں پڑ گئے جنہوں نے اپنی اولاد کو بغیر علم کے بغیر دلیل کے، بغیر حجت کے قتل کیا اور اللہ نے حلال نعمتیں جو دی تھیں ان کو اپنے اوپر حرام کر دیا اور اس کی اصل وجہ جھوٹی غیرت تھی۔جھوٹی غیرت اس لئے

کہ وہ بیٹیوں کو قتل کرتے تھے اور بیٹوں کو نہیں سورۃ التکویر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹

(سورۃ التکویر آیت ۹،۸، پ ۳۰)

زندہ درگور کی ہوئی بچی سے پوچھا جائے گا کس جرم کی پاداش میں قتل کی گئی؟ اور سورۃ النحل میں اللہ نے فرمایا؛

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝۵۸ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۵۹ (سورۃ النحل آیت ۵۹،۵۸، پ ۱۴)

جب تم میں سے کسی کو بچی کی خبر دی جاتی ہے کہ تمہاری بچی پیدا ہوئی ہے تو اس کا رنگ سیاہ پڑ جاتا ہے اور سینے میں دل گھٹنے لگتا ہے اور دل ہی دل میں سوچتا ہے کہ زمانے کی ذلت و رسوائی برداشت کر کے اس بچی کو زندہ رہنے دوں یا اس کو زمین زندہ دھنسا دوں۔ اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ یہ ایک بچی کا باپ بن گیا۔

تیسری وجہ جس کی بناء پر وہ اولاد کو قتل کرتے تھے وہ تھا فقر فاقہ کا خوف، اس کو کھلائیں گے کیسے، پالیں گے کیسے، رزق اور معاش کا انتظام کیسے ہوگا۔ اللہ نے سورۃ الانعام کی ہی آیت نمبر ۱۵۱ میں فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۱، پ ۸)

اپنی اولاد کو قتل مت کرو کہ تم انہیں رزق کہاں سے دو گے۔
ہم تمہیں بھی رزق دیں گے اور ان کو بھی

یہ مت سمجھو کہ تم اولاد کو رزق دیتے ہو۔ تم اولاد کو کیا اپنے آپ کو بھی نہیں پال سکتے۔ تمہیں بھی ہم پال رہے ہیں اور تمہاری اولاد کو بھی ہم پالیں گے۔

اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۱ میں فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ

(سورئہ بنی اسرائیل آیت ۳۱، پ ۱۵)

اپنی اولاد کو فقر کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی رزق دیں گے۔

اولاد کا ذکر پہلے کرنے کی حکمت

یہاں اولاد کو پہلے ذکر کیا علماء کہتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ اولاد کی برکت سے اللہ تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور میرے تو مشاہدہ میں ہے کہ بہت سے لوگ مجھ سمیت بہت سے والدین کو اولاد کی برکت سے اللہ پاک روزی دے رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کو تو میں جانتا ہوں کہ اولاد سے پہلے غریب تھے اور اولاد کے بعد اللہ نے وسعت عطا کی۔ سورۃ الانعام میں اللہ نے فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۱، پ ۸)

کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو فقر کی وجہ سے سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا کہ:

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۱، پ ۱۵)

فقر کے اندیشہ سے بھی اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

فقر کی دو صورتیں

۱)......پہلی صورت یہ کہ فقیر ہو تو بھی اولاد کو قتل نہ کرو۔

۲)......دوسری صورت اگر آئندہ فقر کا اندیشہ ہے اولاد کے لئے تو بھی قتل نہ کرو۔

اگر فقر موجود ہے تو بھی اولاد کو قتل نہ کرو اور اگر فقر نہیں لیکن اندیشۂ فقر ہے جو کہ بہت سے لوگوں کو ستاتا ہے تو اس اندیشہ کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرو روزی دینے والے تم نہیں بلکہ روزی دینے والا میں ہوں۔

روزی اللہ کے ذمّہ ہے

قرآن میں اس مضمون کو اللہ نے بار بار تکرار کے ساتھ ذکر فرمایا کہ روزی سب کو میں دیتا ہوں، بارہویں پارے کی پہلی میں آیت فرمایا:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سورۃ ھود آیت ۶، پ ۱۲)

زمین پر جتنی بھی چلنے پھرنے والی مخلوق ہے ان سب کی روزی اللہ کے ذمے ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ کہاں رہتی ہے ان کو روزی کیسے پہنچانی ہے۔ انسان تو اس زمین کی ایک مخلوق ہے انسان کے علاوہ اس زمین میں کروڑوں قسم کی مخلوق پائی جاتی ہے۔ دریاؤں میں، صحراؤں میں، جنگلوں

ہیں، پہاڑوں میں، زمین کے نیچے اور زمین کے اوپر ساری مخلوق کو اللہ روزی دے رہا ہے۔ ایسی مخلوق بھی ہے کہ ان کی خوراک ہزاروں انسانوں سے بھی زیادہ ہے، سمندروں میں ایسی بھی مچھلیاں ہیں کہ ایک مچھلی کی خوراک ہزاروں انسانوں سے بھی زیادہ ہے بمشکل کافی ہوتی ہے اور اللہ پاک ان کو روزی پہنچا رہا ہے۔

وہم وگمان سے بڑھ کر رزق

تو یہ بات سمجھائی کہ روزی میں دیتا ہوں اور ایسی جگہ سے دیتا ہوں کہ اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ سورۃ الطلاق کی آیت نمبر ۲ اور ۳ میں فرمایا:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ

(سورۃ الطلاق آیت ۲، پ ۲۸)

کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ مشکلات میں اس کے لئے نکلنے کا راستہ بناتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتے ہیں جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

کوشش ضروری ہے

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ جائے اور کہے کہ رزق تو اللہ کے ذمہ ہے، بلکہ کوشش کا حکم دیا گیا، تجارت کا حکم دیا گیا، مزدوری کا حکم دیا گیا، رزق حلال تلاش کرنے کا حکم دیا گیا، بلکہ اس کو عبادت کہا گیا۔

رزقِ حلال کی اہمیت

آپ اندازہ کیجئے! کہ اللہ کی نظر میں رزق حلال تلاش کرنے اور محنت کرنے کی کتنی اہمیت ہے۔ اللہ نے سورۃ الجمعہ میں جہاں مسلمانوں کو حکم دیا کہ نماز پڑھو، فرمایا:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

(سورۃ الجمعہ آیت ۱۰، پ ۲۸)

جب تم نماز پڑھ لو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اللہ کا فضل کیا ہے؟ رزق حلال، مزدوری کے ذریعے سے، محنت کے ذریعے سے، اور کاشتکاری کے ذریعے سے تم جو رزق تلاش کرتے ہو تو حقیقت میں یہ تم میرا فضل تلاش کرتے ہو اور جان لیجئے! کہ ایسا نہیں کہ اللہ نے دنیا میں مخلوق زیادہ پیدا کی اور رزق کم اللہ پاک سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۲۱ میں فرماتے ہیں کہ:

وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢١﴾

(سورۃ الحجر آیت ۲۱، پ ۱۴)

ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں اور اس سے پہلے والی آیت میں فرمایا:

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿٢٠﴾

(سورۃ الحجر آیت ۲۰، پ ۱۴)

ہم نے زمین میں تمہاری روزی بھی رکھی ہے اور اس مخلوق کی روزی بھی رکھی ہے جسے تم روزی نہیں دیتے۔

اللہ کا نظامِ منصوبہ بندی

میری ماؤں اور بہنو، بھائیو!

ایک تو نظام منصوبہ بندی کا وہ ہے جو انسانوں نے بنایا اور ایک نظام وہ ہے جو اللہ نے بنایا کہ جس کے ذریعے اللہ آبادی کو کنٹرول کرتا ہے۔ جہاں جس کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اسے وہاں فراخی کر دیتا ہے اور جس چیز کی ضرورت کم ہوتی ہے وہاں اس چیز کی پیداوار کم کر دیتا ہے میں تین مثالوں سے آپ کو یہ بات سمجھاؤں گا۔

پہلی مثال

ایک زمانہ تھا کہ انسان اونٹ اور گھوڑوں کے ذریعے سفر کرتا تھا، سامان بھی انہی کے ذریعے اور ڈاک بھی انہی کے ذریعے پہنچائی جاتی تھی اور جنگیں بھی گھوڑوں کے ذریعے لڑی جاتی تھیں۔ پھر انسان نے ہوائی جہاز، بحری جہاز، ریل اور کاریں ایجاد کیں اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ چیزیں زمین میں زیادہ سے زیادہ ہوتیں کہ ہر طرف گھوڑے اور اونٹ ہی دکھائی دیتے۔ لیکن دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ ڈھونڈنے سے بھی گھوڑے نہیں ملتے اور ان کی قیمتیں بھی پہلے سے زیادہ ہوگئیں۔ جس وقت انسان کو اس کی ضرورت تھی اللہ نے ان کی پیداوار بھی زیادہ رکھی تھی جب ضرورت کم ہوگئی تو اللہ نے پیداوار بھی کم کر دی۔

دوسری مثال

دوسری مثال یہ ہے کہ ہندوستان میں گائے ذبح کرنے کی اجازت تھی

جب مسلمان کی حکومت تھی۔ میں ایک محتاط اندازہ لگاتا ہوں کہ پورے ہندوستان میں ایک دن کے اندر ۲ لاکھ گائے ذبح ہوتیں تو ماہانہ ۶۰ لاکھ اور سالانہ ۷ کروڑ ۲۰ لاکھ گائے ذبح ہونے سے بچ گئیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہندوستان کے گلی کوچوں میں گائے ہی گائے ہوتیں، ایسا تو نہیں ہے۔

آپ بھیڑ، بکری اور کتے کی مثال لے لیجئے۔ کتیا ایک حمل میں ۵ یا ۶ بچے جن لیتی ہے اور بھیڑ بکری ایک یا ۲ اور مسلمان کتیا نہیں کھاتے وہ حرام ہے اور اگر میں کہوں کہ پاکستان میں ایک دن میں لاکھوں بکرے ذبح ہوتے ہیں تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ان کی نسل ہی ختم ہو جاتی اور کتوں کے ریوڑ ہی ریوڑ ہوتے ایسا تو نہیں۔

تیسری مثال

تیسری مثال یہ ہے کہ اس کائنات کے اندر اللہ نے ایسی مخلوق بھی رکھی ہے کہ اس مخلوق کے اندر توالد و تناسل کی زبردست طاقت رکھی۔ اگر اس کی نسل کو بڑھا دیا جائے تو اس زمین کے اندر انسان کے چلنے کی بھی جگہ باقی نہ رہے۔ آپ صرف اسٹار مچھلی کو دیکھ لیجئے کہ ایک مچھلی کے صرف ایک جوڑے کو اپنی نسل بڑھانے کا موقع دیا جائے اور تیسری نسل تک وہ اتنی زیادہ ہو جائے کہ زمین کے اندر پانی کا ایک بھی قطرہ باقی نہ رہے۔ اسٹار مچھلی ۲۰ کروڑ انڈے دیتی ہے۔ وہ کون ہے جو چند بچوں کو تو زندہ رہنے دیتا ہے اور باقی انڈوں کو تلف کر دیتا ہے۔ وہ کیا خاندانی منصوبہ بندی کا محکمہ ہے؟ یا

برتھ کنٹرول والے ہیں؟ ان کو کیا انجکشن لگائے جاتے ہیں؟ یا ان کو دوائیاں پلائی جاتی ہیں۔نہیں نہیں! وہ تو اللہ کی ذات ہے

اور آپ جانتے ہیں انسان کے مادہ منویہ کے ایک قطرے میں سینکڑوں انسانوں کو پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔کروڑوں بچے اس سے پیدا ہو سکتے ہیں کون ہے جو باقی بچوں کو تلف کر دیتا ہے اور ایک یا دو جرثوموں کو باقی رکھتا ہے؟ صرف اللہ پاک کی ذات ہے۔

آبادی کے ساتھ ساتھ وسائل کا بڑھنا

عرض یہ کر رہا تھا کہ ایسا نہیں ہے کہ اللہ نے مخلوق تو زیادہ پیدا کر دی اور رزق کے وسائل کم ہوں اور وہ منصوبہ بندی نہ کر رہا ہو۔ اپنی مخلوق پر کنٹرول نہ کر رہا ہو۔حقیقت یہ ہے کہ جوں جوں آبادی بڑھتی جاتی ہے اللہ پاک وسائل بھی بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔

آپ اندازہ کیجئے،آج سے سو سال پہلے زمین کے جس حصے سے دس من گندم حاصل ہوتی تھی ، آج سائنسدان زمین کے اس حصے سے سو من گندم حاصل کرتے ہیں،زمینیں آباد ہیں اور آپ کو معلوم ہوگا کہ امریکہ میں کئی کئی من گندم سمندر کے حوالے کر دیتے ہیں۔گندم زیادہ پیدا ہو جاتی ہے نہ معلوم آگے چل کر کیا ہوگا۔سمندر آباد کئے جارہے ہیں،صحراء آباد کئے جارہے ہیں، چاند کی طرف وسائل لے جائے جارہے ہیں اور اب تو باقاعدہ چاند پر رہائشی منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ جو چیزیں ناممکن تھیں وہ ممکن

ہو رہی ہیں اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ کچھ عرصے میں ایسا علاج بھی آ جائے گا کہ بغیر دوا کے علاج ہوگا۔ اور کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ مصنوعی اعضاء بنائے جائیں اور مصنوعی اعضاء بنائے بھی جا رہے ہیں۔

آنے والے وقت کے انقلابات

آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں نئے نئے انقلابات آ رہے ہیں۔ آنے والے وقت میں جو ذات اس کائنات کو کنٹرول کر رہی ہے جو گھات میں ہے، جو غافل نہیں ہے، جو چوکنا ہے، جو بے خبر نہیں ہے وہ باخبر ہے جو ہر کسی کی سنتا ہے، ہر کسی کی خبر رکھتا ہے، ہر ایک کے بارے میں جانتا ہے، ہر ایک کی نگرانی کرتا ہے، وہ اللہ آنے والے وقت میں انسان کے لئے نامعلوم رزق کے کیا کیا مواقع فراہم کرے گا۔

پاکستان میں قدرتی معاشی وسائل

اور یاد رکھئے! پاکستان میں جو غربت ہے اس کی وجہ آبادی کی کثرت اور وسائل کی کمی نہیں ہے۔ ایک صاحب معیشت نے پاکستان کے معاشی وسائل سے متعلق لکھا کہ پاکستان کے قدرتی معاشی وسائل روس سے زیادہ ہے۔ قدرتی وسائل کی استطاعت روس سے زیادہ ہیں یہ روس سے زیادہ پیداوار حاصل کر سکتے ہیں۔ غربت کی اصل وجہ کرپشن، دھوکہ فراڈ ہے لاکھوں ایکڑ زمین ہے جو بنجر پڑی ہوئی ہے۔ جاگیرداروں کا قبضہ ہے نہ خود آباد کرتے ہیں نہ دوسروں کو آباد کرنے دیتے ہیں۔

جاہلیت والی سوچ

اور یہاں یہ بھی جان لیں! کہ جب ہم اس نعرہ کے خلاف بات کرتے ہیں کہ بچے دو ہی اچھے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ زیادہ بچے پیدا کرنا کوئی فرض یا واجب ہے یا کم بچے پیدا کرنا کوئی گناہ ہے۔ نہیں! ہرگز نہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ جو نعرہ ہے ''بچے دو ہی اچھے'' فیملی پلاننگ، برتھ پلاننگ، خاندانی منصوبہ بندی۔ ان نعروں کے پیچھے جو سوچ ہے وہ غلط ہے۔ وہ سوچ یہ ہے کہ اتنے بچے ہو گئے تو ان کی ضروریات کون پوری کرے گا۔ ہم تو بھوکے مر جائیں گے۔ فقر و فاقہ ہوگا ان کی ضروریات پوری کیسے ہوں گی؟ یہ تو وہی جاہلیت والی سوچ ہوگئی جو یہ کہتے تھے کہ زیادہ بچوں کو ہم پالیں گے کیسے؟

دجالی تہذیب کا مطلب

یاد رکھیئے! یورپ کی تہذیب دجالی تہذیب ہے، یورپ کے نعرے یہ دجالی نعرے ہیں اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ دجالی نعرے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ کہتے کچھ ہیں اور ان کا مقصد کچھ ہوتا ہے۔

کہتے تو یہ ہیں کہ اولاد زیادہ ہوگئی آبادی زیادہ ہوگئی تو معیار زندگی بلند کیسے ہوگا؟ سہولیات فراہم نہیں کی جاسکیں گی۔ رزق کی فراہمی ناممکن ہو جائے گی۔

بے حیائی کی وباء

ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو فقر و فاقہ سے ڈرانا چاہتے ہیں اور

دوسری بات یہ ہے کہ وہ بے حیائی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی کا محکمہ اس نے شاید اولاد کو اتنا کنٹرول نہ کیا ہو، جتنا بے حیائی کو فروغ دیا۔ یورپ کے اسکول کالجوں میں لڑکے اور لڑکیوں کا باہمی اختلاط اور تعلق آج وباء کی صورت اختیار کر گیا ہے۔

خاندانی منصوبہ کے محکمے نے بنیادی کردار یہ ادا کیا کہ کلاس روم میں یہ مضمون پڑھایا جاتا ہے کہ مباشرت کیسے کرتے ہیں، حمل سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ بلکہ میں نے اخبار میں پڑھا ایک خبر ہے ہمیں یقین نہیں آئے گا کہ برطانیہ میں کلاس روم میں ایک ٹیچر نے باقاعدہ یہ گندہ فعل کر کے دکھایا یہ بے حیائی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔

آج کے تعلیمی نظام کا بگاڑ

آج تعلیمی نظام آغا خان کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ آغا خان بورڈ جو متنازعہ ہے انہوں نے آتے ہی کیا کیا؟ چھٹی اور ساتویں کے طالبعلموں اور بچیوں سے سوالنامے میں یہ پوچھا گیا کہ آپ کے جنسی تعلقات کس کس سے قائم ہیں؟ اور جنسی تعلقات کیسے بنتے ہیں؟ آپ کے دوست کون کون ہیں؟ اس طرح کے سوالات تو جو بے حیائی یورپ کے اسکولوں میں ہے اس کو یہاں بھی لانا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں کی کثرت

اور دوسری بڑی اہم وجہ کہ مسلمانوں کی آبادی کی کثرت سے پریشان

ہیں۔ میں نے ایک عیسائی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا کہ امریکہ مسلمانوں کو ایٹمی طاقت بننے سے روک رہا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی آبادی کی کثرت ہی سب سے بڑا ایٹمی بم ہے امریکہ کے لئے۔

مغرب کا حال

یورپ کا حال تو یہ ہے کہ وہاں بچوں کی آبادی تو صفر رہ گئی۔ اور مغربی دنیا میں بوڑھوں کی کثرت ہوگئی۔ سوئزرلینڈ کا صدر اپنی قوم سے ٹی وی پر خطاب کرتے ہوئے رو پڑا اور کہنے لگا کہ مجھے تو لگتا ہے کہ کچھ عرصے بعد ہمارا ملک بوڑھوں کا ملک بن جائے گا۔ اس لئے کہ بچے نہیں آرہے اور جو جوان تھے وہ بوڑھے ہو رہے ہیں۔ محققین کہتے ہیں کہ ۲۰۵۰ء تک مغرب کی پوری آبادی صرف ڈھائی فیصد رہ جائے گی جبکہ اس وقت مغربی ممالک میں مسلمانوں کی تعداد ۱۸ فیصد اور ۲۰ فیصد دن بدن اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ ہمارے پڑوس میں ایک مسلمان امریکن فیملی رہتی تھی، آج ان کے پاس امریکی قومیت ہے امریکی شہریت ہے۔

تعجب کی بات

آپ کو تعجب ہوگا کہ امریکہ میں رہتے ہوئے انہوں نے ۱۳ بچے پیدا کئے اور ان میں سے ایک بچہ تو کچھ نفسیاتی مریض تھا۔ اور دوسرا بچہ والد کے ساتھ کاروبار میں شریک تھا۔ اور باقی گیارہ بچوں کو دین کی اشاعت

کے لئے اس نے وقف کر دیا۔ کہ ہم کماتے ہیں تم دین سیکھو۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ میں نے اپنے بچوں کو سبق دیا ہے کہ تم نے امریکہ کو مسلمان کرنا ہے، میں جانتا ہوں کہ پورے امریکہ کو اس کے گیارہ بچے مسلمان نہیں کر سکتے لیکن اس کا جذبہ تو ہے۔ دین کی خاطر اس نے امریکہ کو چھوڑا اور پاکستان کے مدارس میں اپنے بچوں اور بچیوں کو داخل کروایا کہ دین سیکھو اور امریکہ جاؤ۔ جس ملک کی عورت ایک بچہ پیدا کرنا بڑی تکلیف کا کام سمجھتی ہو اور وہاں رہتے ہوئے ایک عورت نے تیرہ بچے جنے اور نیت بھی کہ اے اللہ! یہ سارے بچے تیرے دین کے لئے وقف ہوں گے۔ بتایئے! ان کا جذبہ کتنا قابل قدر ہے۔ میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہر عورت کے اتنے زیادہ بچے ہوں ، یا اتنے زیادہ بچے پیدا کرنا فرض ہے۔ نہیں! کوئی شخص شادی نہ کرے تو نہ کرے۔ اس پر شادی فرض تو نہیں۔ ہاں اگر گناہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو اور بیوی کے اخراجات دے سکتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ شادی کر لے۔ اگر کوئی اس حالات کے اندر اپنے آپ کو گناہ سے، زنا سے بچا سکتا ہو تو شادی نہ کرے اس لئے کہ بچے پیدا کرنا فرض تو نہیں۔

مسلمان خواتین کی قربانیاں

لیکن میں اسلام کی تعلیمات بتا رہا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے کس چیز کو پسند فرمایا یورپ والے مسلمانوں کی کثرت سے پریشان ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ اسرائیل میں پوری دنیا کے یہودیوں کو اکھٹا کیا گیا ہے

اوران کوامریکہ کی مکمل سپورٹ حاصل ہے اور فلسطینیوں کو ۶۰ سال سے شہید کیا جارہا ہے ان کا خون بہایا جارہا ہے لیکن پوری دنیا سے یہودیوں کو اکھٹا کرنے کے باوجود آج بھی فلسطینیوں کی تعداد ان سب یہودیوں سے زیادہ ہے۔

کتنا عرصہ اور کتنوں کو خون میں نہلانے کے باوجود فلسطینیوں کی تعداد یہودیوں سے زیادہ فلسطینیوں میں نوجوان زیادہ اور یہودیوں میں بڈھے زیادہ۔ مسلمان گھرانوں نے اولادیں زیادہ پیدا کیں یہ اسی وجہ سے ممکن ہوا۔ ماں تکلیف برداشت کرتی ہے میں جانتا ہوں حمل اور پھر وضع حمل بڑا مشقت طلب، محنت طلب اور مصیبت والا کام ہے اور رضاعت یعنی دودھ پلانا، ماں کو اپنا خون پلانا پڑتا ہے، اپنا جگر جلانا پڑتا ہے۔ اور راحتیں قربان کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن اس کا ہر ہر عمل حمل کے دنوں میں اور پھر وضع حمل مین ہر ہر عمل عبادت ہے اور پھر اللہ نے خاص طور پر قرآن میں ذکر کیا:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۵، پ ۲۶)

ہم نے انسان کو وصیت کی کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور پھر خاص طور پر والدہ کے ساتھ۔

مائیں سن لیں۔ قرآن نے خاص طور پر والدہ کو ذکر کیا۔ والد کا ذکر الگ سے نہیں ہے حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا بڑی مشقت سے، بڑی تکلیف سے اس نے بچے کو جنا اور پھر ۳۰ مہینے تک اس کی پرورش اور تربیت کی۔

ماں کی عظمت

اور وہ مشہور حدیث تو آپ نے سنی ہوگی کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا اُمُّكَ تیری ماں، پھر صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا ثُمَّ مَنْ پھر کون؟ فرمایا اُمُّكَ تیری ماں پھر پوچھا ثُمَّ مَنْ؟ تیسری بار بھی فرمایا اُمُّكَ، پھر پوچھا ثُمَّ مَنْ؟ فرمایا اَبُوكَ تیرا باپ۔ تین بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری ماں زیادہ حقدار ہے۔ تیرے حسن سلوک کی۔ چوتھی بار والد کا ذکر کیا۔

ایک صاحب نے بڑی اچھی بات کہی کہنے لگے کہ لگتا یہ ہے کہ اللہ نے سونے کا تمغہ بھی ماں کو دیا۔ چاندی کا تمغہ بھی ماں کو دیا، کانسی کا تمغہ بھی ماں کو دیا۔ اور باپ کو صرف شاباش دی ہے تو بڑا مشقت والا عمل لیکن اس میں اجر و ثواب ہے۔

یورپی عورت کا عمل اور اس کا نتیجہ

یورپ کی عورت نے اس سے فرار اختیار کیا۔ حمل اور وضع حمل کی مشقت وہ نہیں برداشت کرسکتی، اس کے جھنجٹ میں نہیں پڑسکتی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض جوڑے بچوں کو ترستے ہیں۔ ۱۹۸۹ء کی بات ہے کہ دہلی میں ایک گارڈن میں بچے باقاعدہ نیلام ہوتے تھے۔ اور بعض حاملہ خواتین کو پیشگی رقم دیجاتی کہ ہونے والا بچہ ہمیں دے دو۔ بچوں کو ترستے ہیں خود نہیں پیدا کرسکتے اور سالانہ ۵۰۰ بچے ایک گارڈن میں نیلام ہوئے۔ مجبوروں کی

مجبوری سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کہ بچے بیچو اور پیسے کماؤ اور حاملہ عورتوں کو پیشگی پیسے دے رہے ہیں کہ بچے تم پیدا کرو اور پیسے لے کر ہمیں دے دو۔ کیسے بنتے ہیں یہ عورت کے حقوق کے علمبردار، کیسے بنتے ہیں یہ اخلاقیات کے علمبردار۔ جو ماں سے اس کے نومولود بچے کو چند ٹکوں کے بدلے چھین لیتے ہیں۔ وہ کیسی ماں ہے جو پیسوں کے بدلے اپنے نومولود بچے کو بیچ دیتی ہے۔

یورپ کی غلط سوچ

تو میری ماؤں بہنو! یورپ والوں کی اصل سوچ ہماری زندگی کے معیار کو بلند کرنا نہیں، وہ بے حیائی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کی کثرت آبادی سے گھبرائے ہوئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے یہ نعرہ لگایا کہ "بچے دو ہی اچھے"۔ اور میں نے عرض کیا کہ اس نعرے کے پیچھے جو ایک سوچ ہے کہ بچے زیادہ ہوئے تو پالیں گے کیسے؟ یہ سوچ بھی غلط، اور ایک سوچ اور بھی وہ یہ کہ بعض لوگ بچوں کی زیادتی کو شرم سمجھتے ہیں بڑی شرم کی بات ہے ٦ بچے ہیں اور دو بچے ہیں تو یہ بڑے فخر کی بات ہے۔ مسلسل پروپیگنڈہ سے یہ بات ہمارے ذہنوں میں ڈال رہے ہیں کہ بچے دو ہی اچھے بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ زیادہ بچے پیدا نہ کرنا کوئی ایسی بات یا حکم نہیں کہ جس سے مسلمان گناہ گار ہوتا ہو۔ اصل چیز سوچ، نیت اور مقصد ہے۔

فیملی پلاننگ کی ناجائز صورتیں

اسی نیت، سوچ اور مقصد کے فرق کی وجہ سے فیملی پلاننگ، خاندانی

منصوبہ بندی کی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض صورتیں ناجائز میں پہلے ناجائز صورتیں بتاتا ہوں۔

پہلی ناجائز صورت

۱)......پہلی صورت تو وہی کہ بچے زیادہ ہوں تو پالیں گے کیسے؟ انہیں کھلائیں گے کیسے ؟ تو اگر واقعی ایسا ہے تو پھر تو یہ ہونا چاہئے کہ مال دار گھرانوں میں تو کم ازکم زیادہ بچے ہوتے۔ لیکن مال دار گھرانے بھی دو سے زیادہ بچوں کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ وہاں تو یہ کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ ان کے پاس کام کرنے والی ماسیوں، نوکرانیوں اور تعلیمی اخراجات کو برداشت کرنے کے لئے تو پیسے ہیں اور ہسپتالوں کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے تو دولت ہے۔ لیکن اولاد کو پالنے کے لئے نہیں ہے، تو یہ سوچ بھی غلط ہے۔

دوسری ناجائز صورت

۲)......دوسری صورت : فیشن بن گیا کہ چھوٹا خاندان ہو تو یہ فیشن یہ بھی غلط ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی ترغیب

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

محبت کرنے والی عورت سے شادی کرو، زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو۔ کیونکہ قیامت کے دن میں ساری امتوں پر فخر کروں گا۔ کہ

میری امت سب سے زیادہ ہے۔ اور یہ بات ہمیں پوری ہوتی نظر آرہی ہے۔ دوسری امتیں روز بروز سکڑتی جارہی ہیں۔ اور ہمارے آقا ﷺ کی امت روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ اس میں وسعت آرہی ہے۔

تیسری ناجائز صورت

۳)...... تیسری صورت یہ کہ بعض عورتیں بچے اس لئے نہیں جنتیں کہ وہ کہتی ہیں کہ ہم تو ملازمت کرتی ہیں۔ گھر کے اخراجات پورے کرتی ہیں۔ یادرکھئے! گھر کے اخراجات مرد کے ذمہ ہیں۔ یہ غلط سوچ ہے، مغربی طریقہ ہے کہ عورت کمائے۔ اسلام کہتا ہے کہ عورت گھر میں بیٹھے اور یہ نان نفقہ کا سارا بوجھ مرد کے ذمہ ہے۔ عورت گھر بیٹھ کر بچوں کی تربیت کرے۔

چوتھی ناجائز صورت

۴)...... چوتھی صورت یہ کہ عورتوں کے ذہنوں میں یہ ڈالا گیا کہ زیادہ بچے جنوگی تو خوبصورتی متاثر ہوگی یہ سوچ بھی غلط ہے۔ آج کے اس جدید دور میں ڈاکٹروں نے جو بات ظاہر کی وہ یہ ہے کہ بچے پیدا کرنے سے خوبصورتی گھٹتی نہیں بڑھتی ہے اور صحت اچھی رہتی ہے اگر زیادہ بچے پیدا کرنے سے خوبصورتی گھٹتی اور بچے پیدا نہ کرنے سے خوبصورتی بڑھتی تو مجھے یہ بتائیے کہ جو بچیاں گھر میں کنواریاں ہیں وہ طرح طرح کی بیماریوں میں کیوں مبتلا ہوجاتی ہیں؟ اور روز بروز ان کے چہروں کی رنگت اور رونق کیوں کم ہوتی ہے؟ بلڈ پریشر، دماغی اور نفسیاتی امراض ان کو کیوں گھیر لیتے ہیں؟

پانچویں ناجائز صورت

۵)...... پانچویں صورت یہ کہ بعض خواتین یہ کہتی ہیں کہ ہماری سیاسی و سماجی مصروفیات اتنی ہیں کہ ہم بچوں کو وقت نہیں دے سکتیں یہ سوچ بھی غلط۔ ہر ایسا کام جو خاتون کی مذہبی اور اخلاقی تخلیق میں رکاوٹ بنتا ہو اس میں وقت کا لگانا عورت کے لئے جائز نہیں ہے۔

چھٹی ناجائز صورت

۶)......چھٹی صورت یہ کہ بعض لوگ اولاد کو اس لئے پیدا نہیں کرتے کہ کہیں لڑکی نہ پیدا ہو جائے یہ تو جاہلیت والی سوچ ہے۔ ایسے ایسے سنگدل بھی ہیں، جب ان کو الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے معلوم ہو گیا کہ پیدا ہونے والی بچی ہے تو حمل ہی ضائع کروا دیا۔

میں نے ایسے واقعات بھی سنے اور اخبارات میں پڑھے کہ بچی پیدا ہوئی تو والدین اسے ہسپتال میں ہی چھوڑ کر چلے گئے۔ اللہ اکبر! اس بچی کو والدہ کی محبت ہی نصیب نہ ہوئی، والد کا سایہ نصیب نہ ہوا۔ اس کا جرم یہ تھا کہ وہ بچی تھی۔ اس کے اختیار میں تو نہ تھا کہ وہ بچی ہو یا بچہ، بچی کو ہسپتال ہی میں چھوڑ دیا یہ صورت بھی غلط ہے۔

فیملی پلاننگ کی جائز صورتیں

البتہ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اس میں حمل کو روکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

پہلی جائز صورت

۱)......پہلی صورت تو یہ کہ عورت اتنی کمزور ہو کہ وہ حمل کا بوجھ یا ولادت کی تکلیف نہ برداشت کرسکتی ہو اور دیانت دار ڈاکٹر یہ کہہ دے کہ حمل کی وجہ سے یا ولادت کی تکلیف کی وجہ سے عورت کی جان کو خطرہ ہے اور حمل روکنے کی کچھ تدبیر اختیار کرنا چاہیئے تو اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔

دوسری جائز صورت

۲)......دوسری صورت یہ کہ اگر پہلا بچہ ابھی دودھ پی رہا ہے اور حمل ہوگیا اب حمل کی وجہ سے پہلے بچے کی صحت پر فرق پڑسکتا ہے تو بچے کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے اس دوسرے حمل کو روکنا جائز ہے۔

ابو داؤد شریف کی ایک حدیث ہے لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَ كُمْ سِرًّا اپنی اولاد کو خفیہ طریقے سے قتل نہ کرو، خفیہ طریقے سے قتل کرنا کیا ہے؟ یہ کہ پہلا بچہ ابھی دودھ پی رہا ہے اور حمل ٹھہر گیا تو اب اس بچے کی صحت متاثر ہوگی۔ اس لیے یہ خفیہ قتل ہوا۔ اس صورت میں اجازت دی گئی۔

۳)......تیسری صورت: شوہر اس بات پر راضی یا میاں بیوی دونوں یہ فیصلہ کرلیں کہ کچھ عرصہ تک حمل نہ ٹھرایا جائے کسی مجبوری کے تحت مگر اس کے پیچھے کوئی غلط سوچ، کوئی غلط مقصد کارفرما نہیں ہے تو ایسی صورت میں بھی منع حمل کی تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے۔

لیکن یہ ساری صورتیں انفرادی ہیں، اجتماعی نہیں ہیں کہ اسکو ایک

اجتماعی شکل دے دی جائے، اس کی تشہیر کردی جائے اخبارات کے ذریعے سے، ٹی وی کے ذریعے سے، ریڈیو کے ذریعے سے اور سرعام چوراہوں پر اشتہار لگا کر، اس کی اسلام میں اجازت نہیں ہے کہ اس کو ایک اجتماعی عمل بنادیا جائے تو جان لیجئے! کہ اصل چیز نیت اور سوچ کا فرق ہے۔ اگر نیت صحیح ہے تو منع حمل کی تدبیر اختیار کی جاسکتی ہیں لیکن اگر نیت صحیح نہیں تو پھر منع حمل کی تدبیر اختیار نہیں کی جاسکتی۔

برتھ کنٹرول والوں کے تین طریقے

یہاں یہ بھی سن لیں! کہ برتھ کنٹرول والے عام طور پر تین طریقے اختیار کرتے ہیں۔

۱)......منع حمل کی پہلی صورت وہ ہے جن کی میں نے ابھی صورتیں ذکر کیں۔

۲)......دوسری صورت ہے قطع حمل جس کو نس بندی بھی کہا جاتا ہے مرد اور عورت کے توالد وتناسل ہی کو ختم کردینا یہ جائز نہیں ہے ہاں اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ عورت کی جان کو خطرہ ہو اور کوئی دیانت دار ڈاکٹر یہ رائے دے کہ یہ بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے اگر اس سے بچہ پیدا ہو گیا تو اس کی جان ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں نس بندی یا قطع نسل کی کوئی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔

۳)......ایک تیسری صورت ہے اور وہ ہے اسقاط حمل کی کسی شرعی مجبوری کی بناء پر بچے میں جان پڑنے سے پہلے بچے کو ضائع کردینا جائز

ہے۔اور جان کب پڑتی ہے فقہا نے لکھا ہے ۱۲۰ دن کے بعد یعنی تین جھلیوں کے بعد

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ط

(سورۃ المومنون آیت ۱۴، پ ۱۸)

یعنی تین تبدیلیوں کے بعد حمل کو ضائع کرنا جائز نہیں ۱۲۰ دن کے بعد اس سے پہلے پہلے حمل گرانا کسی مجبوری کی بناء پر جائز ہے لیکن اس کے علاوہ کوئی مجبوری نہ ہو اور اسقاط کرنا، اسقاط کرانا بغیر مجبوری کے یہ بچے کا قتل ہے۔اس کا وہی گناہ ہوگا جو عام قتل کا ہوتا ہے۔

گفتگو کا خلاصہ

تو میری ساری گفتگو کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ اسلام نے ہمیں زیادہ بچے پیدا کرنا لازمی قرار نہیں دیا، لیکن مستحب ہے اور یہ جو نعرہ لگایا جا رہا ہے کہ بچے دو ہی اچھے یہ نعرہ لگانے والوں کے مقاصد غلط ہیں لہٰذا یہ نعرہ صحیح نہیں ہے۔

ان کو مسلمانوں کی کثرت سے گھبراہٹ ہے اور ان کو اندیشہ لاحق ہو گیا کہ ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی کثرت پھیل جائے گی اور ایسا ہو کر رہے گا۔

مسلمانوں اور کافروں کی تعداد کی شرح

آپ اندازہ کیجئے! پوری دنیا میں یہودیوں کی تعداد میں ۴ فیصد کمی ہوئی

اور عیسائیوں کی تعداد میں صرف ۴۵ فیصد اضافہ ہوا اور مسلمانوں کی تعداد میں مغربی ممالک کے اندر سوا دو سو فیصد اضافہ ہو رہا ہے۔

ایک تو آبادی کی کثرت الحمدللہ مسلمان گھروں کے اندر بچے زیادہ اور دوسری اسلام دلوں کو فتح کرر ہا ہے۔اسلام مشرکوں کو، ہندوؤں کو، عیسائیوں کو اللہ کے سامنے جھکنے پر مجبور کر رہا ہے اور وہ جو اللہ نے پیشن گوئی کی تھی:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۹

(سورۃ الصف آیت ۹، پ ۲۸)

وہ اللہ جس نے رسول کو ہدایت دے کر بھیجا اور سچا دین دے کر بھیجا وہ دین سارے دینوں پر غالب ہوگا۔اور انشا اللہ یہ پیشن گوئی غالب ہو کر رہے گی اور غالب ہو رہی ہے۔

میری ماؤں، بہنو، بیٹیو!

مجبوری کی حالت میں اسلام بھی اجازت دے رہا ہے کہ برتھ کنٹرول کی صورت اختیار کی جاسکتی ہے لیکن ہمیں یورپ کے اس نعرہ کو اختیار نہیں کرنا چاہیے کہ زیادہ بچے شرمندگی کا باعث ہوتے ہیں۔

وہ والدین کتنے خوش قسمت ہیں جن کی ساری اولاد دین پر چلنے والی ہو ایک حافظ قرآن بچہ وہ والدین کو تاج پہنانے کا ذریعہ بنے گا۔میں نے ایسے لوگ دیکھے، میں نے خود ان کی زیارت کی۔جن کے دس بچے اور دس

کے دس حافظ۔ ان کو کتنے تاج پہنائے جائیں گے۔ تو اگر اولاد نیک ہے تو انکی کثرت ماں، باپ کی مغفرت کا ذریعہ ہے اور دین اسلام کی اشاعت کا ذریعہ ہے۔

تربیت کی ضرورت

لیکن یہ بھی یاد رکھیں! کہ صرف زیادہ بچے پیدا کرنا ہی نہیں بلکہ ان کی تربیت بھی ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بچے تو زیادہ پیدا کردیئے اور سارے کے سارے بچے معاشی کی لائن پر، ڈاکہ زنی کی لائن پر، چوری وڈکیتی کی لائن پر اور ہیروئن فروشی کی لائن پر، یہ فخر کی بات نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ بچے ہوں تربیت یافتہ ہوں، پکے مسلمان ہوں، سچے انسان ہوں۔ اللہ پاک ہم سب کے بچوں کو نیک وصالح بنائے اور ہمارے لئے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے اور بچوں کی صحیح اسلامی نہج پر تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اولاد کی اصلاح
اور
تعلیم و تربیت

از افادات

داعیٔ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ

۞ ......کیا اولاد کی محبت تقویٰ کے منافی ہے؟

۞ ......حضور ﷺ کی بچوں کے ساتھ مثالی محبت

۞ ......اولاد کے بننے اور بگڑنے میں کیا والدین کا ہاتھ ہوتا ہے؟

۞ ......اولاد کے والدین پر کیا کیا حقوق ہیں؟

۞ ......تربیت اولاد کے سلسلے میں نصیحت آموز واقعات۔

۞ ......صحیح اسلامی تربیت کے لیے خوشگوار ماحول کیسے فراہم کیا جاسکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ:

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝٦

(سورۃالتحریم آیت ٦، پارہ ٢٨)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝٢٥ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝٢٦ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝٢٧ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝٢٨

(سورۃ طٰہٰ آیت ٢٥ تا ٢٨، پارہ ١٦)

رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا

اولاد کی نعمت

قابلِ احترام ماؤں، بہنو، بیٹیو اور حاضرین کرام!

اللہ تعالیٰ کی بہت ساری نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت اولاد ہے۔ اولاد کی نعمت کی قدر ان لوگوں سے پوچھیں جو محروم ہیں۔ ایک دوست نے بتلایا کہ ہمارے پڑوس میں ایک خاتون ہیں جن کے بیٹے امریکہ وغیرہ میں ہوتے ہیں وہاں سے بڑا کمایا بہت بڑا بنگلہ یہاں بنایا۔ ہر طرح کی سہولتیں ان کو حاصل لیکن اولاد کی نعمت سے محروم۔

بنگلے کے قریب ہی ایک خالی میدان تھا تو اس میں کسی کتیا نے بچے دیئے تو ان نوجوان بچوں کی ماں کتیا کے بچوں کو اپنے سینے سے لگا کر آسمان کی طرف نظریں اٹھاتی ہے اور رب سے شکوہ کرتی ہے کہ ربّ! تو کتیا کے پیٹ میں چھ چھ سات سات بچے دے سکتا ہے میرے بیٹوں کو ایک بچہ بھی نہیں دے سکتا۔

تڑپتے ہیں وہ والدین جو اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ میں اپنے قریبی عزیز کو جانتا ہوں اللہ پاک کا دیا ہوا بہت کچھ ہے لیکن اولاد سے محروم۔ اب انہوں نے کسی ہسپتال سے ایک لاوارث بچہ لے کر پالا ہے اب وہ بچہ بڑا ہوگا تو جو کچھ ان کے پاس ہے اس کا وارث وہ بچہ ہوگا۔ ساری زندگی کمایا، اپنے آپ کو کھپایا، ایک ایک پائی جوڑ کر رکھی مکان بنایا، پلاٹ خریدے۔ لیکن وارث بنا تو لاوارث بچہ نا معلوم ایسی کتنی مثالیں ہیں۔

اولاد کی محبت تقویٰ کے منافی نہیں

اور اولاد کی محبت ایسی چیز ہے کہ اللہ نے ہر صحیح الفطرت انسان کے دل میں رکھی ہے، اولاد کی محبت ولایت کے منافی نہیں، یہ تقویٰ کے منافی نہیں، یہ ایمان کے منافی نہیں، یہ نبوّت کے منافی نہیں، یہ اللہ کا نیک اور محبوب بندہ ہونے کے منافی نہیں۔

آقا ﷺ کی بچوں کے ساتھ مثالی محبت

ہمارے آقا محمد ﷺ اپنی اولاد سے بہت محبت فرماتے تھے۔ منبر نبوی پر تشریف فرماتے تھے سامنے دیکھا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس لڑکھڑاتے ہوئے آرہے ہیں۔ آپ منبر سے اُترے اور نواسے کو اُٹھالیا اور پھر اس موقعے پر یہ آیت پڑھی۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ

بیشک تمہارے اموال اور تمھاری اولاد فتنہ ہے

(سورۃ التغابن آیت ۱۵، پارہ ۲۸)

فتنہ کا ایک معنی آزمائش ہے۔ سمجھایا یہ کہ دیکھو! میں اللہ کا نبی ہوں اور منبر پر تشریف فرما ہوں مگر اولاد کی محبت نے مجھے منبر سے نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔

بعض اوقات آپ ﷺ سجدے میں ہوتے اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما میں سے کوئی آپ ﷺ کی پیٹھ پر سوار ہوتے تو آپ ﷺ ان

بچوں کے لئے سجدہ طویل فرماتے۔حضور ﷺ بچوں کے احساسات اور جذبات کا بہت خیال فرماتے تھے۔ایسا بھی ہوتا کہ نماز میں کھڑے ہوتے قرأت شروع فرماتے ۔کسی بچے کے رونے کی آواز آتی تو آپ ﷺ قرأت مختصر فرمالیتے کہ بچہ رورہا ہے۔بچے کو بھی تکلیف اوراس کی ماں جو آواز سن رہی ہے اس کو بھی تکلیف اور ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوتو آپ قرأت مختصر فرمالیتے یہ اولاد کی محبت ہی تو تھی کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بڑھاپے میں اللہ سے اولاد مانگ رہے ہیں اور اللہ نے بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ،حضرت اسحٰق علیہ السلام یہ دونوں بیٹے بڑھاپے میں ہی آپ کو ملے۔

قبولیتِ دُعا کے لیے جلد بازی نہ کریں

حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی بڑھاپے میں اولاد کی تمنا کی تھی،دعا مانگی تھی،دعا تو جوانی ہی سے مانگتے ہوں گے مگر بڑھاپے تک اس دعا کا سلسلہ چلتا رہا،اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ کے نبی اللہ سے کبھی مایوس نہیں ہوتے تھے۔تیس تیس سال،چالیس چالیس سال کسی مقصد کے لئے دعا مانگی اور مانگتے رہے تو وہ مقصد چالیس سال کے بعد پورا ہوا لیکن مایوس نہیں ہوئے۔اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمھاری دعائیں قبول ہوتی ہیں شرط یہ ہے کہ تم جلد بازی نہ کرو۔عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ! جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا کہ بندہ کہتا ہے دَعَوْتُ دَعَوْتُ میں نے بہت دعا

کر لی۔ دعا کرتا رہا کرتا رہا، مگر میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس لئے میں نے دعا کرنا چھوڑ دی۔ دعا چھوڑیں نہیں بلکہ مستقل کرتے رہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا

حضرت زکریا علیہ السلام اللہ سے دعا کرتے ہیں:

قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۳۸، پ ۳)

دیکھا حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ نے موسم کے بغیر پھل دیئے۔ پوچھا اے مریم!

اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ یہ کہاں سے آئے؟

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ عرض کرنے لگیں۔ اللہ کی طرف سے۔

(سورۃ آل عمران آیت ۳۷، پارہ ۳)

اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔ مریم کا جواب سن کر تڑپ اُٹھے

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ

وہیں پر رب کے سامنے ہاتھ اُٹھا لیے اور دعا کی

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

اے مریم کو بے موسم کے پھل دینے والے! مجھے عمر کے اس دور میں اولاد عطا فرما دے جو بظاہر اولاد ملنے کا دور نہیں ہے۔

دوسری جگہ آتا ہے اللہ کے حضور عرض کیا۔ یا اللہ! میرے بال سفید

ہو چکے ہیں بڑھاپا بری طرح آ چکا لیکن میں اب بھی تجھ سے دعا کرتے ہوئے مایوس نہیں ہوا ہوں، مانگتا رہوں گا چونکہ اولاد کی محبت ہر صحیح الفطرت انسان کے دل میں اللہ نے رکھی۔

اللہ کے مخصوص بندوں کی ایک صفت

اللہ نے سورۂ فرقان میں عباد الرحمٰن کی خصوصیات بیان کی ہیں۔

عباد الرحمٰن رحمٰن کے مخصوص بندے ان کی جو مختلف خصوصیات اور صفات اللہ نے بیان فرمائیں تو ان میں سے ایک صفت یہ ہے کہ میرے بندے مجھ سے دعا کرتے ہیں۔

بیوی اور اولاد باعثِ ٹھنڈک ہوں

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ (سورۃ الفرقان آیت ۷۴، پ ۱۹)

اے ہمارے رب! ہمیں ہماری اولاد سے اور ہماری بیویوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔

اللہ! بیوی بھی عطا فرما اور اولاد بھی عطا فرما۔ اور ایسی عطا فرما کہ وہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائیں۔ میرے لئے باعث غم نہ بن جائیں، باعث زحمت نہ بنیں، باعث عذاب نہ بنیں بلکہ میرے لئے باعث رحمت بن جائیں، باعث مسرت بن جائیں، باعث ٹھنڈک بن جائیں۔ اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ انہیں اولاد عطا فرماتے ہیں لیکن وہ اولاد ان

کے لئے ذلت کا باعث بن جاتی ہے، ان کے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔

انسان کی سوچ اور برعکس معاملہ

یہ انسان کی سوچ ہے وہ سمجھتا ہے کہ بیٹے عطا ہونگے بڑھاپے کی لاٹھی بنیں گے، میرا سہارا بنیں گے، زندگی کے سفر کا ساتھی بنیں گے، کاروبار کو سنبھالیں گے۔ پڑھ لکھ کر کمائیں گے، گھر کا خرچہ چلائیں گے لیکن بعض اوقات اس کے برعکس ہوتا ہے کہ بیٹے تو مل جاتے ہیں لیکن گھر کو بنانے والے نہیں گھر کو اُجاڑنے والے، کاروبار کو چلانے والے نہیں کاروبار کو تباہ کرنے والے، والدین کے لئے سہارا نہیں بلکہ خود والدین کو سہارا بنانے والے۔ والد بوڑھا ہو گیا لیکن اولاد کی خاطر اسے محنت کرنی پڑتی ہے۔ اپنی اولاد کے لئے سہارا بنا ہوا ہے، اولاد ان کے لئے سہارا نہیں بنتی۔ جبکہ انسان یہ سوچ کر اولاد مانگتا ہے کہ یہ بیٹے میرے لئے باعث رحمت اور باعث مسرت ثابت ہونگے۔

نیک اولاد

اور یاد رکھئے! اولاد وہی بہتر ہے جو نیک ہو چاہے بیٹا ہو یا بیٹی اور یہ اللہ کی مرضی جسے چاہے بیٹا دے اور جسے چاہے بیٹی دے۔

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿٤٩﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۗ اِنَّهٗ

عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۝

(سورۃ الشوریٰ آیت ۴۹، ۵۰ پ ۲۵)

اللہ جسے چاہے بیٹا اور جسے چاہے بیٹی عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے دونوں دیتا ہے اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

میری نظر اپنے گھر کے خاندان پر ہے، اپنی ضروریات پر ہے۔ آپ کی نظر اپنے گھر اور خاندان کی ضروریات پر۔ لیکن وہ جو عالمین کا رب ہے اس کی نظر سارے زمانے کی ضروریات پر ہے اور سارے زمانے کی مصلحتوں پر ہے۔ تو اس لئے وہ سارے زمانوں کی مصلحتوں اور ضروریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے لڑکے بھی پیدا کرتا ہے اور لڑکیاں بھی پیدا کرتا ہے۔ تو اولاد وہ بہتر ہے جو نیک بنے۔ جو واقعی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔ بگڑی ہوئی اولاد بسا اوقات گھر کے سکون کو، والدین کے سکون کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔

اولاد کے بگاڑ میں والدین کا کردار

جان لیجئے! کہ اولاد کے بگاڑ میں بسا اوقات خود والدین کا کردار شامل ہوتا ہے۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک والد نے اپنے بیٹے کے بارے میں شکایت کی کہ یا امیر المومنین! میرا بیٹا میری نافرمانی کرتا ہے اور میرے حقوق ادا نہیں کرتا۔ بیٹا پیش ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ حضرت! ٹھیک ہے کہ میرے والد کے مجھ پر کچھ حقوق ہیں۔ لیکن کیا اولاد کے بھی کچھ حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ بیشک اولاد کے بھی حقوق ہیں۔

اولاد کے حقوق

اولاد کا پہلا حق یہ ہے کہ والد اپنی اولاد کے لئے کسی اچھی ماں کا انتخاب کرے اور اولاد ملے تو اس کا اچھا نام تجویز کرے۔ اور پھر اسے قرآن کی تعلیم دے ۔اس نے عرض کیا کہ حضرت !میرے والد نے تو ان میں سے کوئی حق ادا نہیں کیا۔ میرے والد نے شادی کی تو ایک مجوسی ،آتش پرست خاتون سے۔ اور میرا نام رکھا۔ جعل اور جعل کا معنی بدصورت بھی ہے اور جعل گندگی کے کیڑے کو بھی کہتے ہیں اور مجھے قرآن کی تعلیم بھی نہیں دی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اپنے بیٹے کو نافرمان ہونے سے پہلے نافرمان بنا دیا پھر میرے پاس اسکی شکایت کرنے کیوں آئے ہو؟

زندہ والدین کا یتیم بچہ

ایسا بچہ جو والدین کی تربیت سے اور تعلیم وتوجہ سے محروم رہے۔ حقیقت میں وہ زندہ والدین کا یتیم بچہ ہے۔ یتیم بچہ جوان کی توجہ اور تعلیم وتربیت سے محروم ہے۔

حقیقی یتیم

عربی کا شاعر کہتا ہے

لَيْسَ الْيَتِيْمُ مَنِ انْتَهٰى اَبَوَاهُ مِنْ
هَمِّ الْحَيَاةِ وَخَلَّفَاهُ ذَلِيْلاً

إِنَّ الْيَتِيمَ هُوَ الَّذِي تَلْقَى لَهُ
أُمًّا تَخَلَّتْ أَوْ. أَبًا مَشْغُولًا

یتیم وہ نہیں ہے جس کے والدین دنیا سے رخصت ہو جائیں۔ اور اپنے بچے کو ذلیل اور کمزور چھوڑ جائیں بلکہ یتیم وہ ہے کہ جس کی ماں بھی مصروف اور باپ بھی مصروف اور دونوں کے پاس اپنے بچے کی تعلیم وتربیت کے لئے وقت نہیں، ماں کی مصروفیات بھی ہیں، باپ کی مصروفیات بھی ہیں۔

موجودہ دور کا المیہ

آج کتنے گھرانے ایسے ہیں کہ گھر سے ماں بھی صبح نکلتی ہے اوز شام کو واپس آتی ہے باپ بھی صبح نکلتا ہے اور شام کو واپس آتا ہے۔ ایشیاء میں اور پاکستان میں کم اور یورپ میں اور مغربی مما لک میں ایسے بچے بہت زیادہ ہیں جن بچوں کے لئے والدین کے پاس وقت نہیں ہے۔ رات کو تھکے ہارے آتے ہیں اور آرام کرنے کے لئے بستر پر لیٹ جاتے ہیں بچہ یا اسکول میں یا پھر ٹی وی اور انٹرنیٹ کے حوالے اور آج کل اور کتنی واہیات اور خرافات نکل آئیں بچہ ان میں مصروف رہتا ہے والدین کے پاس وقت نہیں۔

یاد رکھیئے! میری قابل احترام ماؤں اور بہنو!۔ اولاد کے آپ پر کچھ حقوق ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے آپ پر واجب کیے ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے والدین پر لازم ہے کہ ان حقوق کو ادا کریں تب ہی اولاد کی صحیح تربیت ہو سکے گی۔

اولاد کا پہلا حق

اولاد کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ ماں اپنی اولاد کے لئے کسی اچھے باپ کو تلاش کرے اور باپ اپنی اولاد کے لئے کسی بھی اچھی ماں کو تلاش کرے اور یہ کب ہوگا؟ جب رشتہ کی بنیاد وقتی، فوری اور شہوانی جذبات پر نہ ہو۔ بلکہ رشتہ کی بنیاد سیرت، کردار، ایمان اور تقویٰ پر ہو۔

نکاح کی بنیاد

جیسا کہ ہمارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں نکاح کیا جاتا ہے۔ یا مال کی وجہ سے، یا جمال کی وجہ سے یا حسب نسب کی وجہ سے یا دین، سیرت اور کردار کی وجہ سے تم سیرت، کردار، دین کو ترجیح دینا۔ جمال، حسب و نسب اپنی جگہ لیکن جہاں پر ترجیح کا مسئلہ آجائے تو وہاں ترجیح کی بنیاد دینداری پر ہوگی، کردار و اخلاق پر اور تقویٰ پر ہوگی، سیرت و کردار پر ہوگی آج کل بہت سے نوجوان لڑکے اور بہت سی نوجوان لڑکیاں فلموں اور ڈراموں کی نحوست کی وجہ سے سیرت و کردار اور ایمان و تقویٰ کو نہیں دیکھتے۔ اب جیسا باپ ہوگا ایسی ہی اولاد، جیسی ماں ہوگی ویسی اولاد اور زیادہ تر اولاد پر ماں کا اثر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھے خاندان میں رشتہ کرو اس لئے کہ اچھے اثرات ظاہر ہو کر رہتے ہیں۔

انسانوں کی کانیں

ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

انسانوں کی بھی کانیں ہوتی ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔سونے کی کان سے سونا نکلتا ہے اور چاندی کی کان سے چاندی نکلتی ہے فرمایا کہ اسی طریقے سے انسانوں کی بھی کانیں ہوتی ہیں۔

بعض ایسے خاندان ہوتے ہیں کہ ان کے ہاں گندے اور بگڑے ہوئے ہی بچے ہوتے ہیں اور بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی شرافت کے اثرات نسل در نسل چلتے ہیں۔

کافر کے گھر مومن، مومن کے گھر کافر

یہ الگ بات ہے ایسا ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک کافر کے گھر میں مومن کو پیدا کردے اور مومن کے گھر میں کافر کو پیدا کردے اور فاسق و فاجر کے گھر میں عابد اور صالح کو پیدا کردے اور عالم اور مفتی کے گھر میں اللہ نہ کرے کسی دشمن دین کو پیدا کردے، ایسا ہوسکتا ہے۔اور ایسے عبرت کے نمونے دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں یہ آج کل جو اخبارات میں بڑھا چڑھا کر چرچا ہو رہا ہے کہ امریکہ میں پہلی ایک خاتون نے امامت کروائی اور اس کے بعد دوسری خاتون نے امامت کروائی۔

مردوں اور عورتوں کے مخلوط اجتماع میں بے پردگی کے ساتھ درس بھی

دیا امامت بھی کروائی اور آپ کو سن کر تعجب ہوگا کہ یہ دوسری خاتون اخبارات میں اس کا نام اسریٰ نعمانی آرہا ہے۔

امامت بھی کروائی اور ایک حرام بچے کی ماں بھی ہے۔زنا سے پیدا ہونے والا بچہ اس کی وہ ماں ہے اور اس پر بھی فخر کر رہی ہے کہ ہاں، میں ایک حرام بچے کی ماں ہوں۔ولد الزنا کی ماں ہوں اور میں اس چیز کو عام کرنا چاہ رہی ہوں کہ عورتیں کیوں شرم سے سر جھکاتی پھریں سر اٹھا کر چلیں ایسی مائیں جو غلط تعلقات قائم کرتی ہیں اور پھر اس کے نتیجے میں بچے پیدا ہوتے ہیں تو ایسی خاتون جو زنا پر فخر کر رہی ہے جو حرام بچے پر فخر کر رہی ہے، جو مردوں اور عورتوں کے مخلوط اجتماع میں امامت پر فخر کر رہی ہے اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کا علی الاعلان مذاق کر رہی ہے۔ایسا کام کر رہی ہے جو ۱۴۰۰ صدیوں میں کسی خاتون کو کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تو آپ کو تعجب ہوگا کہ یہ خاتون مشہور سیرت نگار علامہ شبلی نعمان کی پوتی ہے۔دادا ایسے جنہوں نے اسلام کے دفاع میں کئی کتابیں لکھیں۔اور سیرت پر جو کتابیں لکھی گئیں ہیں ان کتابوں میں سیرت النبی ﷺ کو ایک نمایاں خصوصیت حاصل ہے۔

جس کی تکمیل سید سلیمان ندوی نوراللہ مرقدہ نے کی۔دادا ایسا اور پوتی ایسی۔اس لیے اللہ کہتا ہے۔

تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ

مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴿۲۷﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۲۷، پ ۳)

اے اللہ! تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں بدلتا ہے زندہ سے مردہ کو اور مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے۔ علماء نے اس کا ایک مطلب یہ بھی لکھا ہے کہ اے اللہ! تو مشرک سے موحد پیدا کرتا ہے اور موحد سے مشرک کو پیدا کرتا ہے۔

باپ نوح علیہ السلام جیسا اور بیٹا کنعان جیسا اور باپ آزر جیسا بت پرست، بت فروش اور بیٹا ابراہیم علیہ السلام جیسا بت شکن اور موحد اعظم لیکن عمومی طور پر خاندان کے اثرات ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھے خاندان میں، اچھے لوگوں میں رشتہ کرو۔ رشتہ کی بنیاد ایمان اور تقویٰ پر رکھو یہ حق ہے اولاد کا۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد نیک ہو انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے رشتوں کی بنیاد ایمان وتقویٰ پر رکھیں۔

دوسرا حق

اولاد کا دوسرا حق یہ ہے کہ اولاد کے لئے اچھا نام تجویز کیا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن تمہیں والدین کے نام سے پکارا جائے گا۔ اسلئے اچھے نام رکھو۔ نام ایسا ہو جس سے پتا چلے کہ یہ شخص یا یہ خاتون مسلمان ہے۔ نام ایسا ہو جو اللہ کا بندہ ہونے پر دلالت کرے۔ نام ایسا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہونے کی نشاندہی کرتا ہو لوگ کہیں کہ واقعی

یہ مسلمان ہے۔

عجیب سی وبا

ایک عجیب سی وبا چلی لوگ کہتے ہیں کہ انوکھے قسم کے نام رکھیں۔بعض لوگ پوچھتے ہیں اللہ نے بیٹا دیا ہے یا بیٹی دی ہے کیا نام رکھا جائے۔اب ان کو نام بتاتے ہیں کہتے ہیں یہ نام تو ہمارے خاندان میں پہلے سے ہے، اچھا یہ رکھ لیں یہ تو ہمارے محلّے میں پہلے سے ہے، اچھا یہ رکھ لیں، یہ نام تو بڑا چلا ہوا ہے، بڑا مشہور ہے کوئی انوکھا سا نام بتلائیں۔اب ایسا نام کہاں سے لائیں جو آپ نے سنا ہی نہ ہو، نہ آپ کے خاندان میں، نہ آپ کے محلّے میں، نہ آپ کے علم میں ہو،تو انوکھا نام بعض اوقات نام کا اثر انسان کی شخصیت پر پڑ جاتا ہے۔

پُرلطف واقعہ

ایک عجیب پُرلطف واقعہ مؤطا میں نقل کیا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام جمرہ ہے۔جمرہ کا معنی انگارہ، اچھا والد کا کیا نام ہے؟ کہنے لگا شہاب، شہاب کا معنی شعلہ۔پوچھا کس سے تعلق ہے؟ کہا حرقہ سے۔حرقہ کا معنی جلن پوچھا کہاں رہتے ہوں؟ حرۃ النار پر،حرۃ النار کا معنی آگ کا ٹیلہ، پوچھا کس جگہ؟ ذات العغا پر، ذات العغا کا معنی بھڑکنے والی آگ،تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ سب سن کر فرمایا۔تم بھاگ کر جاؤ تمہارے گھر پر تو آگ لگ چکی ہے،

چنانچہ ایسا ہی ہوا گھر میں آگ لگی ہوئی ہے جب نیچے سے لیکر اوپر تک سارے شعلے، انگارے، جلن اور آگ تو پھر آگ نہ لگے گی تو اور کیا ہوگا؟ تو بعض اوقات نام کا اثر انسان کی شخصیت پر ہوتا ہے۔

تو ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا کہ اچھے نام رکھو، قیامت کے دن جب سرے عام پکارا جائے گا تمھارا نام تمھارے والدین کا نام تو وہ نام سن کے تمھیں شرمندگی نہ ہو، وہ نام سن کر تمھیں خوشی ہو کہ اچھا نام تجویز کیا گیا۔

بہترین نام

سب سے بہترین نام وہ ہے جن ناموں کا حصہ اللہ کا اسم گرامی ہو۔ عبداللہ، عبدالرحمن یا پھر حضور ﷺ کے نام محمد، محمود، احمد، حامد، حمید وغیرہ وغیرہ۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام، صحابیات رضی اللہ عنہن کے نام، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے نام، انبیاء کرام علیہم السلام کے نام۔

ناموں کا احترام بھی کریں

اور یہ بھی یاد رکھیں! کہ اچھے نام جب رکھیں جائیں تو پھر ان ناموں کا اکرام بھی کرنا چاہیے۔ بعض لوگ ناموں کو بگاڑتے ہیں، یہ ناموں کو بگاڑنا اچھی چیز نہیں ہے۔ اللہ نے سورۂ حجرات میں فرمایا؛

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط (سورۃ الحجرات آیت ۱۱، پ ۲۶)

بُرے لقب تجویز نہ کیا کرو اور نام نہ بگاڑا کرو۔ لوگ ایسے نام کو بگاڑتے ہیں جس میں اللہ اور اس کے رسول کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ محمود نام

رکھا ہے تو اس کو کہتے ہیں مودا، محمود تو نبی اکرم ﷺ کا نام ہے۔ ناموں کا اکرام کیا جائے۔

آج کل اخبارات میں آپ بھی پڑھتے ہوں گے جو لیاری کے حوالے سے خبریں چھپتی رہتی ہیں تو اس میں اکثر لکھا ہوتا ہے رحمٰن ڈکیت۔

رحمٰن کس کا نام ہے۔ ربّ تعالیٰ کا نام ہے اور خصوصی ناموں میں سے ہے۔ معاذاللہ! معاذاللہ! سمجھانے کے لئے کہہ رہا ہوں یہ ایسا ہی جیسا کوئی کہہ دے۔ اللہ ڈکیت۔ اللہ ڈکیت کہنا کوئی گوارا کرے گا؟ لیکن رحمٰن ڈکیت اخبارات میں چھپ رہا ہے سوائے روزنامہ اسلام کے۔ جب ان کی انتظامیہ کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ اس طریقے سے اللہ کے نام کی توہین ہو رہی ہے۔ تو اب وہ عبدالرحمٰن ڈکیت لکھتے ہیں رحمٰن ڈکیت نہیں، تو اچھے نام رکھے جائیں اور پھر ان ناموں کا اکرام کیا جائے۔ ان کو بگاڑا نہ جائے محبت اور پیار کی وجہ سے ایسا نہ بگاڑیں کہ اس کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی توہین لازم آئے۔

اولاد کا تیسرا حق

اولاد سے محبت۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا

جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا اکرام نہیں کرتا فرمایا کہ اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ نے ادب المفرد میں لکھا ہے۔

ایک بدو نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ بچوں سے پیار کر رہے ہیں اور ان کو بوسہ دے رہے ہیں تو اس نے اس پر بڑے تعجب کا اظہار کیا۔ اور کہنے لگا کہ میرے تو کئی بیٹے ہیں لیکن میں تو اس طریقے سے پیار نہیں کرتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں پھر کیا کر سکتا ہوں، اللہ نے رحمت نکال دی یہ تو محبت کا تقاضا ہے۔

حضور ﷺ کی بچوں کے ساتھ محبت

حضور نبی کریم ﷺ جب گزر رہے ہوتے تھے۔ اپنے بچے تو اپنے، پرائے بچے بھی لپٹ جاتے۔ اور حضور ﷺ اس وقت تک نہیں ہٹتے جب تک کہ بچوں کا دل نہیں ہٹ جاتا۔ بچوں سے محبت فرماتے تھے اور محبت کرنے کی تلقین فرماتے۔ یہ بھی آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

مَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ

جو رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا اور بچے رحم کے مستحق اور محبت کے مستحق ہیں، بچوں کے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک، ان کی ایسی پُرتشدد پٹائی جو ان کو زخمی کر دے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

مجھے وہ واقعہ بڑی شدت سے یاد آتا ہے۔ اخبار میں کچھ ہی عرصہ پہلے پڑھا تھا۔ آپ کے قریب رنچھوڑ لائن کے حوالے سے ایک باپ نے اپنے بیٹے کو ۵۰ روپے چوری کرنے کی وجہ سے مارا اور اتنا مارا کہ

بچہ جان بحق ہو گیا۔

اس چھوٹے سے واقعہ میں پہلی بات تو یہ کہ بچے کو بگاڑا خود ہی بچہ چوری کی لائن میں لگا، خود ہی اس میں والدین کا حصہ، بچہ کی صحیح تربیت نہ کی وگرنہ یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ بچپن میں غالباً یہ واقعہ پڑھا تھا کسی چور کا ہاتھ کاٹنے لگے یا سزا دینے لگے۔ تو اس نے کہا کہ سزا دینے سے پہلے یا ہاتھ کاٹنے سے پہلے مجھے اپنی ماں سے کچھ بات کہنے دیجئے اور کان میں بات کرنا چاہتا ہوں موقعہ دیا گیا۔ ماں کو بلایا گیا تو اُس نے اپنے منہ کو ماں کے کان کے قریب کرتے ہوئے ماں کے کان پر زور سے کاٹ لیا۔ ماں تڑپ اٹھی۔ بد بخت! ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ اگر تم نے میری صحیح تربیت کی ہوتی تو آج میں یہاں تک نہ پہنچتا۔ یہ تمھاری لاپرواہی اور غلط تربیت کا نتیجہ تھا کہ میں یہاں تک پہنچ گیا۔

دنیا کی محبت آخرت سے لاپرواہی

تو ایک سبق تو اس واقعہ سے یہ حاصل ہو رہا ہے اور دوسرا یہ کہ ہمارے دل میں دنیا کی محبت کتنی ہے؟ بیٹا نماز چھوڑ دے، بیٹا جوا کھیلے، بیٹا برے لوگوں میں بیٹھے، بری سوسائٹی میں بیٹھے، بیٹے کے اخلاق وکردار تباہ ہو جائیں ان کی تو پرواہ نہیں ہے لیکن پیسے کی پرواہ ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کو توڑنے کا نقصان سمجھ نہیں آتا۔ اس پر جذبات مشتعل نہیں ہوتے۔ ہاں پیسے کا نقصان ہوا اور پیسہ بھی

کتنا صرف ۵۰ روپے، پیسہ کا نقصان ہوا تو تڑپ اٹھا اور اس معصوم کو اتنا مارا کہ وہ مرگیا۔

تو محبت اولاد کا حق ہے، یہ معصوم پھول ہیں جو اللہ نے ہمیں عطا کیے۔ان کی خوشبو سے گھر مہکتے ہیں اور گھروں میں رونق ہوتی ہے یہ نہ ہوں تو لوہے اور چاندی کی بنی ہوئی چیزیں اور زیورات وفرنیچر، مختلف قسم کے ملبوسات اور اعلیٰ سے اعلیٰ مکان بھی کھانے کو دوڑتے ہیں، ان میں وحشت ہوتی ہے، اور جھونپڑی میں بھی معصوم بچے ہوں، نیک اولاد ساتھ ہو تو وہاں بھی رونق ہوتی ہے، آبادی ہوتی ہے۔

اولاد کا چوتھا حق

یہ ہے کہ اولاد کو حلال روزی کما کر دی جائے، حرام کے بُرے اثرات ہوتے ہیں اور بعض اوقات حرام کے اثرات نسل درنسل چلتے ہیں۔اگر والدین اپنی اولاد کو سود کھلا رہے ہیں، رشوت کھلا رہے ہیں، حرام کھلا رہے ہیں تو وہ یہ توقع نہ رکھیں کہ ان کی اولاد تقویٰ والی ہوگی۔ان کی اولاد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمان ہوگی، شر کے اثرات پیدا ہوں گے جبکہ حرام روزی کھلائی جائے گی۔اور اگر حلال روزی پیٹ میں جائے گی دل میں ایمان کا نور پیدا ہوگا اور اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کی توفیق ملے گی۔

پاکیزہ رزق اور نیک عمل میں مناسبت

اللہ نے قرآن کریم میں اپنے انبیاء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ
(سورۃ المومنون آیت ۵۱، پ۱۸)

اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، پہلے حکم دیا پاکیزہ چیزیں کھانے کا اور پھر حکم دیا نیک عمل کرنے کا۔ ان دونوں میں مناسبت کیا ہے؟ اہل علم کہتے ہیں کہ جب پاک روزی کھائی جائے گی تو نیک عمل کرنے کی توفیق بھی ملے گی۔

حرام لقمہ کی نحوست

بعض جو اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ اگر ان کے پیٹ میں بھولے سے حرام لقمہ چلا جائے تو وہ اس کی ظلمت، اس کی تاریکی محسوس کرتے ہیں اور کئی کئی دن محسوس کرتے ہیں۔ نہ عبادت میں دل لگتا ہے، نہ تلاوت میں، نہ دعا میں رغبت پیدا ہوتی ہے، نہ آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں، نہ قرآنی آیات اثر کرتی ہیں، نہ نبی کریم ﷺ کی احادیث اثر کرتی ہیں۔

اللہ کے عذاب کی مختلف شکلیں

یہ اللہ کے عذابوں میں سے ایک بڑا عذاب ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا عذاب صرف آگ کا عذاب ہے۔ سیلاب کا آجانا اللہ کا عذاب ہے، رزق کا ہاتھ سے جاتے رہنا، کاروبار میں نقصان ہوجانا، اللہ کا عذاب صرف یہ نہیں ہے۔ دلوں کا سخت ہوجانا، دلوں میں قساوت کا پیدا ہوجانا اس طریقے سے کہ دل میں کسی چیز کا اثر نہ ہو۔ یہ بھی اللہ کا ایک عذاب ہے۔ یہود اسی

عذاب میں تو گرفتار ہوئے تھے۔اللہ فرماتے ہیں۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ (سورۃ البقرہ آیت ۷۴، پ ۱)

اے بنی اسرائیل! پھر تمہارے دل سخت ہوگئے پتھروں کی طرح سخت بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت۔

دل کی سختی کا سبب

تو یہ دل کی قساوت، دل کی سختی یہ اللہ کے عذابوں میں سے ایک عذاب ہے۔حرام روزی اس کا سبب بنتی ہے۔اور حلال روزی کی وجہ سے نیک عمل کی توفیق ہوتی ہے۔

حلال روزی اور خوفِ خدا کا اثر

اور میں نے عرض کیا! نسلوں تک اس کا اثر چلتا ہے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک رات مدینہ منورہ میں گشت فرمارہے تھے۔ایک گھر سے ماں بیٹی کی بات چیت کی آواز آئی ماں کہہ رہی تھی۔دودھ میں پانی ملالو بیٹی اس سے انکار کررہی تھی اماں! امیر المومنین نے منع فرمایا ہے۔اور اللہ تو دیکھ رہا ہے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کی گفتگو کو نوٹ کرلیا اور پھر اپنے بیٹے کے لئے اس بچی کا رشتہ مانگ لیا۔اپنے بیٹے عاصم سے ان کا نکاح کردیا۔یہی وہ بچی ہے جسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی نانی بننے کا شرف حاصل ہوا۔تو نسلوں تک رزق حلال کا سلسلہ چلتا ہے۔تو اولاد کا چوتھا حق یہ ہے کہ اولاد کو

حلال روزی کھلائی جائے۔

پانچواں حق

اولاد کا پانچواں حق یہ ہے کہ اولاد کی صحیح اسلامی تربیت کی جائے اللہ نے فرمایا۔

لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَ كُمْ (اپنی اولاد کو قتل نہ کرو)

(سورۃ الانعام آیت، ۱۵۱، پ۸)

یاد رکھیے! کہ اولاد کا قتل دو قسم کا ہے۔ایک جسمانی قتل ہے،ایک روحانی قتل ہے۔جسمای قتل تو یہ ہے کہ اس کا گلہ کاٹ دیا۔

اور روحانی تربیت یہ ہے کہ اس کی صحیح تربیت نہ کی جیسے جسمانی طور پر اولاد کا قتل گناہ ہے۔روحانی طور پر بھی اولاد کا قتل بہت بڑا گناہ ہے،اسکی صحیح تربیت نہ کرنا یہ روحانی قتل ہے۔

اسی لیے اکبر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

بچوں کو جسمانی طور پر قتل کرتا رہا تو بدنام ہوگیا۔بچوں کے لئے کالج بنا دیتا اور کالج بننے کے بعد نسل روحانی طور پر قتل ہو جاتی تو اس کو جسمانی طور پر قتل نہ کرنا پڑتا۔

اولاد کی تربیت کیسے کی جائے؟

اولاد کی تربیت کے لئے سب سے مؤثر وسیلہ یہ ہے کہ والدین خود اپنے

آپ کو بدلیں خود اپنی صحیح تربیت کریں۔قرآن کریم میں ایک دعا ہے اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بندے! مجھ سے یوں دعا کرتے ہیں

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ

(سورۃالنمل آیت ۱۹، پ ۱۹)

اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جوتو نے مجھے عطا کیں اوران نعمتوں کا بھی جوتو نے میرے والدین کو عطا کیں اور میں ایسے نیک اعمال کروں جن کوتو پسند کرے۔اور آگے ہے:

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ (سورۃاحقاف آیت ۱۵)

اے اللہ! میری اولاد کو نیک بنادے اِنِّیْ تُبْتُ میں توبہ کرتا ہوں میری اولاد کو نیک بنادے، میں توبہ کرتا ہوں۔

والدین پہلے اپنے آپ کو بدلیں

مجھے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ ان دو باتوں کو پے درپے ذکر کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری اولاد نیک بنے تو پہلے تم خودتوبہ کرو۔والدین گناہوں سے توبہ نہیں کریں گے، والدین نماز کی پابندی نہیں کریں گے، والدہ پردہ نہیں کرے گی، والدین اپنے آپ کو حرام سے نہیں بچائیں گے۔تو پھر وہ کیسے توقع رکھیں گے کہ ان کی اولاد کے اندر نیکی کے اثرات ہوں گے۔والد جھوٹ بولتا ہے اور چاہتا ہے کہ میری

اولاد سچ بولنے والی بنے، والد خیانت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میری اولاد امانت والی بنے، والد سگریٹ نوشی اور نشہ کرتا ہے اور چاہے کہ میری اولاد اس سے بچی رہے کیسے ممکن ہے؟

اولاد کی تربیت کے لیے سب سے مؤثر چیز

اولاد کی تربیت کے لئے سب سے موثر چیز یہ ہے کہ والدین اپنے کردار کو درست کریں۔

دوسرا موثر وسیلہ اولاد کی تربیت ہے میں خاص طور پر اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں سے کہنا چاہوں گا آپ کی گود کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کے لیے پہلی درسگاہ بنایا ہے۔ اولاد کی پہلی درسگاہ مکتب نہیں، درسگاہ نہیں، مدرسہ نہیں، مسجد نہیں، اسکول نہیں اولاد کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہے۔

اے میری قابل احترام خواتین! جن کو اللہ نے اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے وہ اپنی اولاد کے کانوں میں کلمہ ڈالیں، ان کے دل میں اللہ کی محبت ڈالیں، بچپن ہی سے ان کا یہ یقین بنائیں۔ اللہ دیکھتے ہیں، اللہ سنتے ہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہیں، اللہ پیدا کرنے والے ہیں، اللہ رزق دینے والا، اللہ زندگی دینے والا، اللہ موت دینے والا۔ یہ بچپن ہی سے ان کے دل میں ڈالیں، ان کے کان میں یہ بات ڈالتے رہیں۔

عبرت ناک واقعہ

میں اختصار کے ساتھ ایک عبرت ناک واقعہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں آپ

جانتے ہیں ایک زمانے میں تاتاریوں نے مسلمانوں کو تباہی میں پہنچا دیا تھا۔اور سارے عالم اسلام پر تاتاری چھا گئے اور ایسا ہوا کہ مردوں کوشہید کر دیا اور خواتین کو اپنی لونڈیاں اور باندیاں بنالیا۔لیکن کچھ عرصے بعد لوگوں نے عجیب منظر دیکھا کہ وہی تاتاری جو مسجدوں کو اجاڑنے والے تھے وہ مسجدوں کو آباد کرنے والے بن گئے۔

تاتاریوں کے اندر انقلاب کیسے آیا؟

مختلف اسباب لوگوں نے بیان کیے ہیں ایک بڑا سبب لوگوں نے یہ بیان کیا انہوں نے اگرچہ مجبور، مظلوم، بے سہارا مسلمان خواتین کو گھروں میں ڈال دیا تھا وہ مجبور تھیں۔تاتاریوں کی اولاد ان سے پیدا ہوئی لیکن انہوں نے اپنی گود میں پرورش پانے والے بچوں کو کلمہ سکھایا، ایمان سکھایا۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سکھائی۔چنانچہ لوگوں نے یہ دیکھا کہ دنیا میں آنے والی تاتاریوں کی نسل اسلام کی دشمن نہیں تھی، اسلام کی خادم تھی، اسلام کی داعی بنی، اسلام کی مبلغ بنی تو اللہ نے آپ کی گود کو پہلا مدرسہ بنایا۔

بچے کے کان میں اذان اور اس کی حکمت

دودھ پینے کے زمانے سے بچے کی تربیت شروع ہوجاتی ہے ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا تھا کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان کہو۔ اب کوئی سوچ سکتا تھا ارے یہ چھوٹا سا بچہ جو سمجھ نہیں سکتا، جو سوچ نہیں

سکتا۔اس کے کان میں اذان دینے کا کیا مطلب؟

آج سائنس بتارہی ہے کہ وہ چھوٹا سا بچہ جو ابھی تک بول نہیں سکتا، بظاہر ہمارے خیال میں سمجھ نہیں سکتا جب اس کے کان میں کلمہ، کوئی بات یا کوئی لفظ پڑتا ہے تو اس کے دل میں نقش ہوجاتا ہے۔تو ہمارے آقا ﷺ نے سکھایا کہ تم پیدا ہوتے ہی اس کے دل میں اللہ کی کبریائی نقش کردو، اللہ کی توحید نقش کردو، اور میری رسالت کا پیغام نقش کردو۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اس معصوم بچے کے کان میں یہ کلمات دہرادو تا کہ اس کے دل میں یہ کلمات جم جائیں اچھے کلمات کا اثر ہوتا ہے تو جب وہ بچہ سال کا ہوگیا، دو سال کا ہوگیا، تین سال کا ہوگیا تو اب ان اچھے کلمات کا اس کے دل پر اثر نہیں ہوگا؟ تو یہ ماؤں پر لازم ہے کہ اپنے بچوں کو انبیاء علیہم السلام کی کہانیاں سنائیں، قرآن کے قصہ سنائیں، اللہ کے نام سکھائیں۔اسماء الحسنیٰ سکھائیں اور بچے کو اچھا ماحول دینے کی کوشش کریں۔

اچھے ماحول کی ضرورت

میری ماؤں، بہنو اور بیٹیو! آج ہم نے اپنی اولاد کو اچھا ماحول نہیں دیا۔ہمارے گھر سے گانے کی آوازیں آتی ہیں، قرآن کی تلاوت کی آواز نہیں آتی، ہمارے گھر سے حیا کے جنازے اٹھتے ہیں، حیا کے پیکر نظر نہیں

آتے، ہمارے گھروں میں جھوٹ بولا جاتا ہے۔ہم نے اپنی اولاد کو اچھا ماحول نہیں دیا۔

ماحول کا اثر

اچھا ماحول انسان کی تربیت میں اچھا اثر پیدا کرتا ہے۔ماحول کا کیسے اثر پیدا ہوتا ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک چرواہے کو جنگل سے ایک شیر کا بچہ مل گیا۔اس نے اس کو اٹھایا اور بھیڑ کے بچوں کے ساتھ رکھا اور پال لیا۔اب وہ بھیڑوں کی طرح ہی رہتا تھا اس لئے کہ بھیڑوں میں پلا بڑھا ان کا دودھ پیا۔اتفاق سے ایک دن چشمہ سے پانی پیتے ہوئے جب اس نے اپنی شکل بھی دیکھی اور دوسری بھڑوں کی شکل بھی دیکھی اسے کچھ فرق نظر آیا۔کہ ارے میں تو بھیڑ نہیں ہوں میں تو کچھ اور ہوں۔اب اس نے چیر پھاڑ شروع کر دی تو صحبت کا اثر ہوتا ہے، ماحول کا اثر ہوتا ہے۔

شہزادے کا واقعہ

اسی طریقے سے انہوں نے شہزادے کا واقعہ لکھا ہے شروع ہی سے شہزادے صاحب خواتین کے ساتھ رہے۔خواتین کے ماحول میں، بچپن بھی وہیں گزرا، جوانی بھی وہیں گزر گئی۔شہزادے صاحب کو احساس ہی نہ رہا کہ میں مرد ہوں اور یہ خواتین ہیں۔کہتے ہیں ایک دن سانپ نکل آیا ساری خواتین نے شور مچایا ارے کسی مرد کو بلاؤ سانپ نکل آیا تو شہزادے صاحب نے بھی یہ ہی کہا کسی مرد کو بلاؤ سانپ نکل آیا کسی نہ کہا حضرت! آپ بھی تو

مرد ہیں؟ اوہ! مجھے تو اب احساس ہوا کہ میں مرد ہوں۔ بعض اوقات دیکھا کہ مرد ہے لیکن خواتین کی طرح آواز، ان جیسی حرکتیں، ان جیسی باتیں، ان جیسا ذوق، ان جیسی چاہتیں، ان جیسا لباس پسند کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ماحول ہی ایسا ملا۔

تو میری ماؤں، بہنو! اولاد کو اچھا ماحول دیجئے۔ یہ ہمارے پاس بہت بڑا خزانہ ہے اگر صحیح تربیت کر کے آنے والے دور کو ایک اچھا خادم دے جاتا ہوں یا دین کی خادمہ بیٹی کی صورت میں دے جاتا ہوں تو انشاء اللہ یہ بیٹا یہ بیٹی میرے لئے آخرت میں کامیابی کا سبب بنیں گے، آنے والی نسل کو ہم نے ایمان پر ڈالنا ہے، ان کے دل میں ایمان کو راسخ کرنا ہے اور آنے والا دور بڑا مشکل دور ہے۔

بڑھتے ہوئے فتنے اور ہماری ذمہ داری

حالات اتنی تیزی سے بدل رہے ہیں اور فتنے اتنی تیزی سے بڑھ رہے ہیں پہلے ان کا تصور نہیں تھا جیسے میں نے عرض کیا کہ کسی نے سوچا تھا کہ بے پردہ خاتون مردوں اور عورتوں کے مخلوط اجتماع میں امامت کروائے گی؟ آج ہو رہا ہے اور نا معلوم کیا کچھ دیکھنے اور سننے کو ملے گا۔ ہمیں اس ماحول کے اندر اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرنی ہے کہ ہماری اولاد تاجر بنے، ڈاکٹر بنے، پروفیسر بنے، سائنسدان بنے، پائلٹ بنے، فوجی بنے، سپاہی بنے کچھ بھی بنے لیکن وہ پکی مسلمان بنے، متعصب اور بنیاد پرست قسم کے

مومن بنے۔

بنیاد پرست کسے کہتے ہیں؟

بنیاد پرست کس کو کہتے ہیں؟ بنیاد پرست وہ ہے جو ایمان پر سودا نہیں کرتا۔ بنیاد پرست وہ ہے جو توحید کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں، جو رسالت چھوڑنے کے لئے تیار نہیں، جو قرآن چھوڑنے کے لئے تیار نہیں، جو حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اپنے رشتے کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں، یہ ہے بنیاد پرست اور الحمدللہ ہم بنیاد پرست ہیں اور اپنی اولاد کو بنیاد پرست بنائیں گے۔

اللہ مجھے بھی اور آپ سب کو توفیق دے کہ خود بھی بنیاد پرست بنیں اور اپنی اولاد کو بھی بنیاد پرست بنائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

رشتے کیوں نہیں ہوتے

ازافادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق

- ......رشتۂ زوجیت کی اہمیت وافادیت
- ......آپ ﷺ کی مثالی ازدواجی زندگی
- ......قرآن وحدیث کی روشنی میں نکاح کی اہمیت، ترغیب اور فوائد وبرکات
- ......شادی کے موقع پر ہونے والی رسومات اور ان کی نحوست
- ......رشتہ نہ ہونے کی وجوہات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ۭ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝۳

(سورۃ النساء آیت ۳، پ ۴)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قابلِ احترام ماؤں، بہنو اور بیٹیو اور میرے بھائیو بزرگو!

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ازدواجی زندگی بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے، یہ الگ بات ہے کہ انسان کے اپنے اعمال کی وجہ سے بعض اوقات نعمتیں زحمتوں میں بدل جاتی ہیں، راحتیں تکلیفوں میں بدل جاتی ہیں، آسائشیں مشقتوں میں بدل جاتی ہیں۔ آپ نے شاید اس نکتے پر غور کیا ہو کہ جن قوموں پر عذاب آیا تو ان کے لئے وہی چیز تباہی اور ہلاکت کا سبب بن

گئی جو زندگی کے باقی رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتی تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر پانی کا عذاب آیا اور پانی وہ چیز ہے جس کے بغیر زندگی محال ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم پر ہوا کا عذاب آیا اور ہوا وہ چیز ہے جس کے بغیر انسان ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔

انسان کے اپنے اعمال نعمت کو زحمت بنا دیتے ہیں

تو بعض اوقات انسان کے اپنے اعمال کی وجہ سے نعمتیں زحمتوں میں، راحتیں تکلیفوں میں اور آسائش مشقتوں میں بدل جاتی ہیں۔ کسی کے لئے دولت عذاب بن جاتی ہے، کسی کے لئے شہرت عذاب بن جاتی ہے۔ ایسے بھی گھرانے ہیں کہ شوہر بیوی کے لئے عذاب بنا ہوا ہے اور بیوی شوہر کے لئے عذاب بنی ہوئی ہے۔

اولاد اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے لیکن ایسے بھی والدین ہے کہ ان کے لئے اولاد عذاب بنی ہوئی ہے۔ ازدواجی زندگی اللہ پاک کی ایک نعمت ہے۔ اسی لئے اللہ نے سورۃ الروم میں جہاں اپنی اور نعمتیں ذکر فرمائی ہیں وہاں اس نعمت کو بھی ذکر فرمایا ہے، آغاز تو ہوا اللہ پاک کی نعمتوں کا ان آیات سے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ (سورۃ الروم آیت ۲۱، ۲۰، پ ۲۱)

اللہ کی نعمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے تمہارے نفسوں میں سے، تمہاری ہی جنس میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تمہیں سکون حاصل ہو اور تمہارے درمیان اللہ نے محبت اور الفت پیدا فرمادی۔

عجیب رشتہ

میاں بیوی کا رشتہ بڑا عجیب رشتہ ہے اس رشتہ سے قبل دونوں ایک دوسرے کے لئے بعض اوقات بالکل اجنبی ہوتے ہیں۔ ایسے رشتے بھی آپ نے دیکھے اور سنے ہوں گے۔ شوہر کی الگ قوم، بیوی کی الگ، شوہر کی زبان اور بیوی کی زبان اور، شوہر کا وطن اور بیوی کا وطن اور۔ لیکن جب ان کے درمیان یہ رشتہ قائم ہوجاتا ہے، ایجاب اور قبول ہوجاتا ہے تو بعض اوقات ان کے درمیان اللہ ایسی محبت پیدا فرمادیتے ہیں کہ وہ محبت بھائی بہنوں میں بھی دکھائی نہیں دیتی اور بہت سے معاملات ایسے ہیں کہ جو میاں بیوی ہی طے کرسکتے ہیں وہاں بیٹا والدین کے ساتھ بھی وہ معاملہ طے نہیں کرسکتا ہے اور انسان اس رشتہ کا محتاج ہے اور انسان تو ہے ہی محتاج اس لئے اللہ فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَالْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾

(سورۃ الفاطر آیت ۱۵، پ ۲۲)

اے لوگو! تم سب محتاج ہو۔ تم سب فقیر ہو، تم احتیاج سے پاک

نہیں ہو سکتے۔ احتیاج اور ضرورت سے پاک صرف اللہ ہے، صرف اسی کی ذات ہے۔

اکیلی ذات صرف اللہ کی

میں نے موجودہ دور کے ایک بزرگ کے بارے میں سنا۔ ان کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا تو ان کی خدمت کرنے والے ساتھی کہتے ہیں کہ میں ان بزرگ کو وضو کروا رہا تھا۔ تو وضو کرتے کرتے نامعلوم کیا تکلیف پہنچی یا ایسے ہی بیوی یاد آ گئی تو ان کی زبان سے عجیب جملہ نکلا۔ کہنے لگے اے اللہ! اکیلا تو بس تو ہی اچھا لگتا ہے اور کوئی اکیلا اچھا نہیں لگتا ہے، بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو جوانی کی ترنگ میں، دولت کے نشے میں اور عیاشی کے غرور اور دھوکے میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پوری زندگی اکیلے ہی گزار سکتے ہیں۔ لیکن جب جوانی کا غرور اور نشہ اترتا ہے تو انہیں احساس ہوتا ہے کہ اے کاش! زندگی کا کوئی ہم سفر ہوتا وگرنہ میں اکیلے تو یہ زندگی بسر نہیں کر سکتا۔

ایک تجزیہ

میں نے کل ہی ایک کتاب میں ایک انگریز کا یہ تجزیہ پڑھا اس نے کہا کہ یورپ میں زیادہ تر خودکشی کرنے والے وہ لوگ ہیں جو شادی نہیں کرتے اور مینٹل ہسپتال، دماغی ہسپتال میں داخل ہونے والوں کی اکثریت ان کی ہے جو غیر شادی شدہ زندگی گزار رہے ہوتے ہیں بہت سے دکھ ہوتے ہیں، بہت سی تکلیفیں اور راستے کے مسائل ہوتے ہیں جو میاں بیوی آپس میں تقسیم کر لیتے

ہیں ، کتنے ہی شوہر ہیں بیوی کے لئے ایک بڑا سہارا بن جاتے ہیں اور اس کو انتہائی قدم اٹھانے سے روک لیتے ہیں اور کتنی ہی بیویاں ایسی ہیں کہ وہ شوہروں کو انتہائی قدم اٹھا لینے سے روک لیتی ہیں بعض اوقات بچے رکاوٹ بن جاتے ہیں ، بچوں کی محبت رکاوٹ بن جاتی ہے خودکشی کرنے سے پہلے انسان ہزار بار سوچتا ہے۔ان معصوموں کے چہرے دیکھتا ہے تو یہ دیکھنا ان کو اپنے بارے میں غلط راستے سے روک دیتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے درمیان محبت پیدا کردی ، تمہاری ہی جنس میں سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کردیں۔

مرد وعورت زندگی کے دوساتھی

اور اللہ نے یہ بات اس وقت فرمائی جب عرب میں بحث ہورہی تھی کہ عورت انسان بھی ہے کہ نہیں۔ بالآخر بڑی طویل بحث کے بعد یہ تسلیم کیا گیا کہ ہاں انسان تو ہے لیکن اس کو مردوں والے حقوق نہیں دیئے جاسکتے ، اس کو مرد کی ہمسری نہیں دی جاسکتی اس وقت قرآن نے اعلان کیا کہ نہیں ! مرد اور عورت دونوں زندگی کے دوساتھی ہیں اور دو ہم سفر ہیں اور اس وقت اللہ نے کائنات کے آقا، انبیاء کے سردار، خاتم النبیین ﷺ کی زبان سے یہ بات نکلوائی کہ اللہ نے میرے دل میں تین چیزوں کی محبت رکھی ہے۔عورت کی محبت ہے، خوشبو کی محبت ہے اور فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے علی الاعلان فرمایا۔

بیوی بچوں کی محبت تقویٰ کے خلاف نہیں

بہت سے لوگ ایسی باتیں کہتے ہوئے جھجکتے ہیں بعض لوگ تو اسے بزرگی اور تقویٰ کے خلاف سمجھتے ہیں کہ تمہارے دل میں بیوی کی محبت ہے ان کا خیال یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کا متقی اور بزرگ وہ ہوگا، جس کے دل میں گویا بیوی بچوں کی محبت ہی نہ ہو۔لیکن سرور عالم ﷺ کے دل میں نہ صرف بیوی بچوں کی محبت تھی بلکہ بہت محبت تھی کہ آپ اس محبت کا اظہار بھی فرماتے تھے کہ ہاں میں محبت کرتا ہوں، میں اپنی بیویوں سے محبت کرتا ہوں، میں اپنے بچوں سے محبت کرتا ہوں، میں اپنے نواسوں سے محبت کرتا ہوں۔آپ نے اس کا اظہار فرمایا، ان کی جدائی پر آپ کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں، آنسو رواں ہو جاتے، دل دکھتا تو جس وقت عورت کے وجود کو نجاست کا مجسمہ، عورت کو شیطان کی بیٹی قرار دیا جا رہا تھا اور اس کی انسانیت زیرِ بحث تھی اس وقت قرآن نے اعلان کیا نہیں! تم دونوں ایک دوسرے سے ہو، مرد اور عورت دونوں کو میں نے ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے۔

يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً

(سورۃ النساء آیت ۱، پ ۴)

اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور پھر اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے، بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیں۔

سورۃ الاعراف میں فرمایا کہ؛

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ (سورۃ الاعراف آیت ۱۸۹، پ ۹)

وہی اللہ ہے جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا تا کہ وہ اس سے سکون حاصل کرے

ایک غلط سوچ کا سدِ باب

پھر قرآن نے نکاح کی بھی ترغیب دی اور نکاح کروانے کی بھی ترغیب دی۔ یہ قرآن اس وقت ترغیب دے رہا ہے جب دنیا میں یہ تصور ذہنوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اعلیٰ درجہ کا اللہ والا بننے کے لئے بیوی بچوں کو چھوڑنا، دنیا کا ترک کرنا، رہبانیت کی زندگی اختیار کرنا اور لذتوں سے کنارہ کشی ضروری ہے۔

چنانچہ کوئی جنگلوں میں بسیرا کر لیتا، کوئی پہاڑوں کی غاروں میں جا بیٹھتا، کوئی مسلسل روزہ رکھتا، کوئی لذیذ کھانوں سے پرہیز کر لیتا، ایسے بھی تھے جو ننگے رہتے، ایسے بھی تھے جو مسلسل کھڑے رہتے، ایسے بھی جو اپنے اعضاء کو خشک کر لیتے، اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے اور خیال یہ تھا کہ جتنی زیادہ اپنے آپ کو مشقت دی جائے اتنے ہی ہمارے دیوتا ہم سے خوش ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو اس خیال سے زخمی کرتے کہ ہمارے دیوتا ہم سے خوش ہوں گے، اپنی اولادوں کو ذبح کرتے، آج بھی آپ کو ایسے ملنگ نظر آئیں گے جنہوں نے اپنے آپ کو بھاری زنجیروں میں جکڑ کر رکھا ہوا ہے۔

ایسے کپڑے پہن رکھے ہوتے ہیں جو گوشت میں گھس جاتے ہیں۔ اور تصور یہی ہے کہ جتنی زیادہ اپنے آپ کو تکلیف دی جائے اتنا ہی خدا یا یہ کہہ لیں کہ دیوتا خوش ہوتا ہے۔

اسلام نے نہیں کہا کہ اللہ کو خوش کرنے کے لئے بیوی بچوں سے جدائی، علیحدگی اختیار کرو، رہبانیت کی زندگی اختیار کرو، اپنے آپ کو مشقت میں ڈالو، یہ ضروری نہیں ہے۔ بلکہ جو ضروری چیز ہے وہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع ہے۔

اور اللہ کے نبی ﷺ نے کیا فرمایا:

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ ''نکاح میری سنت ہے۔''

اور دوسری روایت میں فرمایا کہ؛ جو میری سنت سے اعراض کرے گا اس کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔

چار چیزیں

نکاح صرف نبی اکرم ﷺ کی سنت نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَربَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ ''چار چیزیں انبیاء کی سنتوں میں سے ہیں''

اَلْحَیَاءُ وَالْعِطْرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ

حیاء، یہ انبیاء کی سنت ہے۔ عطر لگانا، یہ انبیاء کی سنت ہے۔ مسواک کرنا، یہ انبیاء کی سنت ہے۔ اور فرمایا کہ نکاح کرنا یہ انبیاء کی سنت ہے۔

تو قرآن نے نکاح کرنے کی بھی ترغیب دی اور نکاح کروانے کی بھی

ترغیب دی۔ خطبے میں جو میں نے سورۃ النساء کی آیت تلاوت کی، اس میں فرمایا کہ:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ

جو عورتیں تمہیں اچھی لگیں ان سے نکاح کرو۔ دو دو، تین تین، چار چار لیکن شرط ہے عدل، حقوق کی ادائیگی، اگر عدل نہیں کر سکتے، حقوق ادا نہیں کر سکتے تو پھر صرف ایک کرو۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم بیویوں کے درمیان عدل نہیں کرسکو گے، حقوق ادا نہیں کرسکو گے تو پھر صرف ایک پر اکتفا کرو بلکہ اگر کوئی شخص ایک بیوی کے بھی حقوق ادا نہیں کرسکتا تو اس کو ایک نکاح کی بھی اجازت نہیں ہے۔

ایک سے زیادہ نکاح کی شرط

نکاح کی اجازت اُسے ہے جو حقوق ادا کرسکتا ہو اور ایک سے زیادہ نکاح کرے تو عدل کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں اور پھر بیویوں کے درمیان عدل نہ کیا تو قیامت کے دن اٹھے گا تو اس کے جسم کا آدھا حصہ شل ہوگا۔ اس کے جسم کے آدھے حصے کا شل اور مفلوج ہونا یہ اس بات کی دلیل ونشانی ہوگی اور دور سے اسے پہچان لیا جائے کہ یہ وہ شخص جس نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں لیکن بیویوں کے درمیان عدل نہیں کیا۔

بعض لوگوں کی غلط روش

بعض مرد ایسا کرتے ہیں اور ایسا کرنے کے لئے شریعت کا نام استعمال کرتے ہیں، دھوکہ دینے کے لئے سہارا لیتے ہیں کہ شریعت نے مجھے ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے لیکن یہ نہیں بولتے کہ شریعت نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کروں اور ان کے حقوق ادا کروں۔ ایسا نہیں کہ کل غریب تھا تو غربت کے زمانے کی جو ساتھی تھی اس کو بھول گیا اب پیسہ آ گیا اب کہیں اور شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ بے چاری بیوی جس نے ۲۰ سے ۲۵ سال غربت کے زمانے میں اس کا ساتھ دیا آج وہ اور اس کے بچے کسم و پرسی کی زندگی گزار رہے ہیں اور یہ صرف محض سوسائٹی میں اپنا نام اونچا کرنے کے لئے اور نمود نمائش کے لئے کسی فیشن ایبل لیڈی کو اپنے ساتھ لئے پھرتا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے لوگوں کے لئے وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔

آپ ﷺ کا مثالی عدل وانصاف

اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اجازت دی تھی آپ کی زیادہ شادیاں ہیں، آپ اپنی ان بیویوں میں سے جس کو چاہیں وقت دیں اور جس کو چاہیں وقت نہ دیں لیکن اس کے باوجود حضور ﷺ تمام ازواج کے درمیان عدل اور مساوات کو ملحوظ رکھتے تھے اور ہر ایک کو برابر وقت دیا کرتے تھے۔

قرآن میں نکاح کی ترغیب اور خوشخبری

عرض یہ کررہا تھا کہ ترغیب دی گئی خود بھی نکاح کرو اور نکاح کروانے کی بھی ترغیب دی گئی۔ سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۲ میں فرمایا کہ؛

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ط

(سورۃالنور آیت ۳۲، پ ۱۸)

تم میں سے جو بے نکاح ہیں، رنڈوے ہیں اور جو نیک ہیں خواہ تمہارے غلام ہوں یا باندیاں ان کے نکاح کرواؤ۔ خاص طور پر ان کے لئے فرمایا ان کے رشتے کراؤ، اندازہ کیجئے کہ رشتہ کروانا یہ اللہ کی نظر میں کتنی اہمیت رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود رشتہ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ط

یہاں تک فرمایا کہ جو غلام اور لونڈیاں ہیں ان کے رشتے کرواؤ۔ آپ جانتے ہیں کہ غلام اور لونڈی کے حقوق آزاد کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ لیکن اللہ فرماتے ہیں ان کے بھی رشتے کراؤ۔ اب دل میں یہ سوال پیدا ہوسکتا تھا کہ ابھی تو یہ بیچارہ ایسا ہے کہ مزدوری کر کے صرف اپنا پیٹ بھرتا ہے۔ بیوی بھی آجائے گی تو دو ہو جائیں گے۔ تو دوسرے کی معاشی ضروریات کیسے ادا کر سکے گا۔ اللہ نے فرمایا:

اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾

(سورۃالنور ۳۲،پ۱۸)

اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

محنت کرے گا اللہ اس کی محنت میں برکت عطا کرے گا اور یہ بات آنکھوں دیکھی ہے تجربہ اور مشاہدے کی ہے کہ شادی سے قبل خوشحالی نہیں تھی اللہ نے شادی کے بعد خوشحالی عطا فرمادی۔ اس میں ایک اللہ کا ہی احسان اور رحمت ہے کہ اللہ پاک نے بیوی بچوں کی برکت سے رزق میں اضافہ فرمادیا۔

بیوی بچوں کی برکت سے فراوانی

مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں اپنی مثال دوں لیکن موقعہ ایسا ہے کہ عرض کرنے میں کوئی حرج نہیں، حقیقت یہ ہے کہ شادی سے پہلے میں بہت ہی غریب انسان تھا، شاید میرے پاس ایک سائیکل ہوا کرتی تھی اور پھر اللہ پاک نے ایک موٹر سائیکل عطا فرمادی بہت پرانی سی۔ آج الحمد للہ میرے چھ بچے ہیں اور ان میں سے اللہ کا شکر ہے تین حافظ ہیں، بچی عالمہ بن چکی ہے اور الحمد للہ! آج میرے پاس گاڑی موجود ہے، سب بچوں کے لئے گاڑی موجود ہے تو بعض اوقات اللہ پاک بچوں کی وجہ سے عطا فرماتے ہیں اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ (سورۃالانعام ۱۵۱،پ۸)

اپنی اولاد کو فقر کی وجہ سے قتل نہ کرو۔

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ط ہم تمہیں بھی رزق دیں گے اور انہیں بھی رزق دیں گے

ایک جگہ فرمایا؛

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ط (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۱، پ ۱۵)

ان کو بھی رزق دیں گے اور تم کو بھی رزق دیں گے

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ یوں کہہ رہے ہیں کہ میں تمہیں بھی ان کی برکت سے رزق دوں گا اور الحمد للہ میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ جو رزق میں برکت دے رہا ہے تو بیوی بچوں کی برکت سے دے رہا ہے، اللہ وسعت عطا فرما رہا ہے ان کی برکت سے عطا فرما رہا ہے۔

خوشخبری

تو فرمایا: اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ اگر وہ فقیر ہوں گے، غریب ہوں گے يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اللہ اپنے فضل سے مالدار بنا دے گا، اللہ کہتا ہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اللہ بڑی وسعت والا ہے، بڑا علم والا ہے۔ اس کے خزانوں کی کوئی انتہا نہیں۔ مت سوچو کہ اسے کہاں سے دوں گا اے سوچنے والو! جہاں سے تمہیں دے رہا ہوں وہاں سے اسے بھی دوں گا۔

نکاح نصفِ ایمان

اللہ نے ترغیب دی نکاح کی، نکاح کروانے کی اور خود رسول اکرم ﷺ

نے بھی ترغیب دی اور انتہا یہ کہ خود نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

إِذَاتَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ

جب انسان نکاح کر لے تو اس کا آدھا دین مکمل ہوجاتا ہے، تو اب اسے بقیہ آدھے دین کے بارے میں اللہ سے ڈرنا چاہئے۔ نکاح کی برکت سے آدھا دین مکمل ہوگیا جس کے دل میں خوفِ خدا ہو اور جو حلال پر نظر رکھنے والا ہو تو حقیقت یہ ہے کہ نکاح کی وجہ سے اس کا آدھا دین مکمل ہوجاتا ہے۔ اس کی نظروں کی حفاظت، اس کی شرمگاہ کی حفاظت یہ کوئی معمولی چیز ہے؟

جنت کی ضمانت

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں کون سی دو چیزیں؟ فرمایا کہ زبان اور شرمگاہ۔ ان دو چیزوں کی حفاظت کا ذمہ مجھے دو کہ تم ان کا غلط استعمال نہیں کرو گے تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دوں گا۔ تو کتنی بڑی بات ہے جو میاں اور بیوی کو حاصل ہوجاتی ہے، نکاح کی صورت میں، عفت و عصمت، نگاہوں کی حفاظت، شرم گاہ کی حفاظت، میں ان لوگوں کی ان مردوں اور عورتوں کی بات کر رہا ہوں جو حلال پر قناعت کرنے والے ہیں۔

حرام کی طرف رغبت رکھنے والے

میں بے شرموں کی بات نہیں کر رہا، میں دیوسوں کی بات نہیں کر رہا۔ میں

بے غیرتوں کی بات نہیں کر رہا جو نکاح کے باوجود دوسروں کی بہن اور بیٹی پر نظر رکھتے ہیں، حلال کے بجائے حرام کی طرف للچاتے ہیں اور پاک جگہ پر بیٹھنے کے بجائے گندگی اور نجاست پر بیٹھتے ہیں، کوڑے کرکٹ پر بیٹھتے ہیں۔

تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان نکاح کر لے تو اس کا آدھا دین مکمل ہو جاتا ہے۔ اور اسے بقیہ آدھے دین کے بارے میں اللہ سے ڈرنا چاہئے۔

تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ کا حق ہے

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ کا حق ہے، اللہ تین آدمیوں کی مدد کرتا ہے، اور یہ بھی سمجھ لیں کہ اللہ کہتا ہے کہ تین آدمیوں کی مدد کرنا مجھ پر لازم ہے۔ تو گویا اس کا یہ مطلب بھی نکلا کہ ان تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ کے نیک بندوں پر بھی لازم ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کو چاہئے وہ ان کی مدد کریں۔ پہلا تو وہ غلام جو مکاتب ہو اور اپنی ادائیگی کے سلسلے میں پریشان ہو۔ مکاتب اس غلام کو کہا جاتا ہے کہ جس کا مالک اسے کہہ دے کہ تم مجھے اتنے پیسے لا کر دے دو، تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ عمل کیا کرتے تھے۔ جن غلاموں کو ان کے آقا مکاتب بنا دیا کر دیتے تھے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کی مدد کیا کرتے تھے تا کہ ان کے آقا انہیں آزاد کر دیں۔

دوسرا شخص جس کی مدد کرنا اللہ کا حق ہے فرمایا کہ نکاح کرنے والا

جو پاکدامنی کی زندگی گزارنا چاہتا ہو۔اب جو بات میں پہلے بھی عرض کررہا تھا یہاں سے رشتہ کروانے کی ترغیب دی جارہی ہے کہ جو شخص جو مرد اور جو عورت پاکدامنی کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں ان کی مدد کرنا یہ اللہ کا حق ہے۔ جو خوش قسمت لوگ یہ کام اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں ، نیک لڑکوں کے لئے، نیک لڑکیاں اور نیک لڑکیوں کے لئے نیک لڑکے تلاش کرتے ہیں اوران کے درمیان رشتہ قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔وہ اللہ پاک کا حق ادا کرتے ہیں۔وہ ایک نیک عمل کرتے ہیں جو دنیا میں بھی ان کے کام آئے گا اور آخرت میں بھی ان کے کام آئے گا۔اور تیسرا شخص جس کی مدد کرنا اللہ کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو۔

شادی کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ نے نکاح کی اس طور پر ترغیب دی کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں میں اس کی اہمیت اور ثواب بیٹھ گیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری زندگی کے صرف دس دن باقی ہوں تب بھی میں شادی کرنا پسند کروں گا۔تاکہ اللہ کے سامنے شادی شدہ پیش ہوں،غیر شادی شدہ پیش نہ ہوں اور ویسے بھی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک بڑے میاں نے اس طرح بڑھاپے میں نکاح کرلیا اور سارے خاندان والے باتیں کررہے ہیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ بیوی آکر وہ کام اور وہ

خدمت کر رہی ہے جو کہ بیٹے اور بیٹیاں نہیں کر رہے تھے تو اب ان کو یہ خیال ہوا کہ واقعی انہوں نے ایک اچھا عمل کیا ہے۔ ایک اچھی بیوی جو خدمت کر سکتی ہے وہ بسا اوقات بیٹے اور بیٹیاں بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن میں اچھی بیوی کی بات کر رہا ہوں آوارہ عورتوں کی بات نہیں کر رہا، میں فیشن ایبل عورتوں کی بات نہیں کر رہا، میں ماڈرن اور مغرب پرست عورتوں کی بات نہیں کر رہا۔ ان کو اپنے گھر کی فکر نہیں ہوتی، ایک اچھی بیوی کی بات کر رہا ہوں اور یہ بھی عرض کر دوں کہ مجموعی طور پر یہ جو ایشیاء ہے الحمد للہ! یہاں کی بیوی سب سے اچھی بیوی ہے۔ حقیقت یہ ہے ان کے اندر جو بگاڑ پیدا کیا جا رہا ہے وہ ہماری طرف سے پیدا کیا جا رہا ہے وگرنہ ایشیاء کی بیوی سب سے اچھی ثابت ہو سکتی ہے محبت کرنے والی، وفا کرنے والی اور خدمت کرنے والی۔

دنیا کی بہترین متاع

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ایک عجیب حدیث ارشاد فرمائی فرمایا کہ:

اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ

یہ دنیا ساری کی ساری سامان ہے۔ اور دنیا کا سب سے بہترین سامان اور متاع استعمال کی چیز، نفع دینے والی چیز، فرمایا کہ وہ نیک بیوی ہے۔ ساری دنیا متاع ہے لیکن فرمایا کہ نیک عورت یہ سب سے زیادہ نفع دینے والی ہے۔ راحت دینے والی ہے، خدمت کرنے والی ہے۔

نکاح بدنظری اور زنا سے حفاظت کا ذریعہ

اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے نوجوانوں کی جماعت! نکاح کرو۔ اس لئے کہ نکاح نظر کو نیچے رکھنے والا ہے اور زنا سے بچانے والا ہے اور فرمایا جسے نکاح کی طاقت نہیں وہ روزے رکھے اس لئے کہ روزے شہوت کا زور توڑ دیتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے یوں ترغیب دی ایک طرف تو اللہ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث میں نکاح کرنے اور نکاح کروانے کی ترغیب دی اور دوسری طرف نکاح کو بڑا آسان کر دیا۔

نکاح کی حقیقت

نکاح کیا ہے؟ دو گواہوں کی موجودگی میں مرد اور عورت کا ایجاب و قبول کر لینا اور حق مہر مقرر کر لینا یہ ہے نکاح، اس سے نکاح ہو جاتا ہے دو گواہوں کی موجودگی میں مرد اور عورت آپس میں ایجاب و قبول کر لیں اور مہر کو لازم کر دیا جائے تو نکاح ہو جائے گا البتہ صرف اتنا کہا کہ اعلان کرو اور یہ ضرور کہا کہ اعلان کر دو وگرنہ حرام کاری کو راستہ مل سکتا ہے یہ جو متعہ ہے، خفیہ نکاح، موقت نکاح، محدود نکاح یہ بھی تو اسی طریقے سے کیا جاتا ہے لیکن اس میں اعلان نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اعلان ضرور کر دو۔ کس طریقے سے اعلان کریں؟ فرمایا کہ دف بجا کر ہی سہی، بس اعلان کر دو نکاح ہو گیا۔ لیکن اور کوئی شرط ضروری نہیں۔ مولوی صاحب کو

بھی بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج کل تو لوگوں نے سمجھ لیا کہ مولوی صاحب کا ہونا بھی ضروری ہے اور مولوی صاحب نے بھی نکاح کو ایک چیتان بنا دیا۔ دیہاتی مولوی تو باقاعدہ چھ کلمے پڑھاتے ہیں اور دیہاتی نوجوان جسے پہلا کلمہ بھی نہیں آتا وہ بے چارہ چھ کلمے ایسے پڑھتا ہے جیسے کسی قیدی کو پڑھائے جاتے ہیں یا کسی نومسلم کو پڑھائے جاتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے اب ان کو پتہ ہے کہ ہمیں تو چھ کلمے آتے ہی نہیں نکاح نہیں ہوسکتا تو مولوی صاحب کا آنا ضروری ہے کہ کم از کم چھ کلمے تو پڑھا دے، اس بے چارے کو مسلمان تو کردے پتا نہیں مسلمان تھا بھی یا نہیں، تو مولوی صاحب باقاعدہ چھ کلمے پڑھاتے ہیں اس کے بعد بسا اوقات خطبہ اپنا بنایا ہوا پڑھتے ہیں تاکہ پتہ چلے واقعی میں نے بڑا کمال کیا ہے اور نکاح فارم بڑے عجیب طریقے سے پُر کرتے ہیں اور منہ مانگی فیس لیتے ہیں، تو اسلام نے تو کسی مولوی صاحب کو بلانے کی بھی شرط نہیں رکھی ہاں جو خطبہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے وہ خطبہ پڑھے اور پھر ایجاب وقبول کرائے تو بہتر ہے، تو نکاح کو بڑا آسان کر دیا۔ نہ منگنی، نہ مہندی، نہ جہیز، نہ بارات، نہ سلامیاں، نہ جھنڈے، نہ قرض، نہ سود، ولیمہ ہے یہ سنت ہے ،فرض واجب نہیں، وہ بھی سادہ۔ اللہ کے نبی ﷺ نے بس یوں فرمایا کہ ولیمہ کردو اگرچہ ایک بکری سے ہی کیوں نہ ہو اور یہ بھی سنت ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شادیاں بڑی سادی ہوتی تھیں اس لئے ان کی زندگی

بڑی آسائش میں تھی۔

عجیب واقعہ

عجیب واقعہ ہے شاید آپ نے پہلے سنا ہو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا نام تو سنا ہوگا۔ جن کو ابن الاسلام کہا جاتا ہے۔ اسلام کے بیٹے، اس لئے کہ عرب میں تو ان کا کوئی تھا نہیں تو اپنے آپ کو اسلام کا بیٹا کہا کرتے تھے، باقی سب بھلا دیا، نکاح کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا فلاں گھرانے میں میرا نکاح کرادو۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے نکاح کروانے کے لئے گھر کے اندر گئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو باہر کھڑا کر دیا۔ اندر جا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بڑے کمالات بیان کئے۔ لڑکا بہت اچھا ہے، نیک ہے، صالح ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے، دین کے لئے قربانی دینے والا ہے اور بیوی کے حقوق ادا کرسکتا ہے۔ گھر والوں نے ساری باتیں سنیں تو خاموش ہو گئے اور چپکے سے کہا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو تو نہیں تمہیں دینے کو تیار ہیں کہا بولو منظور ہے؟ انہوں نے کہا ہاں منظور ہو گیا، نکاح ہو گیا۔ باہر نکلے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ انتظار میں تھے ارے بھئی! کیا ہوا؟ کہا بھئی! بہت شرمندہ ہوں نکاح تو تمہارا کروانے گیا تھا اپنا کر کے آ گیا ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اندر ایسا ایثار تھا عجیب لوگ تھے، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا ارے بھئی! شرمندہ تو مجھے ہونا چاہیے مقدر تمہارا تھا کوشش میں کر رہا تھا۔ اللہ نے تمہاری قسمت میں یہ رشتہ رکھا تھا

اور میں خوامخواہ یہ کوشش کرر ہا تھا۔ اچھا ہے تمہارا مقدر تھا تمہیں مل گیا۔ جہاں میرا مقدر ہوگا مجھے مل جائے گا۔

رسومات کی نحوست

تو شریعت نے تو نکاح بڑا آسان کر دیا اور آج رسموں کی وجہ سے نکاح انتہائی مشکل ہوگیا۔ بیٹیوں کا غریب باپ پریشان ہے، میں کیسے اپنی بیٹی کو گھر سے رخصت کروں گا اور اس وقت سے پریشان ہو جاتا ہے جب سے بیٹی پیدا ہوتی ہے۔ کیسے رخصت کروں گا۔ جوں جوں جوانی کی طرف بڑھتی ہے پریشانی میں اضافہ ہونے لگتا ہے اور یوں تو بہت ساری رسمیں ہیں، لیکن ان میں بدترین رسم جہیز کی ہے۔ جسے فرض اور واجب کا درجہ دے دیا گیا ہے اور اب تو انتہا یہ ہے کہ لوگوں نے خود جہیز مانگنا شروع کر دیا۔ پہلے تو یہ تھا کہ والدین خود خوشی سے دے دیا کرتے تھے اور اب بھی کوئی خاموشی کے ساتھ اپنی بیٹی کو گھر سے رخصت کرتے وقت کوئی ہدیہ دیتے ہیں تو یہ جائز ہے، حرام نہیں ہے۔ لیکن ہم نے جو طریقہ اختیار کر لیا جہیز کا باقاعدہ دکھاوا ہوتا ہے۔ مطالبے ہوتے ہیں۔ فہرستیں بنتی ہیں، نمائش ہوتی ہے۔ اب اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ارے اللہ کے بندو! نبی اکرم ﷺ نے جو شادیاں کیں تو حضور ﷺ نے کیا جہیز دیا تھا؟ مجھے بتایئے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو کیا جہیز دیا تھا ان کے والدین نے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا جہیز دیا تھا، کیا

غریب تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ مکہ کے مالدار لوگوں میں سے تھے۔ وقت کے مشہور تاجر تھے، کیا جہیز دیا اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کو؟ جو رشتہ مل رہا تھا وہ چھوٹا رشتہ تھا؟ محمد ﷺ ان کے داماد بن رہے تھے، خوش ہونا چاہئے تھا اور زوردار دعوت کرنی چاہئے تھی جس کا پورے عرب میں چرچا ہوتا خوب جہیز دیتے لیکن کیا جہیز دیا؟

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو کیا دیا؟ جب حضور ﷺ سے نکاح میں دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ام المساکین کو کیا جہیز ملا؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کیا جہیز ملا؟ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے والدین نے کیا جہیز دیا تھا؟ کسی چیز کا ذکر نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں اور انتہائی عزیزہ، لخت جگر، آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، کو کیا جہیز دیا؟۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو کیا جہیز دیا؟ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کو، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو کیا جہیز دیا نبی اکرم ﷺ نے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کی کفالت میں تھے۔ آپ کے ساتھ رہتے تھے ان کا الگ درجہ تھا اس لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جب ان کے نکاح میں دیا تو نبی اکرم ﷺ نے ایک چار پائی دی، چمڑے کا ایک گدہ دیا، جس میں روئی کے بجائے کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، ایک جھاجھل دی، مشکیزہ دیا، دو مٹی کے گھڑے دیئے اور ایک مشک اور دو چکیاں دیں۔ اپنی بیٹی کو چکیاں دیں کہ اس میں اپنے ہاتھ سے آٹا پیس لیا کرو چنانچہ بیٹی یہی کرتی تھیں۔

اس سے لوگ استدلال کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بھی تو جہیز دیا تھا اگر نبی اکرم ﷺ چاہتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی شان کے مطابق انتظام فرماتے لیکن کچھ بھی تو نہ ہوا۔

جہیز کی وجہ سے رشتوں میں پریشانی

آج جہیز کی اس رسم نے رشتوں کو معاشرے کے لئے ایک پریشان کن مسئلہ بنا دیا والدین کی نیندیں حرام ہو کر رہ گئیں جو رشتے نہیں ہو رہے ان کی ایک بڑی وجہ یہی ہے۔ یہاں میں ایک بات عرض کروں کہ بسا اوقات جہیز لینے کی لالچ لڑکے سے زیادہ لڑکے کے والدین کے دل میں ہوتی ہے۔

لاہور سے ایک نوجوان کا خط

میں نے ضربِ مومن میں اس حوالے سے کچھ مضامین لکھے اور جہیز کے خلاف بھی لکھا۔ تو لاہور سے مجھے ایک نوجوان نے خط لکھا۔ میں نے گویا نوجوانوں کے اوپر کچھ تنقید کردی ہوگی کہ یہ جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں لالچ کرتے ہیں، تو اس نے مجھے تنقیدی خط لکھا۔ تنقیدی خط کیا یوں سمجھیے کہ گالیاں نہیں دی تھیں باقی سب کچھ لکھا تھا۔

کہا مولوی صاحب! آپ کس دنیا میں رہتے ہیں؟ آپ کو دنیا کی کوئی خبر نہیں، کنویں کے مینڈک بنے ہوئے ہیں۔ ہم کہاں جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں ہمارے لالچی والدین، وہ خود جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ہم وہاں تمہارا

رشتہ کریں گے جہاں سے ہمیں اتنا پیسہ ملے گا، اور ایسی گاڑی ملے گی اور ایسا فرنیچر ملے گا۔ ہم تو اچھی اور نیک بیوی کی تلاش میں ہیں۔ لیکن ہمارے والدین سامان کی تلاش میں ہیں۔ امیر لڑکی ہونی چاہئے، چاہے بعد میں آکر وہی بہوان کے سر پر جوتے مارنے لگے، مارتی رہے۔ لیکن ایک دفعہ تو دنیا کو پتا چل جائے گا ناں کہ کہاں رشتہ کیا ہے، ٹرکوں میں جہیز آیا اور کلو کے اعتبار سے سونا لائی ہے۔ واہ واہ ہو جائے گی بس اس واہ واہ کی خاطر اپنی زندگی کو تباہ کر دیا۔ اس وقت تو واہ واہ تھی اور پھر ساری زندگی آہ آہ کرتے رہے۔ مارے گئے کہاں رشتہ کر دیا۔ فائدہ تو ہے لیکن وہ تو جوتی کی نوک پر رکھتی ہے۔ بعد میں اس نے مطالبہ کر لیا، میں ان بڈھوں کے ساتھ نہیں رہ سکتی یہ بڑھیا جو میری اماں ہے بلغم تھوکتی ہے، میں تو ان کو برداشت نہیں کر سکتی ان کو الگ کرو۔ چنانچہ وہ سامان ان کے کسی کام نہیں آیا جس کی خاطر اس نے اچھے اچھے رشتے، نیک نیک لڑکیاں ٹھکرا دیں اور جہیز والی کو ترجیح دی۔

بعض والدین کا انتہائی غلط طرزِ عمل

بعض والدین ایسے بھی ہیں، بعض اوقات تو ایسا لگتا ہے منڈی میں بکری خرید رہے ہیں۔ سو رشتے دیکھیں گے تب جا کر کوئی پسند آئے گی۔ ہمیں بچیوں کی طرف سے یہ خط بھی آئے کہ انہوں نے کہا کہ بعض لڑکوں کے والدین نے ایک فیشن سا بنا دیا لڑکی دیکھنے جا رہے ہیں آج اس گھر میں گھس گئے، کل اس گھر میں چلے گئے، پرسوں اس گھر میں چلے گئے دعوتیں

اڑا رہے ہیں، کھا رہے ہیں، پی رہے ہیں اور جاتے ہوئے کہہ دیا کہ جی! ہمیں لڑکی پسند نہیں ہے۔ اب اس بیچاری کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ بھئی! اگر آپ کی بیٹی کو کوئی ایسا تماشا بنائے تو سوچیے کہ آپ کے دل پر کیا گزرے گی۔ ایسی بچیاں بھی ہمارے علم میں آئیں کہ جن کے گھر میں دس دس بارہ بارہ خاندان آئے اور دعوتیں کھا کر چلے گئے اور بعد میں کہہ دیا یہ رشتہ پسند نہیں ہے۔ اب وہ بچی نفسیاتی مریضہ بن کر رہ گئی، احساس کمتری کا شکار ہو کر رہ گئی۔ ہر ایک مجھے ٹھکرا جاتا ہے جب واقعی ارادہ ہو جائے تو پھر اس لڑکی کے علم میں آپ لائیں پہلے سے اس کے علم میں لا کر اسے احساس کمتری کا شکار کرنا ہے۔

اسی طرح بچیوں کے والدین بھی بعض اوقات ان کی نظر میں کوئی رشتہ جچتا نہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تین چیزوں میں تاخیر مت کرنا۔ فرمایا کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے پڑھنے میں تاخیر مت کرو اور فرمایا کہ جب جنازہ تیار ہو تو اس کے پڑھنے میں تاخیر مت کرو اور جب بے نکاحی عورت یا مرد کا رشتہ آجائے تو ان کے نکاح کرنے میں دیر نہ کرو۔ مناسب رشتہ آجائے تو دیر نہ کرو جلدی کرو۔

بعض خواتین کا قصور

میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات ہماری بہنوں اور بیٹیوں کی طرف سے بھی قصور ہوتے ہیں۔ اونچی تعلیم حاصل کرتی ہیں، ملازمت کر لیتی ہیں،

برسر روزگار ہوجاتی ہیں۔ جیب میں پیسے آگئے اب خودمختار بن گئیں۔ اب تو کوئی نظر میں جچتا ہی نہیں پچھلے دنوں میں نے اخبار میں ایک سروے پڑھا انہوں نے کہا زیادہ تر رشتوں سے محروم لڑکیاں وہ ہیں جو برسرِ روزگار ہیں یہ حیرت ناک بات نہیں ہے؟ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کا رشتہ جلدی ہوجاتا۔

اعلیٰ تعلیم، ملازمت، ماہانہ تنخواہ، برسرِ روزگار پھر ان کے رشتے نہیں ہورہے، کیوں؟ اسی غرور اور گھمنڈ کی وجہ سے، سب سے اونچا معیار، جب تک ان کی عمر ہوتی ہے ان کی نظر میں کوئی جچتا نہیں، اور پھر جب عمر ڈھل جاتی ہے تو پھر یہ کسی کی نظر میں نہیں جچتیں۔ چنانچہ زندگی بھر ایسی ہی بیٹھی رہتی ہیں۔ جوانی ڈھل گئی اب تو کہیں بھی رشتہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہیں بھی، رنڈوا ہو، کنوارا ہو، بیوی والا ہو، بس اب تو لے جائے، کوئی بھی ہو، بھائی کہتے ہیں کسی طریقے سے اسے لے جاؤ، والدین بھی کہتے ہیں لے جاؤ، سر پر بوجھ بن گئی ہے۔

اللہ کی قسم! ایسے بھائیوں کو جانتا ہوں جو بہنوں کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتے ہیں۔ ان کی بیوی برداشت نہیں کرتی۔ نکالو اپنی بہن کو، جاؤ کہیں بھی بیاہ دو، میں نہیں اس کے ساتھ چل سکتی۔ ہم مجبور ہیں لہٰذا جو بھی جیسا بھی رشتہ مل گیا وہاں کردیا۔

رشتہ نہ ہونے کی آخری وجہ

اور اس کا رشتہ نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کرنا چاہوں گا اور یہ حقیقت بیان

کررہا ہوں جھوٹ نہیں بول رہا۔ بہت سی بہنیں اور بیٹیاں عشق ومحبت کے چکر میں پڑ کر اپنی عفت وعصمت کو داغ دار کرلیتی ہیں۔ اپنے آپ کو بدنام کرلیتی ہیں پھر کوئی بھی ان سے رشتہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ جس کی محبت، جس کے عشق میں گرفتار ہوکر اپنے آپ کو ذلیل کرتی ہیں وہ بھی ٹھکرا دیتے ہیں اور کوئی دوسرا پاک دامن مرد بھی اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

اس لئے کہ اللہ نے تو قرآن میں ہی بیان کردیا کہ:

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳

(سورۃ النور آیت ۳، پ ۱۸)

اللہ اکبر! اللہ تو جانتے ہیں فرمایا کہ زانی مرد سے زانی عورتیں ہی نکاح کرتی ہیں اور زانی عورتوں سے زانی مرد ہی نکاح کرتے ہیں۔ جو بدنام ہوجائیں، بدکاری میں ملوث ہوجائیں۔ عفت وعصمت کا دامن داغ دار ہوجائے۔ پھر ان سے ایسے ہی نکاح کریں گے جو خود بھی ایسے ہی ہوں، تو اپنی عفت وعصمت کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ کچھ والدین کی ذمہ داریاں ہیں، کچھ اولاد کی ذمہ داریاں ہیں، لڑکوں کی بھی اور لڑکیوں کی بھی۔

میرے بزرگو اور دوستو! اس وقت یہ ایسا اجتماعی مسئلہ ہے۔ میں آخر میں پھر کہہ رہا ہوں اور شروع میں کہہ چکا کہ وہ بڑا نیک انسان ہے جو خاص

طور پر نیک لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے رشتہ تلاش کرتے ہیں۔ آپس میں ان کو جوڑتے ہیں بہت بڑا نیک عمل کرتے ہیں۔ اللہ پاک مجھے اور آپ سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

گھر کیوں اجڑتے ہیں؟

از افادات

داعیٔ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......قرآن وحدیث کی روشنی میں رشتہ داری کا مقام۔
- ......صلہ رحمی کی حقیقت اور اہمیت کیا ہے؟
- ......قرآن وحدیث کی روشنی میں باہمی پیار ومحبت کی اہمیت۔
- ......میاں بیوی کے حقوق اور ان کی اہمیت۔
- ......گھر اُجڑنے کے اسباب اور اُن کا سدِ باب۔
- ......حصولِ نجات کے لیے حضور ﷺ کی تین اہم نصیحتیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَحۡدَهٗ والصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَهٗ اَمَّا بَعۡدُ:

فَأَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ①

(سورۃ النساء آیت ۱، پ ۴)

اٰمَنۡتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ

قابلِ احترام ماؤں، بہنو اور بیٹیو!

اللہ تعالیٰ کا خاص انعام یہ ہے کہ اللہ نے ہمارے درمیان مختلف رشتے بنائے ہیں اور ہمیں ان رشتوں کا احترام کرنے کا اور ان کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ سورۃ النساء کی جو پہلی آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اپنے اس

رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے دنیا میں بہت سارے مرد اور بہت ساری عورتیں پھیلا دیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ اور اس اللہ سے ڈرو جس اللہ کے نام پر تم سوال کرتے ہو وَالْاَرْحَامَ اور رشتوں سے ڈرو۔ قرابت داروں کا خیال کرو۔ صلہ رحمی کرو۔

رشتہ داریاں اللہ کی بہت بڑی نعمت

یہ رشتے اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ باپ کا رشتہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ سرور عالم ﷺ نے ایک بیٹے سے فرمایا تھا۔

اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ تم اور تمہارا مال دونوں اپنے باپ کے ہو۔

ماں کا رشتہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ماں کے قدموں کے نیچے جنت بیان فرمائی اور جب آپ سے سوال کیا گیا کہ انسانوں میں سے سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری والدہ، دوبارہ سوال کیا پھر فرمایا تمہاری والدہ، سہ بارہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا تمہاری والدہ، اور چوتھی بار جب سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے والد۔

بیٹی کا رشتہ کتنا عظیم ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس کو اللہ نے بیٹی عطا کی۔ اس نے اس کی تعلیم و تربیت کا حق ادا کیا تو وہ میرے ساتھ جنت

میں ایسے ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں، بیٹے کا رشتہ کتنا عظیم، بھائی کا رشتہ کتنا عظیم، بہن کا رشتہ کتنا عظیم اور تو چھوڑ یئے شوہر اور بیوی کا رشتہ کتنا عظیم ہے۔ اللہ نے قرآن کریم میں خاص طور پر اس رشتہ کو سورۃ الروم میں اس انداز میں ذکر فرمایا:

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (سورۃ الروم آیت ۲۱، پ ۲۱)

اللہ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے درمیان میاں بیوی کا رشتہ قائم کیا اور دونوں کے درمیان محبت اور الفت پیدا فرمادی خود رسول اللہ ﷺ نے ان سارے رشتوں کے حقوق ادا کرنے کا اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا۔

رشتہ داری کی فریاد

بخاری کی روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرلیا تو قرابت کھڑی ہوگئی، رشتہ داری کھڑی ہوگئی، قرابت کیسے کھڑی ہوئی؟ واللہ اعلم بالصواب۔ اس کی حقیقت ہم نہیں جانتے۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ قرابت عرش کا پایہ پکڑ کر کھڑی ہوگئی۔

نہ ہم عرش کی حقیقت جانتے ہیں نہ عرش کے پایہ کی حقیقت جانتے ہیں نہ قرابت کے کھڑا ہونے کی حقیقت کو جانتے ہیں نہ اس کے بولنے کی حقیقت کو جانتے ہیں۔

لیکن مانتے ہیں کہ ہوا ہوگا۔ کیسے ہوا ہوگا؟ یہ حقیقت آج دنیا میں رہتے ہوئے ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی۔قرابت نے عرش کا پایہ پکڑ کر عرض کیا۔

اے اللہ! میں اپنے حقوق کی پامالی سے پناہ مانگتی ہوں یعنی لوگ دنیا میں میرے حقوق پامال کریں گے۔اے اللہ! میں اس سے پناہ مانگتی ہوں۔ اللہ نے فرمایا: مختلف روایات میں ہے، ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

کہ اے قرابت! کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ جو ملائے گا، میں تجھے اس سے ملاؤں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اس سے اپنا تعلق توڑوں گا۔ اللہ اکبر! اس سے زیادہ مؤثر پیارا بیان رشتوں اور صلہ رحمی کے سلسلے میں کیا ہوسکتا ہے۔ کہ اللہ فرمارہے ہیں کہ اے انسانی رشتو! انسانی قرابتو! جو لوگ تمہارا خیال کریں گے اور رشتوں کو جوڑیں گے میں ان سے تعلق کو جوڑوں گا اور جو تمہیں توڑیں گے میں ان سے تعلق توڑوں گا۔

صلہ رحمی کی اہمیت

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو صلہ رحمی نہیں کرے گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا یعنی جب تک رشتہ داروں پر اپنا ظلم اور زیادتی کا بدلہ اور سزا بھگت نہیں لے گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا۔

اور صحیح بخاری ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ؛ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں وسعت ہو

اور زندگی میں برکت ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

صلہ رحمی کرنے والا کون؟

اور صلہ رحمی کرنے والا کون ہے؟ یہ بھی سن لیجئے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ مَنْ إِذَا قُطِعَ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا

صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو بدلہ لیتا ہے۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا گیا تو بدلے میں اس نے بھی اچھا سلوک کر دیا اور اگر اسے ہدیہ دیا گیا اس نے بھی ہدیہ دے دیا، کسی رشتہ دار نے اسے کھانا کھلایا اس نے بھی کھلا دیا، کوئی عزیز قریب اس کے کام آیا تھا وہ بھی اس کے کام آ گیا فرمایا کہ صلہ رحمی یہ نہیں ہے۔ صلہ رحمی تو یہ ہے کہ جس سے رشتہ کو توڑا جائے وہ اس رشتہ کو جوڑے اس کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے مگر وہ عدل و انصاف کرتا ہے، احسان و ایثار کرتا ہے۔

یہ ہے صلہ رحمی، جب تک رشتوں کی اہمیت اور ان کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے تو گھروں میں سکون ہوتا ہے، محبت اور پیار کی فضاء ہوتی ہے، جب رشتوں کے حقوق کا خیال نہیں رکھا جاتا تو لڑائیاں ہوتی ہیں، جھگڑے ہوتے ہیں، طلاقوں تک نوبت پہنچتی ہے، خاندانوں میں لڑائیاں ہوتی ہیں، قتل و قتال کا مرحلہ بھی بعض اوقات آ جاتا ہے اور طلاق و جدائی واقع ہو جاتی

ہے۔ اس لئے سرور عالم ﷺ نے گھروں میں صلح اور گھروں میں محبت کا ماحول قائم رکھنے کی بڑی فضیلت بیان فرمائی۔ اللہ اکبر!

نماز، روزہ اور صدقات سے بھی افضل عمل

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جو نماز روزے اور صدقے سے افضل ہے؟ یہاں ایک بات تو یہ جان لیں کہ آپ کا یہ سوال نفلی نمازوں، نفلی روزوں اور نفلی صدقات کے بارے میں تھا۔

اور دوسری بات یہ جان لیں کہ حضور اکرم ﷺ بعض اوقات سوال کرتے تھے متوجہ کرنے کے لئے۔ دلوں میں طلب پیدا کرنے کے لئے تاکہ میرے سوال کا جب یہ جواب سنیں تو ان کے دلوں کے اندر اتر جائے۔

کیا پیارا انداز تھا ہمارے حبیب ﷺ کا اور دلوں میں بات اتارنے کا، اب صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں اشتیاق پیدا ہوا، طلب پیدا ہوئی اور متوجہ ہو گئے۔

کون سا عمل ہے جو نماز، روزے اور صدقے سے افضل ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ:

صَلَاحُ ذَاتِ بَيْنٍ وَفَسَادُ ذَاتِ بَيْنٍ يَحْلِقُهُ

''آپس کے رشتوں کو جوڑے رکھنا'' یاد رکھو آپس کے تعلقات کو اور رشتوں کو خراب کرنا، توڑنا اور جھگڑے کھڑے کرنا اور فتنہ فساد پیدا

کرنا یہ مونڈنے والی چیز ہے، حالقہ مونڈنے والی چیز، فرمایا کہ مونڈنے والی سر کے بالوں کو نہیں بلکہ یہ مونڈنے والی ہے دینداری کو، یہ فتنہ اور فساد، یہ رشتوں کا خیال نہ رکھنا یہ انسان کی دینداری کو ختم کر دیتا ہے۔ بہت سے لوگ شراب نوشی کو، زنا بدکاری کو، چوری چکاری کو، اور قمار اور جوے کو برائی سمجھتے ہیں اور سمجھنا بھی چاہئے لیکن رشتوں کی پامالی کو اور برادری اور خاندان میں فتنہ وفساد پیدا کرنے کو کوئی برائی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اگر وہ دین کی حقیقت سے آگاہ ہوتے تو جان لیتے کہ برادری، خاندان اور گھروں میں یہ لڑائی جھگڑے کھڑے کرنا یہ بعض اوقات زنا بدکاری، چوری چکاری سے بڑا جرم ہو جاتا ہے۔

شیطان کی نظر میں اصل کارنامہ

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مثال کے طور پر سمجھانے کے لیے فرمایا کہ ابلیس نے اپنی فوج اور کارندوں کو بھیجا خود تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ جاؤ انسانوں کو گناہوں میں مبتلا کرو، اللہ کے دین سے ان کو دور کرو، شریعت سے ہٹاؤ۔ شام کو واپس آئے ہر ایک نے رپورٹ دی کہ آج کیا کارنامہ سر انجام دیا۔ ایک نے کہا میں ایک شخص کے پیچھے لگا رہا کہ میں اس سے نماز قضاء کروا دوں، دوسرے نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو روزے سے محروم کیا، تیسرے نے کہا میں نے ایک شخص کو زکوٰۃ اور صدقہ سے محروم کر دیا۔

شیطان ہر ایک سے کہتا رہا بہت خوب بہت خوب، بڑا زبردست کام کیا

تم نے ، پھر آخر میں ایک آیا اس نے کہا کہ میں دو میاں بیوی کے درمیان وسوسہ پیدا کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے ان کو آپس میں لڑا دیا اور طلاق تک نوبت پہنچادی تو ابلیس نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا کہ اصل کارنامہ تم نے سرانجام دیا۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ رشتوں کو جوڑنے سے اور گھروں میں پیار ومحبت کی فضاء قائم کرنے سے خوش ہوتے ہیں اور شیطان گھروں کے اجڑنے سے، تعلقات خراب ہونے سے، رشتہ داروں کو ناراض کرنے سے، اور قطع رحمی کرنے سے اور لڑائی کی آگ بھڑکانے سے خوش ہوتا ہے۔

باہمی پیار ومحبت کی اہمیت

آپ اندازہ کیجئے! کہ گھروں میں صلح اور محبت کی فضاء پیدا کرنے کی اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ کے نزدیک کتنی اہمیت ہے۔ ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: اگر کوئی دلوں میں پیار ومحبت پیدا کرنے لئے بظاہر جھوٹ بھی بولتا ہے تو اللہ کے ہاں وہ جھوٹا شمار نہیں ہوگا۔

بظاہر جھوٹ بولتا ہے، لیکن حقیقت میں جھوٹ نہیں بولتا، بظاہر بات ایسی کرتا ہے جو جھوٹ لگتی ہے لیکن اپنے خیال میں سچا ہے۔ مثلاً دو میاں بیوی میں ناچاقی ہے روٹھے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ آپس میں جدا جدا رہتے ہیں اب ایک شخص شوہر کے پاس جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تم اس سے ناراض ہو حالانکہ وہ تو تمہارے لئے دن رات دعائیں کرتی ہے۔ اور ادھر بیوی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ شوہر تو تمہارے لئے دعائیں کرتا ہے۔

اب ہوسکتا ہے کہ وہ یہ دعا کرتے ہوں:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

اے ہمارے رب! دنیا میں بھی ہمیں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آخرت کے عذاب سے بچا۔

اب دعا تو یوں ہے، رَبَّنَا اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما۔ جب بیوی نے کہا ہمیں عطا فرما اس میں شوہر بھی آ گیا، بچے بھی آ گئے، خاندان بھی آ گیا اور دوسرے مسلمان بھی آ گئے اور جب شوہر نے یہ دعا کی تو اس میں بیوی بھی آ گئی اور دوسرے رشتہ دار بھی آ گئے تو گویا کہ یہ جو اس نے بات کہی یہ حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے۔ یا دو رشتہ دار آپس میں ناراض ہیں اور وہ ایک کو جا کر کہتا ہے ارے وہ دوسرا تو تمہیں یاد کرتا ہے، دن رات یاد کرتا ہے تم اس سے روٹھے ہوئے ہو اب ہوسکتا ہے کہ وہ یاد کرتا ہو گالیاں دے کر۔ ان کی برائیاں کر کے لیکن یاد تو کرتا ہے۔ بہرحال اس کی یہ بات تو سچی ہے کہ وہ یاد کرتا ہے تو بظاہر جھوٹ ہے۔ لیکن حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس انداز کی بات کرتا ہے دو دلوں کو جوڑنے کے لئے اور رشتوں کو قائم رکھنے کے لئے اور میاں بیوی میں صلح کرنے کے لئے تو اللہ کے ہاں وہ جھوٹ شمار نہیں ہوگا۔

صلح کرانے کی اہمیت

بعض روایات میں آتا ہے بعض حضرات نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ

نے صحت کے ہوتے ہوئے ایک دفعہ جماعت چھوڑی ہے، آپ موجود نہیں تھے جماعت نہیں کروائی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کی عدم موجودگی میں نماز پڑھائی اور جب آپ واپس تشریف لائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ آج جماعت میں نہیں پہنچ سکے ہم آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے محروم ہو گئے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں قبیلے میں خاندان میں جھگڑا تھا میں صلح کرانے چلا گیا تھا۔

صلح کرانے کی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کتنی اہمیت تھی بعض اوقات یہ چھوٹے چھوٹے اعمال اللہ کے قریب کرنے کے اعتبار سے بڑے بڑے اعمال سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں، اللہ کا قرب ان سے حاصل ہو جاتا ہے۔

تو میری ماؤں، بہنو، بیٹیو! گھروں میں صلح کے قائم رکھنے کی اہمیت آپ جان لیجئے! صلح کی اہمیت نفلی نماز سے بھی زیادہ، نفلی روزوں سے بھی زیادہ، نفلی صدقے سے بھی زیادہ، نفلی حج سے بھی زیادہ، نفلی عمرہ سے بھی زیادہ، مسلمان کا دل یہی چاہ رہا ہوگا کہ اللہ ہمیں دے ہم خوب اللہ کی راہ میں خرچ کریں، مسجدیں بنائیں، مدارس بنائیں، قرآن کریم کی اشاعت کریں، غریبوں مسکینوں پر دولت کو لٹائیں۔

اللہ توفیق دے ہر سال نفلی حج کریں اور نفلی عمرے کریں اور اللہ صحت دے تو نفلی نمازیں پڑھیں اور نفلی روزے رکھیں لیکن آپ کو تھوڑی سی ہمت سے نفلی صدقوں، نفلی روزوں، نفلی نمازوں، نفلی حجوں سے بھی زیادہ ثواب مل سکتا ہے اور وہ کون سا عمل ہے؟ گھر میں محبت اور پیار کی فضاء قائم رکھنا۔

گھر اجڑنے کا پہلا سبب

جب فتنہ فساد ہوگا، لڑائی جھگڑے ہوں گے، بدگمانیاں ہوں گی تو گھر اجڑ جائیں گے اور گھر تباہ ہو جائیں گے اور یہاں میں آج بتانا چاہتا ہوں کہ گھر کیوں اجڑ رہے ہیں، تباہ ہو رہے ہیں کیوں گھر گھر میں لڑائیاں ہیں، فتنہ فساد ہے اور طلاقوں تک نوبت پہنچتی ہے اس کا پہلا سبب یہ ہے کہ ہر شخص اپنے حقوق تو مانگتا ہے لیکن دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے یہ ہماری عجیب سی سوچ ہے۔ ہم اپنے حقوق تو لینا چاہتے ہیں لیکن دوسرے کے حقوق ادا کرنا نہیں چاہتے مالک کو دیکھیں وہ ملازم سے پورا کام لینا چاہتا ہے لیکن اسے پوری اجرت نہیں دینا چاہتا۔

ملازم کو دیکھیں وہ کہتا ہے کہ کام تھوڑا کروں حق زیادہ ملے۔ میاں بیوی کو دیکھیں، شوہر چاہتا ہے میرے حقوق ادا ہوں، بیوی چاہتی ہے میرے حقوق ادا ہوں، ساس چاہتی ہے میرے حقوق ادا ہوں، بہو چاہتی ہے میرے حقوق ادا ہوں۔ جب اپنے حقوق کی فکر تو کی جاتی ہے مگر دوسرے کے حقوق ادا نہیں کئے جاتے تو پھر فتنہ و فساد کی آگ بھڑکتی ہے حالانکہ اسلام نے بیوی کے حقوق بھی بیان کئے اور شوہر کے حقوق بھی بیان کئے۔

بیوی کے حقوق کی اہمیت

اللہ کے نبی ﷺ نے بیوی کے حقوق کے بارے میں فرمایا:

خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَاءِكُمْ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِنِسَائِيْ

اے لوگو! تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لئے بہتر ہے اور فرمایا کہ میں تم سے زیادہ اپنی بیویوں کے لئے بہتر ہوں۔ میں اپنی بیویوں کے حقوق کا خیال رکھتا ہوں۔

کتنے مصروف تھے ہمارے آقا ﷺ، ایک طرف کافروں کو اسلام کی دعوت، مشرکوں کو اسلام کی تعلیم، پھر آنے والوں کو اسلام کی تعلیم دینا اور مسائل پوچھنے والوں کو جواب دینا، اور یتیموں کو سہارا دینا، بیواؤں کے لئے روزگار اور معاش فراہم کرنا اور اسلامی فوجیں جہاد کے لئے روانہ کرنا اور جھگڑے ہوتے وقت مقدمات کا فیصلہ کرنا، اور پریشان حال لوگوں کی پریشانی کو دور کرنا اور ہجرت کر کے آنے والوں کو ٹھکانہ دینا۔ اس کے ساتھ تلاوت، عبادت کے لئے راتوں کو جاگنا۔ لیکن اتنی مصروفیت کے باوجود آپ ﷺ بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں پیچھے نہیں رہتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا لحاظ، یہاں تک کہ بعض اوقات نبی اکرم ﷺ ازواج مطہرات کے ساتھ بیٹھتے اور قصے کہانیاں سنتے اور سناتے تھے۔ نبوت کی وہ زبان، جس پر وحی نازل ہوتی تھی، جو وحی پڑھ کر سناتی تھی، جو دن رات ہدایت کے موتی لٹاتی تھی، قرآن کی آیات سناتی تھی، نبوت کی وہ زبان جب ازواج مطہرات کے ساتھ بیٹھتی تو قصے کہانیاں آپ سناتے اور سنتے کہ بیویوں کا یہ بھی حق ہے۔ ہنسی مذاق بھی ہوتا، دل لگی بھی ہوتی۔ تو آپ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ حقوق بیان کئے بلکہ ان پر عمل کر کے دکھایا۔

کتنی بڑی قربانی دیتی ہے عورت کہ وہ شوہر کی خاطر اپنے خاندان کو

چھوڑ دیتی ہے، قبیلے کو چھوڑ دیتی ہے، بعض اوقات اپنے شہر اور ملک کو بھی چھوڑ دیتی ہے۔ رشتہ ہوا اجنبی کے ساتھ، جس کے ساتھ پہلے کوئی خاندانی تعلق نہیں ہے۔ اور رشتہ ہو جانے کے بعد وہ اپنی بیوی کو ملک سے باہر لے گیا اس نے اپنے آپ کو مکمل طور پر اس کے حوالے کر دیا۔ نہ ماں باپ کو دیکھا، نہ ماؤں بہنوں کو دیکھا، نہ خاندان کو دیکھا، نہ قبیلے کو دیکھا۔ دو بول پڑھنے کے بعد اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا، تو بیوی کی قربانی اور اس کا ایثار واقعی قابلِ رشک ہے۔

شوہر کے حقوق کی اہمیت

اور نبی اکرم ﷺ نے شوہر کے حقوق بھی بیان کئے۔ سب پہلے تو اللہ نے فرمایا کہ؛

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (سورۃ النساء آیت ۳۴، پ ۵)

گھر کا جو نظام ہے اور گھر کی جو چھوٹی سی سلطنت ہے اللہ نے فرمایا کہ اس کا حکمران مرد ہے۔

مرد اس کا حکمران ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

ترمذی میں حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت کا اس حال میں انتقال ہوا کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ عورت جنت میں داخل ہوگی۔

تو دونوں کے حقوق بیان فرمائے۔ جب دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں گے۔ شوہر بیوی کے حقوق اور بیوی شوہر کے حقوق تو گھر تباہ نہیں ہوگا۔ گھر میں لڑائیاں جھگڑے نہیں ہوں گے، بے سکونی نہیں ہوگی۔ لڑائی کا آغاز اسی وقت ہوتا ہے جب ایک فریق اپنے حقوق مانگتا ہے لیکن دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

گھر اجڑنے کا دوسرا سبب

گھر اجڑنے اور تباہ ہونے کا اور لڑائیوں اور جھگڑوں کا دوسرا سبب یہ ہے کہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ گھر کا پورا انظام میرے مزاج کے مطابق ہو۔ کوئی چیز میرے مزاج کے خلاف نہ ہو۔ جب کہ صورت یہ ہے کہ اللہ نے انسانوں کو مختلف بنایا، شکلیں مختلف، عقلیں مختلف، مزاج مختلف، یہ آواز جو ہم نکالتے ہیں یہ آواز مختلف، پسند اور چاہت مختلف، ایک کو میٹھا پسند ہے دوسرے کو کڑوا پسند ہے۔ ایک کو گرمی پسند ہے، دوسرے کو سردی پسند ہے ایک کو ایک سبزی پسند ہے دوسرے کو دوسری سبزی پسند ہے۔ اللہ نے مزاجوں میں اختلاف رکھا ہے۔ سگے بھائی ہیں لیکن ان کے مزاج مختلف ہیں۔ ایک بھائی کے مزاج میں بڑی سختی ہے دوسرے کے مزاج میں بڑی نرمی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہو وہ ہمارے مزاج کے مطابق ہو۔ مزاج کے خلاف دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ حالانکہ ایسا ہو نہیں سکتا کسی انسان کے لئے کہ دنیا میں جو کچھ ہو وہ اس کے مزاج اور مرضی کے مطابق ہو۔

رضا بالقضاء اور اس کی برکت

ہاں ایک شخص ہے کہ اس کے مزاج اور مرضی کے مطابق سارا نظام چل سکتا ہے، وہ کون ہے؟ صبر کرنے والا، وہ کون ہے؟ اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی پر قربان کر دینے والا۔

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا تھا سنایئے کیسی گزر رہی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو کہ دنیا کا سارا نظام اس کی مرضی کے مطابق چلتا ہے۔ پوچھنے والے نے کہا کیسے؟ یہ مقام تو کسی کو حاصل نہیں ہوتا، ایسا کون ہے؟ کہ دنیا کا نظام اس کی مرضی کے مطابق چلے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی مرضی اللہ کی مرضی میں فنا کر دی ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے میں کہتا ہوں اللہ! میں تیری اس مرضی پر راضی ہوں پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کا سارا نظام میری مرضی کے مطابق چلتا ہے۔ صبر کرنے والا اور اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں فنا کر دینے والا ہر حال میں مطمئن رہتا ہے۔ اور اسے بے پناہ اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾

(سورۃالزمر آیت ۱۰، پ ۲۳)

صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے اجر دیا جاتا ہے اتنا اجر دیا جاتا ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں جو حساب میں نہیں آ سکتا اور اللہ کے نبی نے فرمایا کہ سب سے زیادہ صبر کرنے والا تو اللہ ہے۔ سب سے زیادہ صبر کرنے والا اللہ۔ فرمایا کہ اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ وہ کتنا

صبر کرنے والا ہے کہ لوگ اس کے لئے اولاد اور بیوی بچے تک ثابت کرتے ہیں لیکن وہ انتقام نہیں لیتا۔ ہمیں کوئی گالی دے کر دیکھے، ہماری کوئی عزت سے کھیلے، ہمارے منصب سے کھیلے اگر ہمارے بس میں ہو تو ہم اس کی زبان گدی سے کھینچ لیں، اس کی ہڈیاں توڑ دیں اور اللہ کہتا ہے میرے لئے اولاد کو ثابت کرنا اتنا بڑا جرم ہے:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾

(سورۃ مریم آیت ۹۰، ۹۱ پ ۱۶)

اللہ اکبر! اللہ کہتا ہے آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں کہ یہ اولاد رحمٰن کے لئے ثابت کرتے ہیں۔

اتنا بڑا یہ جرم کرتے ہیں اور اللہ کے پاس خوب طاقت بھی ہے۔ وہ چاہے تو چلنے کی طاقت ختم کر دے، صلاحیت ختم کر دے، وہ چاہے تو بولنے کی صلاحیت ختم کر دے، اللہ گونگا کر دے، اللہ اندھا کر دے، اللہ بہرا کر دے، اللہ لنگڑا کر دے، اللہ کی طاقت میں ہے وہ صبر کر رہا ہے انتقام نہیں لیتا۔ سب سے زیادہ صبر کرنے والا اللہ ہے۔ فرمایا کہ تم بھی صبر کرنے والے بنو۔ یہ مت سوچو کہ سب کچھ میرے مزاج کے مطابق ہو میری مرضی کے مطابق ہو۔ اگر بیوی یہ چاہے گی کہ سب کچھ میرے مزاج کے مطابق ہو ذرا سی بات میرے مزاج کے خلاف ہوئی تو میں آپے سے باہر ہو جاؤں گی تو گھر کا نظام نہیں چل سکے گا، گھر اجڑ جائے گا اگر شوہر یہ چاہے گا تو بھی گھر کا

نظام نہ چل سکے گا۔

شوہروں کے لیے نصیحت

نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں شوہروں کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو؛ کوئی مومن شوہر اپنی ایمان والی بیوی سے نفرت نہ کرے اس سے جدائی اختیار نہ کرے اس کی کوئی برائی دیکھتے ہوئے بھی، کیوں؟ فرمایا کہ ہوسکتا ہے اس کی ایک عادت اس کو بری لگے تو دوسری عادت اچھی لگے۔ ایسا تو نہیں ہے کہ وہ بیوی برائیوں کا مجسمہ ہے اس کے اندر برائیاں ہی برائیاں ہیں اور اچھائی کوئی نہیں اور ایسا بھی نہیں کہ شوہر کے اندر کمزوریاں ہی کمزوریاں ہیں اور خوبی اور کمال کوئی بھی نہیں۔ فرمایا کہ تم صرف ان کمزوریوں پر اور برائیوں پر نظر نہ رکھو بلکہ خوبیوں پر نظر رکھو۔

گھر اُجڑنے کا تیسرا سبب

گھروں میں فساد اور گھر اجڑنے کا ایک تیسرا سبب یہ ہے کہ برداشت کا مادہ ختم ہوگیا طبیعتوں اور مزاجوں پر غصہ غالب جسے دیکھیں وہ چھوٹی چھوٹی بات پر شعلہ بن جاتا ہے۔ بھڑکنے کے لئے تیار ہے، آپے سے باہر ہوجاتا ہے، غصہ ہی غصہ، اللہ کے نبی نے فرمایا کہ یہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے۔

اور اللہ کے نبی ﷺ نے یہ فرمایا کہ پہلوان وہ شخص نہیں جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ زبان اور غصے پر کنٹرول رکھنا بہت ضروری ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے نفس اور جذبات پر کنٹرول

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ سنا ہوگا کہ ایک کافر کو لڑتے ہوئے زمین پر پچھاڑ دیا، تلوار نکالی اس کی گردن اڑانے والے تھے اس نے نیچے لیٹے لیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تھوک دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور تلوار کو نیام میں ڈال دیا کسی نے پوچھا کہ حضرت! اب تو موقع تھا اسے قتل کرنے کا اور اس پر پوری قدرت بھی حاصل تھی۔ فرمایا کہ میں اسے جو قتل کرنا چاہتا تھا تو اپنی ذات کے لئے تو نہیں بلکہ اللہ کے لئے، اس لئے کہ میں جہاد میں تھا اور یہ کافر اور مومن، ایمان اور کفر کی جنگ تھی میری ذات کی جنگ نہیں تھی لیکن جب وہ نیچے لیٹا اس نے میرے چہرے پر تھوکا تو مجھے غصہ آ گیا۔ اور غصہ آنے کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی خیال آیا کہ اب اگر میں اسے قتل کروں گا تو اپنی ذات کے انتقام کے لئے کہ اس نے میری بے عزتی کی ہے میرے چہرے پر تھوکا ہے تو وہ جو اخلاص تھا اس میں ملاوٹ ہو جاتی یہ جہاد اللہ کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اپنی ذات کے لئے ہوتا تو میں نے اپنے اوپر قابو پا لیا۔

غصہ کی وجوہات

لیکن آج غصہ غالب، جدھر دیکھیں غصہ ہی غصہ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ تو شاید یہ ہماری گاڑیاں جو دھواں چھوڑتی ہیں اس کا اثر ہے۔ شہروں میں جو شور شرابا ہوتا ہے اس کا اثر ہے، مہنگائی ہے اس کا اثر ہے۔ بے روزگاری ہے اس کا اثر ہے، شریعت سے دوری ہے اس کا اثر ہے اور اللہ کا خوف

دلوں سے نکل گیا اس کا اثر ہے کہ ہر ایک خدا بنا بیٹھا ہے۔

ایک جملے نے غصہ ٹھنڈا کر دیا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنے غلام کی پٹائی کر رہے ہیں۔ غالباً حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے غلام کی پٹائی کر رہے ہیں کسی بات پر پٹائی کر رہے ہوں گے یہ تو یقین ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی رضی اللہ عنہ ناجائز کسی غلام پر زیادتی نہیں کر سکتا، پیچھے سے سنا کہ ارے! جتنا تمہیں اس غلام پر قدرت حاصل ہے اس سے زیادہ اللہ کو تم پر قدرت حاصل ہے۔ بس ایک دم ہاتھ رک گیا، مڑ کر دیکھا تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کو آزاد کرتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس کو آزاد نہ کرتے تو تمہیں جہنم کی آگ جلاتی۔ اب دل میں اللہ کا خوف تھا ایک جملہ کہا ارے! جتنی تمہیں اس پر قدرت حاصل ہے اس سے زیادہ قدرت تو تمہارے اوپر اللہ کو حاصل ہے۔ اللہ کی طاقت کا جو تصور کیا اور اللہ کی قدرت کا جو یقین تھا اس نے غصے کی آگ پر پانی چھڑک دیا اور غصے کو ٹھنڈا کر دیا۔

خوفِ خدا نہ رہا

تو طبیعتوں میں جو غصہ ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ دلوں میں خوف خدا نہ رہا۔ جب اللہ کا ڈر نہ رہا ہو تو انسان کے دل میں سختی آجاتی ہے یاد رکھیں! کہ یہ انسان کتے سے بھی زیادہ خوفناک ہوتا ہے۔ چیتے سے بھی زیادہ خوفناک، شیر سے بھی زیادہ خوفناک، سانپ سے بھی زیادہ خوفناک،

جنگل کے درندوں سے بھی زیادہ خوفناک، زہریلا، مہلک اور خطرناک ہوتا ہے جس دل میں اللہ کا خوف نہ ہو، اللہ کی طاقت اور قدرت کا احساس اور یقین نہ ہوتو پھر یہ درندہ بن جاتا ہے۔

غالباً مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے کہ:

نفس ما ہم کم تر از فرعون نیست
لیک اورا عون ایں را عون نیست

یہ جو ہمارا نفس ہے یہ بھی فرعون سے کم تر نہیں ہے، لیکن بات یہ ہے کہ فرعون کے پاس اقتدار تھا، فوج تھی، دولت تھی اور ہمارے پاس یہ چیزیں نہیں ہیں۔

جو اسباب و وسائل فرعون کو مہیا تھے اگر وہ ہمیں بھی مہیا ہو جائیں تو ہم بھی فرعون سے کم تر ثابت نہ ہوں، تو غصہ غالب آتا ہے عام طور پر اس وقت جب طاقت ہو لیکن دل میں خدا کا خوف نہ ہو۔

تو یہ غصہ بھی گھروں کے اجڑنے کا بہت بڑا سبب ہے۔ غصہ میں بعض اوقات اول فول بک دیتے ہیں، طلاق تک دے دیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں، طبیعت نارمل ہوتی ہے، غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے، پریشان ہوتے ہیں تو بہت سے لوگ کہتے ہیں، مفتی صاحب! غصے میں یہ الفاظ کہے تھے، ارے اللہ کے بندے! طلاق کے الفاظ غصے ہی میں تو ادا کئے جاتے ہیں۔ کون ہے جو محبت کی وجہ سے طلاق دیتا ہو۔ تو غصہ کی بہتات اور غصہ کا غلبہ انسان پر اور دلوں سے خوف خدا کا رخصت ہو جانا یہ بھی گھروں کے اجڑنے کا سبب ہے۔

گھر اجڑنے کا چوتھا سبب

چوتھا سبب گھروں کے اجڑنے کا یہ زبان کا غلط استعمال بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تعلیم یہ دی تھی کہ زبان کو سوچ سمجھ کر استعمال کرو۔ فرمایا کہ تمہاری زبان سے کوئی ایک کلمہ ایسا نکل جاتا ہے جس کی خطرناکی اور ہولناکی کا تمہیں احساس ہی نہیں ہوتا لیکن وہ کلمہ تمہیں جہنم میں لے جانے کا سبب بن جاتا ہے اور بعض اوقات تمہاری زبان سے ایک کلمہ نکل جاتا ہے اور تمہیں اس کی عظمت کا پتہ نہیں ہوتا لیکن وہ ایک کلمہ تمہیں جنت میں لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

یہ زبان یہ جنت بھی ہے، یہ جہنم بھی ہے، یہ اللہ کے غضب کا بھی ذریعہ ہے اور اللہ کی رضا کا بھی ذریعہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ لوگ جو جہنم میں جائیں گے تو زیادہ تر اپنی زبان کی وجہ سے جائیں گے، زیادہ تر لوگ جہنم میں اپنی زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے جائیں گے۔ کلمۂ کفر کہاں سے ادا کیا جاتا ہے زبان سے۔ کلمۂ شرک کہاں سے ادا کیا جاتا ہے زبان سے، گالی کہاں سے دی جاتی ہے زبان سے، جھوٹ کہاں سے بولا جاتا ہے زبان سے، بہتان کہاں سے لگایا جاتا ہے زبان سے، کسی کی عزت کیسے خراب کی جاتی ہے زبان سے اور گھروں میں آگ کیسے لگائی جاتی ہے اور لڑائی جھگڑے کیسے پیدا کئے جاتے ہیں زبان سے، تعلقات کو کیسے خراب کیا جاتا ہے زبان سے، دوسروں کے دلوں کو کیسے توڑا جاتا ہے

زبان سے۔

جنت کی ضمانت

اس لئے اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ زیادہ تر لوگ زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے اور وہ حدیث جو آپ کو پہلے بھی سنائی جا چکی ہے کہ تم مجھے دو چیزوں کی حفاظت کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، پہلی چیز شرمگاہ کی حفاظت اور دوسری چیز زبان کی حفاظت فرمایا کہ تم مجھے ان دو چیزوں کی حفاظت کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

حصولِ نجات کے لیے حضور ﷺ کی تین اہم نصیحتیں

ترمذی میں ایک روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نجات کیسے ملے گی؟

اللہ اکبر! توجہ سے سنئے گا وہ سب مائیں بہنیں جو نجات کی طلبگار ہیں، جو اللہ کی رضا کی طلبگار ہیں، جو جہنم سے بچنا چاہتی ہیں اور جنت کے کسی گوشے میں جگہ چاہتی ہیں۔

چاہتی ہیں کہ قیامت کے دن اٹھیں تو اللہ ان سے راضی ہو وہ سنیں، حضور اکرم ﷺ کے صحابی حضور اکرم ﷺ سے سوال کر رہے ہیں، اے اللہ کے نبی! نجات کیسے ملے گی؟ حضور اکرم ﷺ نے جواب میں تین نصیحتیں فرمائیں۔

پہلی نصیحت

فرمایا کہ "أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ" اپنی زبان کو روک کر رکھو، اپنی زبان پر تالا ڈال دو۔ سوچ سمجھ کر بولا کرو ایسا نہیں کہ جو دل میں آیا بول دیا۔

دوسری نصیحت

دوسری بات "وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ" دیکھو زیادہ تر اپنے گھر میں رہا کرو، بلا ضرورت بازار میں نہ پھرا کرو۔ یوں تو اللہ کے نبی ﷺ ایک مرد کو یہ سمجھا رہے ہیں لیکن عورت کے لئے یہ چیز زیادہ ضروری ہے۔ زیادہ تر وہ گھروں میں رہیں بلا سخت مجبوری کے گھر سے باہر نہ نکلیں، وہ خواتین جو بلا ضرورت بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں۔ جنہیں شاپنگ کا شوق، ہوٹلوں میں کھانے کا شوق اور سیر سپاٹے کا شوق اور وہ بھی بے پردگی کے ساتھ۔ یاد رکھیئے کہ ان پر اللہ کی لعنت ہے۔

فرمایا کہ گھروں میں رہو۔ اللہ نے حضور اکرم ﷺ کی ازواج کو حکم دیا "وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ" اپنے گھروں میں رہو "وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ" زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنے گھروں سے باہر نہ نکلا کرو۔ بے پردگی اور بے حجابی کے ساتھ بلا ضرورت گھروں سے باہر مت نکلو۔ دوسری نصیحت یہ فرمائی حضور اکرم ﷺ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو دیکھو! زیادہ تر گھر میں وقت گزارا کرو

تیسری نصیحت

اور تیسری کیا نصیحت فرمائی۔ وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَتِكَ اپنے گناہوں پر رویا

کرو، فرمایا کہ ان تین باتوں پر عمل کرلو تمہیں نجات مل جائے گی۔

زبان کو قابو میں رکھو۔ بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلو اور گناہوں پر اللہ کے سامنے رویا کرو۔ اللہ قیامت کے دن تمہیں نجات عطا فرمائیں گے۔

قابل احترام خواتین! میں نے اس مختصر وقت میں گھروں کے اجڑنے کے یہ چند اسباب بیان کئے ہیں، ان کو پلے باندھ لیجئے یہ قرآن وسنت سے ماخوذ اسباب ہیں، حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں بلکہ آپ کے ساتھ زیادتی بھی ہو رہی ہو تو آپ اچھائی کریں، آپ بھلائی کریں تاکہ اللہ کی نظر میں اچھی ہو جائیں اور یہ مت سوچیں کہ سارے گھر کا نظام میری مرضی کے مطابق چلنا چاہئے اور مکمل کوشش کریں غصے کو کنٹرول کریں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ زبان کو سوچ سمجھ کر استعمال کریں۔ زیادہ تر گھروں میں جھگڑے، فتنے اور لڑائیاں زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ آپ جہاں دیکھیں اکثر و بیشتر فتنے وفسادات، لڑائیوں اور جھگڑوں کا بڑا سبب زبان کا غلط استعمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہ پاک ہمیں اپنی زبانوں پر کنٹرول رکھتے ہوئے صبر وتحمل سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

طلاق اور خلع
کی شرعی حیثیت

از افادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق

- ......طلاق کا معنیٰ اور دیگر مذاہب میں اس کا تصور۔
- ......دینِ اسلام کا اعتدال پسندانہ نظریہ۔
- ......کثرتِ طلاق سے بچنے کے لیے دس اہم ہدایات۔
- ......تین طلاق کا حکم اور ائمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کا اتفاق۔
- ......خلع کی حقیقت کیا ہے؟
- ......عدالتی خلع اور عدالتی فسخِ نکاح کا شرعی حکم کیا ہے؟
- ......حلالہ کی شرعی حیثیت اور موجودہ زمانے میں اس کا غلط مفہوم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ والصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ:

فَأَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۲، پ ۲)

قابل احترام خواتین ماؤں، بہنو اور بیٹیو! آج یہاں گلزار ہال میں مدینہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام خواتین کی مجلس وعظ کے درس کا موضوع خلع اور طلاق ہے۔

جیسا کہ آپ جانتی ہیں کہ پچھلے کچھ دروس میں، میں نے معاشرتی مسائل خصوصاً ازدواجی زندگی سے تعلق رکھنے والے مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی

میں زیر بحث لانے کی کوشش کی ہے۔

اور اس سے پہلے ایک درس "رشتے کیوں نہیں ہوتے" کے موضوع پر ہو چکا ہے اور دوسرا درس "گھر کیوں اجڑتے ہیں؟" اس پر ہو چکا ہے۔ اور آج کے درس میں ہم خلع اور طلاق کے حوالے سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

دیگر مذاہب میں طلاق کا تصور

طلاق کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی مخصوص لفظ کے ذریعے سے قید نکاح کو اٹھا دینا، رشتہ نکاح کو ختم کر دینا۔ طلاق کا تصور دوسرے مذاہب میں بھی پایا جاتا ہے اور بہتر ہوگا کہ ہم اس حوالے سے بھی گفتگو کرلیں تاکہ آپ یہ جان سکیں کہ دنیا کے سارے مذاہب کے درمیان اسلام نے جو احکام دیئے ہیں اور طلاق کے سلسلے میں اسلام کی جو تعلیمات اور احکامات ہیں وہ سب سے بہتر اور انسانی فطرت کے زیادہ قریب ہیں۔

یہودیوں کے ہاں طلاق کا تصور

یہودیوں کے ہاں شوہر کو طلاق دینے کا مکمل اختیار حاصل تھا اور ہر طرح کی آزادی تھی وہ جیسے چاہتا، جب چاہتا طلاق دے سکتا تھا اور ایک دفعہ طلاق دینے کے بعد دوبارہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لئے کسی بھی صورت میں جائز نہیں تھا۔ گویا کہ طلاق دینے کے بعد اس پر اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی۔

عیسائیوں کے ہاں طلاق کا تصور

عیسائیوں کے ہاں طلاق کی بالکل اجازت نہیں تھی آج بھی انجیل میں ایسی عبارتیں موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طلاق حرام ہے خواہ میاں بیوی میں کتنے ہی سخت اختلافات کیوں نہ ہوں۔ جن کی وجہ سے زندگی تلخ ہوکر رہ جائے۔ اکھٹے رہنا محال ہو جائے عیسائیوں کے ہاں طلاق ہر صورت حرام تھی اور انجیل آج بھی یہ بتاتی ہے کہ طلاق حرام ہے۔

عیسائیوں کا خلافِ فطرت قانون

لیکن جب اس میں مشکلات پیش آئیں ایسے واقعات اور ایسے معاملات سامنے آئے کہ میاں بیوی کے درمیان نبھا کی کوئی صورت نہ تھی، ان کا اکھٹے رہنا ناممکن تھا آئے دن کی لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے گھر کا سکون ختم ہو چکا تھا تو عیسائی انجیل کے اس واضح حکم سے نظر اندازی کرنے لگے اور تفریق جسمانی کا نظریہ اختیار کر لیا۔ تفریق جسمانی کا مطلب یہ تھا کہ نکاح کا رشتہ تو باقی رہے لیکن دونوں کی رہائش الگ الگ ہو اور دونوں کے لئے نیا نکاح کرنا حرام ہو آپ خود سوچیں کہ یہ قانون اور یہ حکم کیسا خلاف فطرت تھا۔ کہ شوہر کو کسی صورت طلاق اور ان دونوں کے درمیان جدائی کی اجازت نہیں تھی، چاہے شوہر شادی کے قابل نہ ہوں چاہے بیوی کا کردار اچھا نہ ہو، چاہے ان میں سے ایک اپنے دین سے مرتد اور برگشتہ ہو جائے لیکن بہر صورت شوہر کو طلاق دینے کی اجازت نہیں تھی۔ قانون یہ بنا دیا کہ

دونوں الگ الگ مکان میں رہیں، جسمانی طور پر ان کے درمیان جدائی ڈال دی جائے لیکن طلاق دینے کی اجازت نہ تھی۔

ہندو مذہب میں طلاق کا تصور

تیسرا مذہب دنیا کا بہت بڑا اور پرانا مذہب ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہزاروں سال پرانا ہے اسلام سے بھی پرانا، ہندو مذہب۔
ہندو مذہب میں بھی طلاق حرام اور قطعاً ممنوع تھی، کوئی صورت ہی نہ تھی کہ شوہر بعض ناموافق حالات میں بیوی کو طلاق دے سکے تعجب ہے کہ اس بات کی تو اجازت تھی کہ شادی کے باوجود عورت کسی دوسرے مرد سے ناجائز تعلق قائم کرلے لیکن طلاق کی اجازت نہ تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ حکم بھی خلاف فطرت تھا ایسا ہو نہیں سکتا کہ طلاق کا راستہ بالکل بند کر دیا جائے اور ایسا مرد اور ایسی عورت جن کے درمیان نبھا کی کوئی صورت ہی نہ ہو ان کو ہمیشہ اکٹھا رہنے پر اور رشتۂ نکاح باقی رکھنے پر مجبور کر دیا جائے۔

ہندوؤں کی اپنے مذہبی حکم میں ترمیم

اس قانون میں فطرت کی پامالی تھی، فطرت پر جبر تھا اس وجہ سے ہندو بھی مجبور ہو گئے اپنے مذہبی حکم کے بارے میں نظرِ ثانی کرنے پر اور اس میں کچھ ترمیم کرنے پر اور کوئی راستہ نکالنے پر، چنانچہ انہوں نے یہ قانون بنایا کہ اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی نبھا کی صورت نہ ہو تو وہ اپنے مذہبی رہنماؤں سے رابطہ کرسکتے ہیں وہ ان کے درمیان جدائی کی کوئی صورت

نکالیں لیکن اصل مذہب جو تھا ہندوؤں کا اس کے اعتبار سے طلاق دینے کی قطعاً اجازت نہیں تھی۔

عورت مجبور تھی کہ وہ ساری زندگی اسی شوہر کیساتھ گزارے جس کے ساتھ اس کا نکاح ہو چکا چاہے وہ اسے پسند ہے یا نہیں، چاہے وہ نکاح اور بیوی کے حقوق ادا کرتا ہے یا ادا نہیں کرتا۔ بلکہ آپ نے سنا ہوگا کہ ہندوؤں کے ہاں ایک مذہبی روایت اور ایک رواج ستی کا بھی تھا یعنی اگر شوہر کا انتقال ہو جائے تو بیوی اُسی کے ساتھ زندہ جل کر مر جائے۔ ایسی عورت کو بڑی عقیدت اور احترام سے دیکھا جاتا تھا اس کو تقدس کا درجہ حاصل ہو جاتا تھا جو اپنے شوہر کے ساتھ چتا میں جل کر مر جاتی تھی۔

اب پوری دنیا میں جب واویلا ہوا اور یہ شور اٹھا کہ یہ تو عورت پر بہت بڑا ظلم ہے کہ اسے مرنے والے شوہر کے ساتھ زندہ جلا دیا جائے تو اب ہندوستان کی حکومت بھی ستی کے خلاف قدم اٹھانے پر مجبور ہوئی، لیکن اب بھی بھارت میں اس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ جب ایک عورت جو بعض اوقات نوجوان بھی ہوتی ہے، دوسری شادی کے قابل بھی ہوتی ہے لیکن شوہر کے مرنے کی صورت میں وہ اس کے ساتھ چتا میں زندہ جل جاتی ہے۔

اسلام کا اعتدال پسندانہ نظریہ

دوسرے مذاہب میں طلاق کا تصور افراط و تفریط پر مبنی تھا اسلام نے اعتدال کا راستہ اختیار کیا، درمیانہ راستہ اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام اعتدال

والا مذہب ہے۔اس کے سارے احکام اعتدال پر مبنی ہیں۔عقائد میں اعتدال،عبادات میں اعتدال،معاملات میں اعتدال،دین و دنیا کے تقاضے میں بھی اعتدال،جسم اور روح کے معاملے میں اعتدال ہر جگہ اعتدال۔اسلام نے نہ تو مطلقاً طلاق کی اجازت دے دی کہ شوہر جب چاہے،جیسے چاہے وہ طلاق کی گولی چلا دے اور نہ ہی اسلام نے طلاق کو مطلقاً حرام ٹھہرایا۔

کثرتِ طلاق کی ناپسندیدگی

قرآن اور حدیث کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کثرت طلاق یعنی زیادہ طلاق دینا پسند نہیں کیا گیا،کیونکہ عام طور پر جو خواتین و حضرات کثرتِ طلاق و نکاح میں مبتلا ہوتے ہیں وہ شہوت پرست ہوتے ہیں،ان کے اندر وہی بدکاروں اور زانیوں والی سوچ پائی جاتی ہے،آئے دن نیا تعلق جو مرد شہوت پرست ہوتا ہے وہ آئے دن کسی دوسری عورت کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے بارے میں فکرمند رہتے ہیں۔اور اللہ نہ کرے کہ جو عورت شہوت پرست ہو اور جس کی حیاء اور غیرت ختم ہو جائے اس کے اندر بھی یہ بیماری پائی جاتی ہے آئے دن کسی نئے مرد کے ساتھ تعلق۔اب جب نکاح اور طلاق کی کثرت ہوگی مرد یہ کرتا ہے اس عورت کو طلاق دی دوسری سے نکاح،اس کو طلاق دی تیسری سے نکاح،اس کو طلاق دی چوتھی سے نکاح یونہی وہ طلاقیں دیتا جاتا ہے اور نئے نئے نکاح کرتا جاتا ہے۔یا اللہ نہ کرے عورت یوں کرتی ہے ایک مرد سے طلاق لے کر دوسرے سے نکاح،

اس سے طلاق لے کر تیسرے سے نکاح اور اس سے طلاق لے کر چوتھے سے نکاح تو معلوم ہوگا کہ اس مرد اور اس عورت کے اندر گھر بسانے کا کوئی جذبہ ہی نہ تھا یہ محض اپنی شہوت چاہتے تھے، اپنی نفسانی خواہش چاہتے تھے، اپنی شہوت پوری کرنا چاہتے تھے، ان کے اندر وہی بدکاروں والی سوچ تھی اس لئے اسلام نے اس کی کثرت کو پسند نہیں کیا۔ بلکہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ لعنت کرتا ہے بہت زیادہ چکھنے والے مردوں پر اور بہت زیادہ چکھنے والی عورتوں پر، جو ایک سے توڑ کر دوسرے سے جوڑتے ہیں، تیسرے سے جوڑتے ہیں، چوتھے سے، یونہی وہ کرتے چلے جاتے ہیں ان کی خواہش کبھی پوری ہی نہیں ہوتی اور شہوانی پیاس کبھی بجھتی ہی نہیں۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ان پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں۔

کثرتِ طلاق سے بچنے کے لیے دس ہدایات

اسلامی شریعت نے کثرت طلاق سے بچنے کیلئے جو تعلیمات اور ہدایات دی ہیں ان کو ہم دس نمبروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

پہلی ہدایت

فرمایا کہ رشتہ کرنے سے پہلے اچھے طریقے سے سوچ بچار کرلو، استخارہ بھی کرلو اور مشورہ بھی کرلو۔ استخارہ اللہ سے کیا جاتا ہے، مشورہ اللہ کے

بندوں سے کیا جاتا ہے۔ اللہ سے استخارہ کرلو جہاں رشتہ کرنا منظور ہے کہ یہ رشتہ دین و دنیا کے حوالے سے بہتر ہے اور غالباً پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ یوں تو استخارے کی مستقل دعا حدیث میں آتی ہے لیکن ایک مختصر دعا بھی ہے۔

اَللّٰھُمَّ خِرْلِی وَاخْتَرْلِی

بالخصوص جو لڑکے اور لڑکیاں اپنے رشتوں کے سلسلے میں یا جو والدین اپنی اولاد کے سلسلوں میں پریشان ہیں وہ یہ دعا کثرت سے پڑھ لیا کریں۔

اَللّٰھُمَّ خِرْلِی وَاخْتَرْلِی

مفہوم اس کا یہ ہے کہ اے اللہ! تو میرے لیے پسند فرما لے اور میرے لئے منتخب فرما لے ایسا رشتہ جو تیری مرضی کا ہو، ایسا رشتہ جو میرے لئے دین و دنیا کے اعتبار سے بہتر ہو، بلکہ کوئی بھی جائز کام کرتے ہوئے آپ یہ دعا پڑھ سکتی ہیں اَللّٰھُمَّ خِرْلِی وَاخْتَرْلِی۔

رشتہ کرنے سے پہلے خوب سوچ بچار کی ضرورت

تو کہا گیا کہ رشتہ کرنے سے پہلے خوب سوچ بچار کرلیا کرو اللہ سے استخارہ کرلو، استخارے کے بعد رشتہ کرو، بندوں سے بھی مشورہ کرلو۔ یہ کیسے لوگ ہیں یہ کیسا لڑکا ہے؟ ہمارے لیے بہتر ہوں گے یا نہیں ہوں گے، خاندان کو دیکھ لو، حسب و نسب کو دیکھ لو، کردار کو دیکھ لو، اخلاق کو دیکھ لو۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہو اسے بھی ایک نظر دیکھنے کی اجازت ہے تاکہ کل ایسا نہ ہو کہ جب تم اسے دیکھو تو کہو کہ اس کی شکل وصورت جو ہے وہ میرے معیار کی نہیں اور مجھے پسند

نہیں مقصد یہی تھا اس ہدایت دینے میں کہ رشتہ کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ بچار کر لی جائے اور عجلت میں رشتہ نہ کیا جائے۔ جیسے ہمارے ہاں اردو میں کہتے ہیں چٹ منگنی، پٹ بیاہ۔ ادھر کسی پر نظر پڑھی اور فریفتہ ہو گئے یا کسی کی دولت اور چمک دمک دیکھ لی وہ دل کو بھا گیا اب وہاں رشتہ کرلیا۔ نہ خاندان کے بارے میں دیکھا، نہ سیرت، نہ کردار، نہ اخلاق، نہ دینداری، نہ تقویٰ، نہ طہارت، نہ آگا نہ پیچھا بس صورت پر بچھ گئے، دولت پر فریفتہ ہو گئے اور بعد میں پچھتاتے پھر رہے ہیں، پریشان ہو رہے ہیں دو چار مہینے، چھ مہینے سال گزر گئے جوش ٹھنڈا ہوا، حالات اعتدال پر آئے اور سنجیدگی آئی اور حقائق سامنے آئے تو اب اس رشتے کو نبھانا مشکل ہو گیا تو اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ رشتہ کرنے سے پہلے خوب سوچ بچار کر لی جائے۔

دوسری ہدایت

شریعت نے شوہر کو حکم دیا کہ دیکھو بیوی کی صرف کمزوریوں پر نظر نہ رکھو بلکہ اس کی خوبیوں اور بھلائیوں کو بھی دیکھو ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر کوئی کمزوری ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے اندر جو خوبیاں ہیں ان کو بھی پیشِ نظر رکھو۔ جو شخص اپنی بیوی کی صرف کمزوریوں پر نظر رکھتا ہے وہ کبھی بھی اس رشتے کو نبھا نہیں سکتا اور جب کمزوریوں کو نظر انداز کرتا ہے یہ سوچ کر کہ میں تو خود بھی کمزور ہوں اور کمزریوں کا مجسمہ ہوں، بہت سارے عیوب ہیں میرے اندر، عمل کے اعتبار سے بھی، اخلاق کے اعتبار سے بھی تو مجھے کیا حق ہے کہ دوسروں کی صرف

کمزوریوں کو ٹٹولتا پھروں۔ جس شخص کی یہ سوچ ہو تو وہ دوسرے کو تنقیدی نظر سے نہیں بلکہ تعریفی نظر سے دیکھتا ہے۔ تو فرمایا گیا کہ تم اپنی بیوی کی صرف کمزوری پر نظر نہ رکھو اچھائیوں پر بھی نظر رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴿١٩﴾ (سورۃ النساء آیت ۱۹، پ۴)

اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرو پھر اگر تم ان کی چیز کو ناپسند کرتے ہو، لیکن ہوسکتا ہے اللہ نے ان کے اندر تمہارے لئے خیر کثیر رکھی ہو، بڑی بھلائی رکھی ہو۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان مرد، کسی عورت پر غضب نہ کرے اس سے نفرت نہ کرے، ہوسکتا ہے وہ اس کی کسی ایک بات کو ناپسند کرتا ہے لیکن دوسری بات اس کو پسند آجائے۔

تیسری ہدایت

طلاق سے بچنے کے لئے تیسری ہدایت یہ دی گئی کہ اگر تمہیں اپنی بیویوں میں کوئی غلط بات نظر آئے تو طلاق میں عجلت نہ کرو بلکہ حتی الامکان اصلاح کی کوشش کرو۔ اصلاح کے لئے اللہ نے مختلف طریقے بیان فرمائے ہیں فرمایا:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ۞ (سورۃ النساء آیت ۳۴، پ ۵)

جن عورتوں کی بدکاری، نافرمانی کا تم لوگوں کو اندیشہ ہوتو انہیں سمجھاؤ، نصیحت کرو، ان کو بتلاؤ کہ اگرتم باز نہ آئیں تو میں طلاق کا انتہائی قدم، انتہائی فیصلہ کرسکتا ہوں پھر تمہاری بھی تباہی ہے اور بچوں کی بھی تباہی ہے اور خاندان کی بدنامی ہے۔ اس لئے بے راہ روی سے، نافرمانی سے باز آجاؤ۔ فرمایا کہ نصیحت اثر نہ کرے تو ان کے سونے کی جگہ الگ کرلو۔ تو مختلف طریقے اختیار کرنے کا سبق دیا۔ اور یہ سمجھایا کہ طلاق پہلا قدم نہیں ہونا چاہئے، طلاق تو آخری فیصلہ ہے بہت سے لوگ پہلے مرحلے ہی میں طلاق کی گولی چلا دیتے ہیں۔ دوسرے اقدامات نہیں اٹھاتے، رشتے کو بچانے کے لئے دوسرے طریقے اختیار نہیں کرتے۔ ذرا ناراضگی ہوگئی، ناموافقت ہوگئی، طبیعت کے خلاف کوئی چیز دکھائی دی فوراً طلاق دے دی گئی۔ اسلام کہتا ہے کہ نہیں! پہلے دوسرے طریقے اختیار کرو اگر سمجھانے، بجھانے کے باوجود بات نہ بنے تو......

چوتھی ہدایت

چوتھے نمبر پر یہ تعلیم دی گئی کہ اگر میاں بیوی آپس میں اختلافات کو حل نہ کرسکیں پھر اپنے اپنے خاندان والوں کو بیچ میں ڈالیں

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ (سورہ النساء آیت ۳۵، پ ۵)

اگر تمہیں آپس میں اختلاف کا اندیشہ ہو تو پھر ایک حاکم اور فیصل مقرر کرو شوہر کے خاندان میں سے اور دوسرا فیصلہ کرنے والا متعین کرو بیوی کے خاندان میں سے۔ آگے فرمایا:

اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ (سورۃ النساء آیت ۳۵، پ ۵)

اگر میاں بیوی آپس میں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ انہیں صلح کی توفیق ضرور دے گا۔ اگر ان کا مقصد حالات کی اصلاح ہے، گھر کو بچانا ہے، اس رشتے کو بچانا ہے اور اس کے لئے وہ کوشش کریں گے تو اللہ کہتا ہے کہ کوشش وہ کریں گے توفیق میں دے دوں گا اور محبت و پیار کی فضاء پیدا کردوں گا لیکن اگر ان کا مقصد ہی اصلاح نہیں ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ بس جدائی ہو جائے، طلاق ہو جائے تو پھر کوئی بھی قاضی، جج اور رشتے دار جتنی چاہے کوشش کر لے ان کے درمیان صلح اور موافقت کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔

پانچویں ہدایت

پانچویں نمبر پر یہ فرمایا کہ اگر رشتہ داروں کی کوشش سے بھی کوئی فائدہ نہ ہو اور طلاق کے سوا کوئی چارہ ہی نہ ہو تو اسلام اس موقع پر پھر کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جاؤ، جان لو کہ طلاق کیا چیز ہے؟ ایک حدیث ابوداؤد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ

جن مباح چیزوں کی اجازت ہے ان میں سب سے قابل نفرت چیز طلاق ہے۔ مجبوری کے عالم میں طلاق کی اجازت تو دی گئی لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تمام مباح اور جائز چیزوں میں سے سب سے زیادہ قابلِ نفرت چیز طلاق ہے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ اے معاذ! اللہ نے زمین پر جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب چیز عتاق ہے۔

عتاق کیا ہے؟ غلام کو آزاد کرنا، کسی انسان کو غلام بنانا تو مجبوری کی حالت میں ہے ورنہ اسلام میں غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کے مختلف طریقے بتائے ہیں، اسلام غلامی کو رواج دینے والا مذہب نہیں اسلام تو غلامی کو کم کرنے والا مذہب ہے۔ تو فرمایا کہ اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عمل دنیا میں وہ کسی غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اور اللہ کو دنیا میں جتنے بھی اعمال ہیں ان میں سب سے زیادہ قابلِ نفرت عمل وہ طلاق ہے تو پانچویں ہدایت یہ دی کہ دیکھو سوچ لو کہ طلاق یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں قابل نفرت چیز ہے۔

چھٹی ہدایت

چھٹی ہدایت یہ دی کہ سب کچھ جاننے کے باوجود اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ طلاق

کا دینا ہی ضروری ہے تو پھر حیض میں طلاق نہ دو اس لئے کہ حیض کا زمانہ یہ کچھ طبعی طور پر نفرت و کراہیت اور دوری کا زمانہ ہوتا ہے۔ تو فرمایا کہ ایام حیض میں بیوی کو طلاق نہ دو۔ اس طلاق کو طلاق بدعی کہا گیا۔

ساتویں ہدایت

ساتویں ہدایت یہ دی کہ اگر تم نے قطعی ارادہ کرلیا طلاق دینے کا تو اب ایسا ہے کہ صرف ایک طلاق دے کر بیوی کو چھوڑ دو اس کو کہتے ہیں ''طلاق حسن'' یعنی سب سے اچھا طریقہ طلاق کا کہ ایک طلاق دے کر اُسے چھوڑ دیا جائے۔ یہ سب سے اچھا طریقہ اس لئے ہے کہ تین مہینے شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار ہے اگر اپنے فیصلے پر نادم اور شرمندہ ہوجائے یا عزیز و اقارب کے سمجھانے بجھانے سے اس کے دل میں بات آجائے، کچھ اثر ہوجائے ہوسکتا ہے کہ وہ رجوع کرنے پر آمادہ ہوجائے۔ تو تین مہینے کا وقت ہے اس کے پاس رجوع کرنے کیلئے اور اگر بالفرض رجوع نہیں کرتا تو تین مہینے بعد بیوی اس سے مکمل جدا ہوجائے گی اب اُسے نیا نکاح کرنے کا اختیار ہے کہ دوبارہ نئے سرے سے نکاح کرلے حلالے وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو یہ طلاق ہے حسن۔ سب سے اچھا طریقہ طلاق کا، وہ بھی انتہائی مجبوری کے عالم میں۔!

آٹھویں ہدایت

آٹھویں ہدایت یہ دی کہ اگر تم ایک طلاق پر اکتفا نہیں کرنا چاہتے اور تم نے فیصلہ کرلیا ہے بس اب اس نکاح کو باقی نہیں رکھنا تو پھر ایسا کرو۔ ہر طہر

میں یعنی پاکی کے ایام میں ایک ایک طلاق دیتے جاؤ پہلے مہینے میں ایک طلاق پھر دوسرے مہینے میں دوسری طلاق پھر تیسرے مہینے میں تیسری طلاق یوں تم ایک ایک طلاق دو۔

اس میں بھی یہ کہ جب ایک طلاق دی تب بھی رجوع کا اختیار تھا، جب دو طلاقیں دیں تب بھی رجوع کیا جاسکتا ہے تو گویا کہ نکاح کو باقی رکھا جاسکتا ہے اس صورت میں بھی۔ لہٰذا یہ دوسرا طریقہ ہے طلاق کا اور اس کو طلاق سنت کہا گیا ہے۔

تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں

لیکن اگر کسی نے اسلام کی تعلیم کو نظر انداز کرتے ہوئے تینوں طلاقیں اکھٹی دے دیں۔ تو پھر تینوں واقع ہو جائیں گی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ جب تینوں طلاقیں دے دی گئیں تو پھر تینوں واقع ہو جائیں گی۔ آج کل کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو تینوں طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتے ہیں۔ لیکن میں نے عرض کیا کہ چاروں امام اس بات پر متفق ہیں کہ اگر تینوں طلاقیں اکٹھی دے دی گئیں تو وہ تین شمار ہوں گی ایک شمار نہیں ہو گی۔

اور ہوتا یہ ہے کہ عام طور پر ہر مرد جوش میں آ کر اور اپنا غصہ نکالنے کیلئے ایک طلاق پر تو کبھی اکتفا نہیں کرتے۔ تین کا دینا ہی ضروری سمجھتے

ہیں بلکہ ایسی مثالیں بھی سامنے آئیں مفتیان کرام سے خواتین نے سوال کیا جن سے پتا چلا کہ جناب شوہر صاحب بیس، بیس طلاقیں دے چکے ہیں۔ایک طلاق دی پھر رجوع کرلیا، دوسری طلاق دی پھر رجوع کرلیا، تیسری طلاق دی پھر رجوع کرلیا، چوتھی طلاق دی پھر رجوع کرلیا۔دیتے ہیں پھر رجوع کر لیتے ہیں شریعت کو ایک کھیل بنا کر رکھا ہے، زمانہ جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا کہ بعض مرد اپنی بیویوں کو سو سو طلاقیں دیتے تھے اور پھر رجوع کر لیتے تھے۔اسلام نے اس پر پابندی لگائی اور حدیث میں آتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے تین طلاقیں دینے پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دیں تو نبی اکرم ﷺ غصے کی حالت میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔اور فرمایا:

''اَیُلْعَبُ کِتَابُ اللّٰہِ وَاَنَا اَظْھَرُ بَیْنَکُمْ''

کہ اللہ کی کتاب کو کھیل بنایا جائے گا، مذاق بنایا جائے گا میرے موجودگی میں، میرے سامنے! سخت نارضگی کا اظہار کیا یہاں تک کہ ایک صاحب نے نبی اکرم ﷺ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے تو اس نے عرض کیا۔یارسول اللہ! ﷺ مجھے اجازت دے دیں کہ میں اس بدبخت کو قتل کردوں جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکھٹی دیں۔تو ہے تو غلط، ناجائز لیکن اگر تینوں طلاقیں اکھٹی دے دی گئیں تو یہ واقع ہوجائیں گی۔بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ تین طلاقیں تین نہیں ایک واقع ہوتی ہے یہ تو نصاریٰ والا تصور ہوگیا وہ کہتے ہیں کہ خدا تین بھی ہے اور ایک بھی۔ایک میں تین اور

تین میں ایک لیکن جیسے عیسائیوں کا یہ تصور غلط اسی طرح جہالت کی وجہ سے یہ تصور بھی غلط ہے کہ تین طلاقیں ایک شمار ہوں گی۔

کچھ اور غلط فہمیاں

کچھ اور غلط فہمیاں بھی ہیں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مذاق میں طلاق دی جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، حالانکہ یہ سوچ بھی غلط ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ ،وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ

فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں حقیقت بھی حقیقت کون سی تین چیزیں؟ نکاح، طلاق اور رجعت یعنی رجوع کرنا۔طلاق دینے کے بعد کوئی مذاق میں بھی رجوع کرلے رجوع ہوجائے گا، مذاق میں نکاح کرلیا تو ہوجائے گا، مذاق میں طلاق دے دی تو ہوجائے گی۔ظاہری بات ہے پیار محبت میں طلاق کون دیتا ہے طلاق تو دی ہی غصے میں جاتی ہے اور نفرت کے وقت، لہٰذا غصے میں بھی دی گئی طلاق واقع ہوجائے گی۔

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ زبانی کلامی طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی لکھ کر دینا ضروری ہے۔ یہ غلط فہمی بھی دور کرلیجئے طلاق زبانی دے دی تو بھی واقع ہوجائے گی، لکھ کر دی تب بھی واقع ہوجائے گی اور پیٹھ پیچھے دی تو بھی واقع ہوجائے گی۔

حمل کے دنوں میں طلاق دی تو بھی واقع ہوجائے گی، حیض کے دنوں میں

دی تو بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔ اگر کسی نے اپنی بیوی کو خط کے ذریعے سے یا رجسٹری کے ذریعے سے طلاق دی تو خواہ اس کی بیوی کو رجسٹری ملے یا نہ ملے ہر صورت طلاق واقع ہوجائے گی۔ اس لئے شریعت نے کہا کہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ اگر تم نے یہ فیصلہ کرلیا اور یہ الفاظ زبان سے نکال دیئے یا لکھ دیئے تو طلاق واقع ہوجائے گی چاہے مذاق میں ہو، چاہے غصے میں ہو، چاہے سنجیدگی میں ہو۔ آٹھ ہدایات میں نے آپ کے سامنے پیش کیں۔

نویں ہدایت

نویں ہدایت طلاق کے بارے میں اسلام نے یہ دی ہے کہ طلاق کا اختیار صرف مرد کو ہے، عورت کو اختیار نہیں کیوں کہ عورت کی فطرت میں جذباتیت ہے، عجلت پسندی ہے، اسے جلدی غصہ آجاتا ہے۔

تو اگر اسلام عورت کو طلاق کا اختیار دیتا ہے تو خطرہ تھا کہ طلاق کی شرح اور زیادہ بڑھ جاتی اس لئے اسلام نے یہ اختیار صرف مرد کو دیا عورت کو نہیں۔

دسویں ہدایت

دسویں ہدایت طلاق کے سلسلے میں وہ یہ کہ عورت مخصوص حالات میں خلع لے سکتی ہے یا یہ ہوسکتا ہے کہ طلاق کا اختیار مرد خود عورت کو منتقل کردے، نکاح ہوا تو اسی وقت یہ طے کرلیا گیا کہ طلاق کا اختیار عورت کو دیا جارہا ہے۔ مرد نے کہہ دیا کہ میں طلاق کا اختیار عورت کو دیتا ہوں یہ جب چاہے اس نکاح کو فسخ کرسکتی ہے تو یہ جائز ہے کہ مرد اپنا اختیار عورت

کے حوالے کر دے۔

خلع کی حقیقت

یہ خلع کیا چیز ہے؟ خلع یہ ہے کہ نکاح کے ذریعے حاصل ہونے والی ملکیت کو مال کے بدلے میں لفظ خلع کے ذریعے ختم کر دینا۔ مثال کے طور پر عورت شوہر سے تنگ ہے۔ وہ ظلم کرتا ہے، حقوق ادا نہیں کرتا، نان نفقہ نہیں دیتا، وہ شادی کے قابل ہی نہیں ہے۔ اور شوہر سے عورت کہتی ہے، تم مجھ سے اتنا مال لے لو اور میری جان چھوڑ دو، یہ ہے خلع۔

جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے بخاری کی روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اپنے شوہر کی برائی نہیں کرتی، اس کی دینداری پر بھی دھبہ نہیں لگاتی لیکن بات یہ ہے کہ مجھے اپنے شوہر سے بالکل محبت نہیں، لہٰذا میرا اس کے ساتھ گزارا نہیں ہوسکتا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی سے دریافت فرمایا کہ تمہارے شوہر نے جو باغ دیا تھا وہ تمہارے مہر میں ہے، کیا تم وہ باغ دینے کو تیار ہو؟ کہنے لگی ہاں! اے اللہ کے نبی! وہ واپس دینے کو تیار ہوں۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "اِقْبَلْ وَطَلِّقْهَا وَاحِدَةً" اپنا باغ لے لو اور اس کو طلاق دے دو یہ تمہارے پاس رہنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

تو میں نے عرض کیا کہ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ شوہر ظالم ہے، یا

نان نفقہ نہیں دیتا، یا حقوق ادا نہیں کرتا تو عورت برادری کے سامنے اس معاملے کو رکھے اور برادری، قبیلہ اور خاندان اس شخص سے تحقیق کرے کہ تم بیوی کے حقوق کیوں ادا نہیں کرتے؟ خرچہ کیوں نہیں دیتے؟ ظلم کیوں کرتے ہو؟ تمہارے اندر کیا کمزوری پائی جاتی ہے؟ جس کی وجہ سے وہ تمہارے ساتھ رہنے کو آمادہ نہیں ہے۔

عدالتی خلع

اگر شوہر شکایت کا ازالہ کر دے تو بہت اچھا، لیکن اگر وہ شکایت کا ازالہ نہ کرے تو برادری اسے تلقین کرے گی کہ تم طلاق دے کر معاملہ کو ختم کر دو۔ لیکن اگر وہ آمادہ نہیں ہوتا تو اس صورت میں عورت عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتی ہے۔ جب وہ عدالت میں جائیگی تو عدالت شوہر کو طلب کرے اور اس کے سامنے سارا معاملہ رکھے کہ تم بیوی کے حقوق ادا کیوں نہیں کرتے؟ خرچہ کیوں نہیں دیتے؟ ظلم کیوں کرتے ہو؟ تمہارے اندر کیا کمزوری پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ تمہارے ساتھ رہنے پر آمادہ نہیں ہے۔

اگر شوہر شکایت کا ازالہ کر دے تو بہت اچھی بات ہے لیکن اگر وہ شکایت کا ازالہ نہ کرے تو عدالت اسے تلقین کرے گی کہ تم طلاق دے کر معاملہ کو ختم کر دو۔ اور اگر طلاق کے بدلے میں کچھ لینا چاہتے ہو جو تم نے مہر وغیرہ دیا وہ یا کچھ اور ہو تو لے لو۔ اور معاملہ نکاح کو ختم کر دو۔ تو اگر شوہر عدالت کی بات کو مان لے اور طلاق دینے پر راضی ہو جائے تو فبہا۔ لیکن

اگر شوہر طلاق دینے پر آمادہ نہ ہوا اور اس کا ظلم اور زیادتی عدالت میں ثابت ہو جائے۔ تو ایسی صورت میں عدالت پھر خود نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔

عدالت کی شرعی ذمہ داری

لیکن یہ جان لیجئے! کہ عدالت نکاح کو اس وقت فسخ کر سکتی ہے جبکہ وہ شریعت کے قواعد کو ملحوظ رکھے شوہر کو بلائے اور عورت کی شکایت اس کو سنائے اور اس سے جواب طلب کرے۔ تب عدالت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ بغیر کسی وجہ کے عدالت کو نکاح فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ بلکہ بغیر کسی وجہ کے طلاق کا مطالبہ کرنے والی، اور خلع کی کوشش کرنے والی عورتوں پر نبی اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، انہیں منافق قرار دیا۔

بغیر معقول وجہ کے خلع

ایک حدیث میں آتا ہے ترمذی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو عورت بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو فرمایا

فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ (اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔)

ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَ الْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ

فرمایا کہ شوہروں کی نافرمانی کرنے والی اور خلعہ لینے والی عورتیں یہ منافق ہیں۔

اندازہ کیجئے! کتنے سخت الفاظ اللہ کے نبی نے استعمال فرمائے، ان

عورتوں کے لئے جو بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہیں اور بلاوجہ خلع لینے کی کوشش کرتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ آج عدالتوں میں ایسا ہو رہا ہے۔

موجودہ دور کی ڈرامہ باز خواتین

بعض وکلاء صاحبان سے یہ معلوم ہوا کہ عدالتوں میں زیادہ تر مقدمات جو زیر بحث ہیں وہ گھریلو جھگڑوں کے بارے میں اور خلع کے بارے میں ہیں۔

ایسی ایسی ڈرامہ بازیاں ہو رہی ہیں، بعض ایسی عورتیں جو کردار کے اعتبار سے کمزور اور محض ایک رشتے کو توڑ کر دوسرے سے رشتہ جوڑنے کی کوشش میں ہوتی ہیں۔ عدالت میں چلی جاتی ہیں اور خلع کا مقدمہ دائر کر دیتی ہیں۔ بسا اوقات شوہر کو پتہ ہی نہیں ہوتا اور وہاں سے فسخِ نکاح کی ڈگری لے لیتی ہے۔

تو جان لیجئے! کہ اس طرح عدالت کے فیصلے کے باوجود نکاح فسخ نہیں ہوتا، عدالت نے ناجائز فیصلہ کر دیا تو بھی پہلے شوہر سے نکاح باقی رہے گا۔ اب اگر اس عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح نہیں ہوگا، زنا ہوگا، بدکاری ہوگی۔ عدالت کا وہی فیصلہ قبول کیا جائے گا جو شریعت کے قواعد کی روشنی میں ہو لیکن جس عدالت نے قوانینِ شریعت کو پامال کیا تو ایسی عدالت کا فیصلہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔

ایک خلع یہ ہے جو میں نے بتایا یا تو شوہر سے مطالبہ کیا جائے کہ تم کچھ

مال لے لو اور طلاق دے دو یا پھر عدالت میں مقدمہ کیا جائے اور عدالت شوہر کو باقاعدہ طلب کرے۔ اس کا موقف سنے، اس سے جواب مانگے ،اس کے بعد عدالت فیصلہ کرسکتی ہے۔ لیکن شوہر کو طلب کئے بغیر یکطرفہ طور پر عدالت کو اختیار نہیں اور ایسے فیصلے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہوگی۔

حلالہ اور اس کی شرعی حیثیت

اور آخر میں اس بحث کو مکمل کرنے کے لئے یہ بھی سن لیجئے! کہ اگر شوہر نے بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اب اس پر تو وہ حرام ہوگئی، لیکن حلالہ کی صورت میں وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوسکتی ہے؟

یہ حلالہ کیا ہے؟ شریعت نے جو حلالہ بتایا وہ تو یہ ہے پہلے شوہر نے طلاق دے دی تھی اپنی مرضی سے، بیوی نے دوسری جگہ نکاح کیا اور نکاح اسی مقصد کے لئے کیا کہ دوسرے شوہر کے ساتھ اب ازدواجی زندگی گزاری جائے۔ لیکن دوسرے کے ساتھ بھی بن نہ پائی، اور دوسرے نے اپنی مرضی سے طلاق دیدی۔ تو اب وہ عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ شریعت نے جو حلالہ کا طریقہ بتایا ہے وہ یہ ہے۔

آج کل کا حلالہ اور اُس پر وعید

لیکن آج کل جو حلالہ ہو رہا ہے۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ شوہر بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر دوسرے شخص سے اس کا نکاح کیا جاتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ تم ایک دن کے بعد یا دو دن کے بعد اس کو طلاق دے دو تا کہ یہ

پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے۔ نکاح کے وقت گویا طلاق دینے کی شرط لگائی جاتی ہے کہ تم نکاح کے ایک دو روز کے بعد اس کو طلاق دے دینا۔ آج کل اس طرح حلالہ ہو رہا ہے۔ اگرچہ اس حلالہ سے بھی وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایسے حلالے کے بارے میں فرمایا:

لَعَنَ اللہُ الْمُحَلِّلَ وَ الْمُحَلَّلَ لَہٗ

ایسا حلالہ کرنے والے پر بھی لعنت اور جس شوہر کے لئے حلالہ کیا گیا اس پر بھی اللہ کی لعنت۔

تو میری قابلِ احترام خواتین! یہ طلاق اور خلع کے چند مسائل ہیں اللہ نہ کرے کہ آپ کبھی طلاق اور خلع کے مرحلے سے گزریں لیکن اسلامی تعلیمات سمجھنے کے لئے ان مسائل کا بھی ہمارے سامنے ہونا ضروری ہے اور اسی نیت سے یہ مسائل آپ کے سامنے بیان کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ اللہ پاک مجھے اور آپ سب کو اپنی پوری زندگی کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

شکر کی اہمیت

ازافادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق

- ......سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخن تک انسان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات۔
- ......مصائب اور پریشانیوں کے بے شمار فوائد
- ......سب سے بڑی نعمت اور اس کا شکر
- ......شکر کے درجات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًا ﴿۱۴۷﴾

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۲، پ ۲)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

محترم خواتین وحضرات! آج کی اس نشست میں میں شکر کے موضوع پر کتاب وسنت کی روشنی میں اپنی معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو شکر کرنے والا بندہ اور شکر کرنے والی بندی بننے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ہم سب پر اللہ پاک کے احسانات اس قدر ہیں اگر ہمیں حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ساڑھے نوسو سال زندگی بھی مل جائے اور ہم ساری زندگی شکر

ادا کرتے رہیں تو ہم اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

اس لئے سورۃ الرحمٰن میں رب تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ۳۱بار یہ سوال کیا فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار فرماتے ہیں کہ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اگر ایک نعمت ہو تو اس کو جھٹلا دو، ۱۰ نعمتیں ہو تو اس کو جھٹلا دو، ۱۰۰ نعمتیں ہو تو اس کو جھٹلا دو۔ لیکن جہ صورت یہ ہو کہ انسان سر کے بال سے لے کر پیروں کے ناخن تک اللہ کی نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہو تو وہاں شکر کہاں ادا ہو سکتا ہے۔ اور نعمتیں اتنی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ النحل میں فرماتے ہیں کہ:

وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ط

اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔

(سورۃ النحل آیت ۱۸، پ ۱۴)

پیدائش اور ماں کی محبت بھی نعمت ہے

پاک ہے وہ ذات جس نے ہمیں پیدا کیا اور ہمارے پیدا کرنے سے پہلے ماں کے سینے میں ہمارے لئے محبت پیدا کر دی۔ تازہ اور میٹھا دودھ جاری فرما دیا اگر وہ ہمیں پیدا نہ کرتا تو ہمیں اس سے مطالبہ کرنے کا حق نہ تھا اگر وہ ہماری والدہ کے دل میں ہمارے لئے محبت نہ ڈالتا تو ہم محبت نہیں ڈال سکتے تھے۔

ماں تو ایسی معاذ اللہ سنگدل بھی ہو سکتی ہے کہ ابھی آپ نے پچھلے دنوں اخبارات میں ایک خبر پڑھی ہوگی کہ ایک ماں نے اپنے دو جڑواں بیٹوں کو

اور وہ دو بیٹے جن کی عمر ابھی صرف ۶ ماہ ہے، معصوم سے بیٹے، معصوم سے رشتے ان بیٹوں کو ماں نے اپنے ہاتھوں سے زندہ جلا دیا۔

تو اگر اللہ ہماری ماں کے دل میں محبت نہ ڈالتا تو ہم تو محبت نہیں ڈال سکتے تھے۔ اگر وہ ہماری ماں کے سینے کو خشک کر دیتا تو ہم دودھ کا چشمہ تو جاری نہیں کر سکتے تھے۔

وہ اللہ جس نے ہمیں ایک خوبصورت سا وجود بخشا، ایسا خوبصورت وجود کہ اس خوبصورتی کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ التین میں چار قسمیں کھائیں:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳

(سورۃ التین آیت ۳، ۲، ۱، پ ۳۰)

فرمایا انجیر کی قسم، زیتون کی قسم، طور سینین کی قسم اور اس امن والے شہر کی قسم، ہم نے انسان کو بہت خوبصورت بنایا ہے۔

آنکھوں کی نعمت

پاک ہے وہ ذات جس نے ہمیں دیکھنے کے لئے آنکھیں عطا فرمائیں اگر وہ ہمیں مادرزاد اندھا پیدا کر دیتا تو ہم اس مالک کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے ہمیں اس سے مطالبہ کا کوئی حق نہ تھا۔ بے شمار لوگ ہیں جو اندھے ہیں اور اگر ہماری بینائی نہ ہوتی تو کتنی نعمتیں ہیں جن سے ہم محروم ہو جاتے۔ نہ پھلوں کا رنگ دیکھ سکتے، نہ پھولوں کا حسن دیکھ سکتے، نہ چاند کی چاندنی دیکھ سکتے، نہ ستاروں کی چمک دیکھ سکتے، نہ سورج کی کرنیں دیکھ سکتے، نہ سمندر کی

موجیں دیکھ سکتے، نہ میدانوں کی وسعت دیکھ سکتے، نہ پہاڑوں کی بلندی دیکھ سکتے، نہ رات کی تاریکی دیکھ سکتے، نہ دن کی روشنی دیکھ سکتے۔

نہ قرآن دیکھ سکتے، نہ مسجدوں کو دیکھ سکتے، نہ کعبہ کو دیکھ سکتے، نہ رسول اللہ ﷺ کے روضے کو دیکھ سکتے، نہ والد کے چہرے کو دیکھ سکتے، نہ والدہ کے چہرے کو دیکھ سکتے، نہ بھائی بہنوں کے چہروں پر چھپی محبت دیکھ سکتے کتنی ہی نعمتیں ہیں کہ ان سے ہم محروم رہ جاتے۔

کان کی نعمت

اگر وہ ہمیں کان نہ عطا کرتا تو سننے سے متعلق کتنی ہی آوازیں ہیں کہ ان آوازوں سے ہم محروم ہو جاتے۔ تلاوت قرآن کی آواز، آذان کی آواز، اللہ اکبر کی آواز اور ایک دوسرے کی آوازیں جن میں ہمارے لئے کتنے ہی جذبات چھپے ہوئے ہیں ہم ان آوازوں کو نہ سن سکتے۔

زبان کی نعمت

اگر وہ ہمیں زبان عطا نہ کرتا تو کتنی ہی نعمتیں ہیں کہ ہم ان سے محروم ہو جاتے قوت گویائی یہ اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کے بارے میں کسی گونگے سے پوچھئے۔

یہ زبان اللہ پاک کی کتنی بری نعمت ہے۔ زبان سے انسان اپنے فی الضمیر کا، اپنے احساسات کا، اپنے خیالات کا، اپنی محبت کا، اپنی نفرت کا، اپنے غصہ کا ا، پنی نرمی کا ظہار کرسکتا ہے۔ یہ زبان دلوں کو جوڑ سکتی ہے۔ یہ

زبان ہے جس سے ہم اللہ کا ذکر کر سکتے ہیں۔ یہ زبان ہے جس سے ہم رسول اللہ ﷺ پر درود پاک پڑھ سکتے ہیں، یہ زبان ہے، جس سے ہم استغفار کر سکتے ہیں۔ یہ زبان ہے جس سے میں آپ سے مخاطب ہو کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔

اگر اللہ مجھے زبان سے محروم کر دیتا تو میں اسے مجبور نہیں کر سکتا تھا، زبان کے لئے اور کوئی ڈاکٹر کوئی حکیم مجھے زبان نہیں دے سکتا تھا۔ اگر اندھے کو بینائی دی جا سکتی ہوتی اور گونگے کو قوت گویائی دی جا سکتی ہوتی اور بہرے کو قوت سماع دی جا سکتی ہوتی تو دنیا میں کوئی گونگا نہ ہوتا، کوئی بہرا نہ ہوتا، کوئی اندھا نہ ہوتا۔ آج کل اگر دنیا میں کسی معذور کو چلنے کی قوت دی جا سکتی ہوتی تو دنیا میں کوئی معذور نہ ہوتا۔

حالانکہ غیر ترقی یافتہ ممالک نہیں بلکہ ترقی یافتہ ممالک جہاں میڈیکل سائنس بڑی ترقی کر گئی ہے اور جہاں بظاہر لاعلاج بیماریوں کے بھی علاج کئے جاتے ہیں وہاں بھی بے شمار گونگے ہیں، بہرے ہیں، اندھے ہیں، معذور بھی ہیں اور بیماریوں میں مبتلاء لوگ بھی ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ وہاں سے بیماری بالکل ختم ہوگئی اگر اللہ مجھے بیماری میں مبتلاء کر دے شفا عطا نہ کرے تو کون ہے؟ جو ہمیں شفا دے سکے۔

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ (سورۃ الشعراء آیت ۸۰ پ ۱۹)

جب میں بیمار ہوتا ہوں تو شفا وہی دیتا ہے۔

جب مجھے بھوک لگتی ہے تو کھانا وہی مجھے کھلاتا ہے۔ اگر پیاس لگ جاتی

ہے تو پلا تا بھی وہی ہے۔ صحت اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے یہ کسی بیمار سے پوچھئے۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔

قبروں کی زیارت

قبرستان کی زیارت کیا کرو اور یہ اس لئے نہیں کہ قبر والوں سے مانگا کرو یا قبروں کو سجدے کیا کرو یا چادریں چڑھایا کرو بلکہ اس لئے قبروں کی زیارت کرو تا کہ تمہیں آخرت یاد آئے۔

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے تمہیں یاد آئے کہ ایک دن مجھے بھی یہاں آنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک سادہ سا شخص تھا۔ کسی نے اس کی چادر چرا لی اور وہ چور کو تلاش کرنے کے بجائے قبرستان میں جا کر بیٹھ گیا۔ کسی نے کہا کہ آبادی میں چور کو تلاش کرو یہاں ویرانے اور قبرستان میں چور کہاں؟ اس نے کہا میں یہاں اس لئے بیٹھا ہوں کہ آبادی والوں کو بھی ایک دن یہاں آنا ہے وہ چور بھی یہاں آئے گا۔ یہ بات اس لئے کہی گئی فرمایا کہ قبرستان کی زیارت کرو تمہیں آخرت یاد آئے گی۔

ہسپتالوں میں جانا چاہئے

اور میں کبھی کبھی یہ بھی عرض کہ کرتا ہوں کیا ہسپتال کو بھی دیکھنا چاہئے، مریضوں کو بھی دیکھا کریں، جب انسان ہسپتال میں جاتا ہے تو تب اسے پتہ چلتا ہے کہ صحت اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ایسی ایسی بیماری میں مبتلا لوگ کہ اپنی کروٹ نہیں بدل سکتے، ہاتھ نہیں ہلا سکتے، بازو نہیں ہلا سکتے۔

سالوں سے بستر پر لیٹے ہوئے ہیں

یہ جو اتوار کو مدنی مسجد میں درس قرآن ہوتا ہے اور ادھر ساتھی انٹرنیٹ پر بھی سنتے ہیں تو مختلف جگہوں سے لوگ ای میل وغیرہ بھیجتے رہتے ہیں بلکہ بعض ٹیلیفون سے بھی رابطہ کر لیتے ہیں۔ تو پچھلے دنوں لندن سے ایک خاتون نے فون پر مجھ سے بات کی اور وہ رو پڑی، اس نے کہا کہ ایک وقت تھا جب پردے کا اہتمام ہوتا تھا تو میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد جایا کرتی تھی، آج تین سال سے بستر پر لیٹی ہوں رکوع اور سجدہ نہیں کرسکتی تو اس محرومی پر رو پڑی کہ رب کے سامنے سجدہ نہیں کرسکتی ہوں۔ تو اگر ہماری کمر اللہ تعالیٰ ایسی کردے یا ایسی بیماری میں مبتلا کردے کہ رکوع اور سجدہ نہیں کرسکیں تو ہم اللہ کو مجبور تو نہیں کرسکتے کہ ہمیں یہ صحت عطا کردی جائے۔

روزِ قیامت سجدہ سے محروم

اور جان لیجئے! کہ قیامت کے دن ایسا ہوگا اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا کہ آؤ سجدہ کرو۔ لیکن جو دنیا میں سجدہ نہیں کرتے تھے وہ آخرت میں بھی سجدہ نہیں کرسکیں گے۔ کیوں؟

فرمایا کہ ان کو سجدہ کرنے کی طاقت تھی لیکن یہ سجدہ نہیں کرتے تھے آج یہ سجدہ کرنا چاہتے ہیں لیکن انہیں سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ (سورۃ المعارج آیت ۴۴، پ ۲۹)

آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان کے چہروں پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔

بتایا یہ جا رہا ہے کہ صحت بھی اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے اور پھر اگر اللہ پاک ہمیں کسی بیماری میں مبتلا کر دے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

عبرت کا سامان

بڑے بڑے وسائل والے جو ڈاکٹروں کو خرید سکتے ہیں، جو ہسپتالوں کو خرید سکتے ہیں، پورے پورے ہسپتال بنا سکتے ہیں لیکن وہ خود یا ان کے عزیز ایسی بیماری میں مبتلا کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ ہمارے دبئی کے ساتھی جیسے یہاں کے ساتھی ہیں ایک منتظم ساتھی ہیں جیسے یہاں کے ساتھیوں کو اللہ نے درس کے انتظام کی توفیق دی ہے تو وہاں بھی ایسے ساتھی ہیں۔ ایک ساتھی اپنے بھائی کے پاس گئے۔ سترہ سال ہو گئے، سترہ سال سے بستر پر پڑا ہوا ہے کہیں سے گر پڑا ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اب ہل نہیں سکتا، چل پھر نہیں سکتا، بستر پر لیٹا ہوا ہے، مجھے اس کے پاس لے گئے اس کی عیادت کے لئے اور اس کی دلداری کے لئے تو اسے دیکھ کر مجھے عبرت ہوئی، نصیحت ہوئی یہ معاملہ کسی اور کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے، میرے ساتھ بھی ہو سکتا ہے تو انسان جب ہسپتالوں میں جاتا ہے، بیماروں کو دیکھتا ہے، ایکسیڈنٹ والوں کو دیکھتا ہے تو اسے عبرت اور نصیحت حاصل ہوتی ہے اور صحت کی نعمت کی قدر ہوتی ہے۔

دنیا کا سب سے مال دار شخص اور اس کی حیرت ناک بیماری

اخبار میں یہ خبر پڑھی تھی کہ یونان کا رہنا والا اور امریکہ میں کاروبار کرنے والا یہ اپنے وقت کا سب سے مالدار شخص تھا۔ دنیا کی سب سے بڑی

جہاز کمپنی کا مالک تھا۔

اور آپ جانتے ہیں کہ یورپ میں ایسا ہوتا ہے وہاں یہ تحقیق کی جاتی ہے کہ مالداری کے اعتبار سے پہلے نمبر پر کون ہے۔ دوسرے نمبر پر کون ہے، تیسرے نمبر پر کون ہے یہ بھی ان کی دلچسپی ہے۔ تو یہ دنیا کا سب سے زیادہ مالدار شخص تھا انتقال کر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کی زندگی پر کوئی فلم نشر کی گئی۔ جس کے دیکھنے سے پتہ چلا کہ وہ ایک عجیب وغریب بیماری میں مبتلا تھا اور بیماری یہ تھی کہ وہ اپنی آنکھیں خود جھپکا نہیں سکتا تھا۔ ڈاکٹر سلوشن ٹیپ چپکا دیتے صبح کے وقت شام کو ٹیپ ہٹا دیتے اور آنکھیں بند ہو جاتیں یعنی صبح آنکھیں کھولنے کے لئے سلوشن ٹیپ چپکاتے۔

ایک انٹرویو والے نے ان سے انٹرویو لیا کہ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی آرزو اور تمنا کیا ہے تو اس نے کہا کہ میری زندگی کی سب سے بری آرزو یہ ہے کہ میں خود آنکھیں جھپکا سکوں۔ اس سے پوچھا کہ اگر تمہاری یہ بیماری ختم ہو جائے کہ اپنی آنکھیں خود جھپکا سکو تو تم علاج کرنے والے کو کیا دے سکتے ہو، اس نے کہا ساری دولت اسے دے سکتا ہوں۔

ساری دولت دینے کے لئے تیار ہوں سارے بحری جہاز، ہوائی جہاز، بنگلے اور ساری گاڑیاں اور سارا بینک بیلنس، سب کچھ دے سکتا ہوں اگر کوئی ڈاکٹر مجھے میری اس بیماری سے شفا دے کہ میں اپنی آنکھیں خود جھپکا سکوں۔

میں اور آپ صبح سے لے کر شام تک اپنی مرضی سے بلکہ ہمیں پتا ہی نہیں چلتا اور آنکھیں جھپکاتے رہتے ہیں، ہمیں آنکھیں جھپکانے کے لئے سوچنے

کی، فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

اللہ کا نظام

یہ اللہ کا آٹومیٹک نظام ہے کہ آنکھیں بند ہو جاتی ہیں کھل جاتی ہیں، آنکھ کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ نے ایک عجیب سا نظام بنایا یہ بند بھی ہو جاتی ہیں اور کھل بھی جاتی ہیں۔

آنکھوں کی حفاظت کی نعمت

اور اللہ نے اس کی حفاظت کے لئے اوپر پلکیں لگا دیں ہیں، آبرو لگا دیئے ہیں، حفاظت بھی ہو رہی ہے اور حسن و جمال کا ذریعہ بھی ہے۔ یہ کاٹ لیجئے ابرو اور پلکیں انسان کتنا بد صورت دکھائی دے گا یہ پلکیں جس کی کٹی ہوں اس کو دیکھنے سے خوف آئے گا۔ آنکھیں کھلی ہوں گی۔

ایک صاحب کے بارے میں میں نے پڑھا کہ یہ جو اوپر کی گٹھلی سی ہے یہ ایک ایکسڈینٹ میں ضائع ہو گئی اب گرد و غبار سے بچانے کا کوئی انتظام نہیں، نظریں تو ہیں مگر نظروں کی حفاظت کا بھی اللہ نے انتظام کیا ہوا ہے۔ وہ انتظام ختم ہو گیا تو کوئی ڈاکٹر اس کا متبادل تیار نہیں کر سکتا۔ نئی پلک نئی گٹھلی تیار نہیں کر سکتا۔ اب اس کی آنکھوں میں گرد و غبار جاتا ہے۔ صاف کرنے کے لئے بار بار پانی کی چھینٹیں مارتا رہتا ہے تو اس کی نظریں کمزور پڑ گئیں۔

اولاد کی نعمت

تو یہ صحت اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے، یہ جوانی اللہ پاک کی کتنی بڑی

نعمت ہے، یہ اولاد اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے، ان سے پوچھیں جو اولاد سے محروم ہیں۔ ایک ساتھی نے بتایا کہ ان کے ہاں ایک گھرانہ ہے، بے انتہا دولت ہے ان کے پاس جیسا کہ آج کل چل رہا ہے کہ نوجوان امریکہ اور یورپ کے دوسرے ممالک میں چلے جاتے ہیں اور بے انتہا پیسہ کماتے ہیں تو دیہاتوں میں بھی بے انتہا دولت اور عیاشی آگئی ہے۔

تو بتا یہ رہے تھے کہ اس نوجوان کے ہاں دولت کی فراوانی، مکان ایسا کہ پورے علاقہ میں نہیں۔ لیکن اللہ نے انہیں اولاد سے محروم رکھا ہوا تھا، اب نوجوان کی والدہ اولاد کے لئے ترستی ہے، تڑپتی ہے، لیکن اولاد نہیں۔ کہنے لگے کہ ان کے گھر کے قریب ایک کتیا نے بچے دیئے تو وہ کتیا کے بچوں کو اٹھا اٹھا کر سینے سے لگا کر کہتی ہے کہ ربا! تو کتے کو چھ چھ بچے دے سکتا ہے میری اولاد کو ایک بچہ نہیں دے سکتا۔ تو یہ اولاد اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور بغیر مانگے ہم میں سے بہت سوں کو ملی، اللہ نے دی۔

والدین اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں، اللہ نے دیئے بلکہ بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن کو ہم نعمت نہیں سمجھتے وہ بھی نعمت ہے۔

بھوک کی نعمت

یہ بھوک بظاہر زحمت ہے لیکن حقیقت میں یہ اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔ بھوک نہ لگے تو کھانے کی لذت کیسے آئیگی۔

کتنے ہی لوگ ہیں جن کے پاس مختلف قسم کی نعمتیں ہیں ہر قسم کے سالن،

ہر قسم کے میٹھے، ہر قسم کے پھل لیکن وہ نہیں کھا سکتے۔ کیوں؟

ارے بھئی! کیوں نہیں کھا رہے۔ ڈاکٹر نے منع کیا ہے بدمزہ سا، بس نمک اور مرچ ڈالا ہوا شوربا کھا رہے ہیں، چوکیدار کھا رہا ہے، ڈرائیور کھا رہا ہے اور خانسامہ کھا رہا ہے اور دوسرے نوکر کھا رہے ہیں لیکن گھر کا مالک نہیں کھا سکتا۔

کیوں؟ ڈاکٹر نے منع کر دیا کہ استعمال نہیں کر سکتا، کھانا ہے لیکن کھا نہیں سکتا۔

مانگنے کا نرالا انداز

اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے مدین کی طرف چلے گئے اور جب مدین پہنچے تو تھکاوٹ سے نڈھال بھوک بھی شدید لگی ہوئی تھی، لیکن جب اللہ سے مانگا تو کیا مانگا۔ اللہ اکبر! اب بھوک اور تھکاوٹ کا تقاضا تو یہ تھا کہ اللہ سے مانگتے کہ اے اللہ! تو مجھے کھانا عطا فرما۔ اللہ سے مانگنے کا طریقہ بھی اللہ کے پیغمبروں سے سیکھنا چاہئے۔ قرآن نے وہ الفاظ نقل کئے:

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾ (سورۃ القصص آیت ۲۴، پ ۲۰)

اے اللہ! تو مجھے جو بھی خیر عطا کرے میں اس کا محتاج ہوں۔

یہ نہیں کہا کہ تو مجھے جو کھانا عطا کرے میں اس کا محتاج ہوں۔ بلکہ یوں کہا کہ اے اللہ! تو مجھے جو بھی خیر عطا کرے میں اس کا محتاج ہوں۔ کیا مانگنے کا انداز جو خیر عطا کر دے۔ اے اللہ! اگر میرے لئے کھانا خیر ہے تو میں اس کا محتاج، اگر میرے لئے بھوک خیر ہے تو میں اس کا بھی محتاج۔ میں تو نہیں کہہ سکتا اور میں اس حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا کہ میرے لئے خیر کیا ہے

میری لئے بھلائی کیا ہے لیکن تو تو جانتا ہے۔

حقیقت اللہ ہی جانتا ہے

میں اور آپ یہ سوچتے ہیں کہ ہمارے لئے دولت خیر ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے بعض ایسے ہوں جن کے لئے دولت خیر نہ ہو ان کے لئے دولت شر ہو۔ اگر اس کو دولت نہیں ملتی تو ہوسکتا ہے کہ اللہ کے سامنے روتا، گڑگڑاتا، اپنی فقر و غربت اور محتاجی کا اظہار کرتا، اللہ سے مانگتا اس کی آنکھوں سے آنسو گرتے، وہ سجدہ میں گر جاتا، اس کے رونے پر اللہ راضی ہوجاتا۔ لیکن اللہ نے اس کو اتنا عطا کردیا کہ پاگل ہوگیا اور اللہ کی عطا کی وجہ سے اللہ ہی کو بھول گیا۔ اب نہ اس کی آنکھوں سے آنسوں نکلتے ہیں، نہ اس کی پیشانی اللہ کے سامنے جھکتی ہے، نہ دعا کے لئے اس کے ہاتھ اٹھتے ہیں، نہ اسے مانگنے کی توفیق ملتی ہے بلکہ دولت نے اسکے اندر خناس بھر دیا اب فقیروں کو، محتاجوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے دولت کے خناس کی وجہ سے، دولت کی وجہ سے اولاد بگڑ گئی۔ پیسے کی فراوانی، اولاد بے راہ روی کا شکار، بے جا آوارگی، گھر والوں کا اکثر وقت بازاروں میں خرچ ہو رہا ہے تو اس کے لیے دولت خیر تو نہ ہوئی۔ اسکے لیے تو دولت شر ہوگئی۔

بسا اوقات اولاد شر ہوتی ہے

انسان اللہ سے اولاد مانگتا ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ اسکے لیے اولاد خیر نہ ہو اسکے لیے اولاد شر ہو بے شمار لوگ ہیں پہلے بھی ہوتے تھے لیکن آج تو ایسے

بہت سارے ہیں کہ جن کی اولاد نے ان کی زندگی کو تلخ بنادیا اولاد نے ایسا ستایا کہ اولاد کو دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ کاش !تم پیدا ہی نہ ہوتے! تم نے تو میری زندگی کو تلخیوں سے بھر دیا۔تو میں اور آپ نہیں جانتے کہ ہمارے لئے خیر کیا ہے۔اللہ نے عجیب بات فرمائی:

عَسٰۤی اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ‌ۚ (سورۃالبقرۃآیت ۲۱۶،پ۲)

ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور انجام کے اعتبار سے وہ تمہارے لئے اچھی نہ ہو۔

آپ دوائی کو دیکھ لیں، دوا کڑوی ہے وہ ہم کو ناپسند ہے، لیکن انجام اس کا بہت اچھا ہے اور ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز بڑی پرکشش ہو لیکن انجام کے اعتبار سے بڑی نقصان دہ ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کیا مانگا۔" اے اللہ! تو جو بھی خیر اتارے میں اس کا محتاج ہوں، اے اللہ! میں صرف کھانے کا محتاج نہیں، میں پیاس کا بھی محتاج ہوں کہ تو مجھے پیاس بھی تو عطا کرے۔تو بعض چیزیں جو بظاہر ہمیں نعمت نظر نہیں آتیں ان کے اندر بھی اللہ نے ہمارے لئے بہت سے فوائد چھپا رکھے ہوتے ہیں۔

مصائب و پریشانیاں فائدے سے خالی نہیں

یہ جو انسان پر مصیبتیں، پریشانیاں، بیماریاں حوادث آتے ہیں یہ بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حوادث، بیماریوں،

پریشانیوں کے اندر سولہ فوائد بیان کئے۔اس وقت سارے بیان کرنا مقصود نہیں ہیں میں چند ایک صرف آپ کو بتلاتا ہوں۔

پہلا فائدہ

فرمایا کہ جب مومن بندے پر بیماریاں، پریشانیاں آتی ہیں تو گناہ معاف ہوتے ہیں۔ایک دفعہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں اللہ نے فرمایا کہ تم جو بھی گناہ کرو گے اس پر اللہ تمہیں پکڑے گا تو صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے۔یارسول اللہ ﷺ! اگر ہر غلطی پر پکڑے گئے قیامت کے دن تو کون چھوٹ سکے گا؟ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پریشان مت ہو دیکھو! تم پر جو مصیبتیں اور تکلیفیں آتی ہیں بہت سارے گناہ تو اسی کی وجہ سے معاف ہوجاتے ہیں۔

دوسرا فائدہ

دوسرے نمبر پر اللہ کی نعمت کی قدر ہوتی ہے۔اگر بیماری کبھی نہ آئے تو ہمیں صحت کی قدر کہاں سے ہوگی۔

دھوپ کی نعمت

ہم گرمی اور دھوپ میں بیٹھیں تو چھاؤں اور ٹھنڈک کی قدر ہوگی اور اس دھوپ میں اللہ نے ہمارے لئے کتنے فائدے رکھیں ہیں۔

چند سال قبل ہماری ایک ساتھی سے ملاقات ہوئی برطانیہ سے آئے تھے اور گرمی کا موسم تھا۔میں نے ان سے پوچھا کہ گرمیوں کے دنوں میں لوگ

سیر سپاٹے کے لئے وہاں جاتے ہیں اور تم گرمیوں میں یہاں آ گئے ہو۔ یہاں گرمیاں گزارنے کے لئے آ گئے؟ اس نے کہا کہ یہاں گرمیاں ہوتی ہیں وہاں گرمیاں نہیں ہوتیں۔ گرمی میں بھی اللہ نے انسان کی صحت کا بڑا سامان چھپا رکھا ہے۔ گرمیوں کی وجہ سے جو جسم سے پسینہ نکلتا ہے یہ صحت کی علامت ہے۔ جب انسان نعمت سے محروم ہوتا ہے تو نعمت کی قدر ہوتی ہے۔

تیسرا فائدہ

جب تکلیف اور پریشانی آتی ہے تو بندگی کا احساس ہوتا ہے کہ میں بندہ ہوں خدا نہیں ہوں۔ اگر سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق ہو میں بیٹے چاہتا تھا بیٹے مل گئے۔ دولت چاہتا تھا دولت مل گئی، گاڑی چاہتا تھا گاڑی مل گئی، اقتدار چاہتا تھا اقتدار مل گیا، جیسا مکان چاہتا تھا، ویسا مکان مل گیا تو ہوسکتا ہے میں فرعون کی طرح خدائی کا دعویٰ کر بیٹھوں۔ اللہ جو بندے کو کبھی کبھی پکڑتا ہے تو بندے کو بندہ ہونے کا احساس ہوتا ہے۔

چوتھا فائدہ

انہوں نے یہ لکھا: فرمایا کہ جب تکلیف آتی ہے تو انسان کو اللہ سے مانگنے کی توفیق ملتی ہے اللہ نے فرمایا:

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ

(سورۃ یونس آیت ۱۲، پ ۱۱)

جب انسان کو تکلیف آتی ہے تو ہم سے دعا کرتا ہے۔ لیٹا ہوا بھی، بیٹھا

ہوا بھی، کھڑا ہوا بھی۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾ (سورۃ یونس آیت ۱۲، پ ۱۱)

جب ہم تکلیف دور کر دیتے ہیں تو یہ نادان ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اسے کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں تھی، ہمیں پکارتا ہی نہیں ہے تو اللہ سے مانگنے کی توفیق نہیں ملتی بلکہ جتنی بڑی تکلیف ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ عاجزی کے ساتھ، تضرع کے ساتھ، عبدیت کے ساتھ اور آہ و بکا کے ساتھ مانگتا ہے اور دعا کرتا ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب کوئی آزمائش آتی ہے تو میں اللہ سے مانگتا ہوں اور مانگنے میں اتنی لذت آتی ہے کہ خیال آتا ہے کہ یہ آزمائش کچھ دن اور باقی رہے۔ تاکہ اللہ سے مانگنے کی جو لذت حاصل ہے یہ کچھ دن اور ملتی رہے۔

پانچواں فائدہ

اور فرماتے ہیں کہ پانچواں فائدہ یہ ہے کہ جب انسان مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو اہل مصیبت پر اُسے رحم آتا ہے۔ جسے بھوک نہ لگے اسے بھوکوں کی تکلیف کا احساس کہاں ہوگا۔ جو کبھی بیمار ہی نہیں ہوتا اس کے دل میں بیماروں کی بیماری کا احساس کہاں ہوگا۔ جس کا گھر نعمتوں سے بھرا ہوتا ہے اسے جو نعمتوں سے محروم ہیں ان کی محرومی کا احساس کہاں ہوگا؟

رمضان میں روزے کی حکمتیں

اللہ نے ہمارے لئے رمضان کا مہینہ رکھا پورے رمضان بھوکے رہو۔

اہل علم نے بہت ساری حکمتیں لکھی ہیں ان میں سے ایک حکمت یہ لکھی ہے کہ پورا مہینہ بھوکا پیاسا رہنے سے، فقیروں ، غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بھوکوں کے دکھ درد کا احساس ہوتا ہے۔ بھوک کیا چیز ہے؟ پیاس کیا چیز ہے؟ بھوکوں کا پتا چلتا ہے۔ اگر بھوک اور پیاس ہی نہ ہو تو بھوکوں اور پیاسوں کی تکلیف کا احساس نہیں ہوگا۔

چھٹا فائدہ

اور چھٹا فائدہ یہ کہ جب آزمائش آتی ہے تو اس کی وجہ سے یہ فخر اور غرور سے بچ جاتا ہے کہتے ہیں کہ اگر فرعون کو اقتدار نہ ملتا اور قارون کو اتنی دولت نہ ملتی تو فرعون کبھی خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ اور قارون کبھی اتنا متکبر نہ ہوتا یہ دولت اور یہ اقتدار تھا۔ جس کیوجہ سے فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

تو میرے بزرگو اور دوستو! جن چیزوں کو ہم نعمتیں سمجھتے ہیں وہ تو نعمتیں ہیں جن کو ہم بظاہر نعمتیں نہیں سمجھتے ان کے اندر بھی اللہ نے ہمارے لئے بہت سارے فائدے چھپا رکھے ہیں۔

چھوٹی بیماری بڑی بیماری کو دور کر دیتی ہے

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے انسا چھوٹی چھوٹی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ کئی چھوٹی چھوٹی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جو انسان کو بڑی بڑی بیماریوں سے بچا لیتی ہیں۔

مثال کے طور پر نزلہ زکام کے بارنے میں ہماری طب کی کتابوں میں

لکھا ہے کہ جو نزلہ اور زکام سے بیمار ہوگا۔ اس کو کبھی جزام کی بیماری نہیں لگ سکتی، اب اللہ نے اسے چھوٹی سی بیماری میں مبتلا کیا ہے، اب یہ واویلا کر رہا ہے کہ بھئی! نزلہ ہے۔ نزلے نے تنگ کر دیا ہے۔ صبح سے شام تک ناک بہہ رہی ہے۔ لیکن اسے کیا پتہ کہ اس نزلہ، زکام کی وجہ سے اللہ اسے بڑی بیماری سے بچانا چاہ رہے ہیں

اللہ کی طرف سے مہلت

بعض اوقات یہ تکلیف اللہ کی طرف سے وارننگ ہوتی ہے، تنبیہ ہوتی ہے۔ خبردار ہو جاؤ! اللہ ذرا جھنجھوڑتا ہے۔ ہمارا اپنا بچہ، ہمارا شاگرد شرارت کر رہا ہے اس کو کندھے سے پکڑ کر ذرا جھنجھوڑ دیتے ہیں ارے! باز آجاؤ اب جب کسی نے ہمارا کندھا پکڑا یا ہم نے اپنی اولاد کا کندھا پکڑ کر جھنجھوڑا یا شاگرد کو سزا دے دی یہ تو اس کو بڑا ناگوار گزرے گا لیکن یہ اسے کیا معلوم کہ ہم اس کے لئے اتنی محبت رکھتے ہیں اور اس کو کتنی بڑی مصیبت سے بچانا چاہتے ہیں۔ اللہ بندے کو جھنجھوڑ دیتے ہیں تھوڑی سے تکلیف دے کر ارے باز آجاؤ۔ باز آجاؤ، ورنہ اتنی بڑی مصیبت میں گرفتار کرلوں گا کہ پھر تمہیں سکون نہیں ملے گا۔ تو یہ تکلیف، یہ بیماری، یہ حادثہ اس کو جھنجھوڑنے کا اور اس کو خبردار کرنے کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔

شکر کی ضرورت

تو میرے بزرگو اور دوستو! اور میری ماؤں بہنو اور بیٹیو! ہم اس کی

نعمتوں پر شکر ادا کریں، ہم شکر ادا کر ہی نہیں سکتے، میں تو حلفیہ کہتا ہوں کہ اللہ کے مجھ پر انعامات اتنے ہیں کہ میں تو شکر ادا کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن شکر ادا کرنے کی کوشش تو کرنی چاہئے۔ کوشش تو کی جائے ارے! ہم میں سے بہت سے تو ایسے ہیں کہ وہ کچھ بننا چاہتے ہیں لیکن وہ بن نہیں سکتے لیکن بننے کی کوشش تو کرتے ہیں جتنا ہاتھ میں آسکے اتنا تو کرتے ہیں۔

اللہ کا شکر ادا تو نہیں ہوسکتا لیکن اللہ کا شکر ادا کرنے کی کوشش تو کی جائے۔

دو کاموں کی ضرورت

اللہ کہتا ہے پانچویں پارہ کی آخری آیت میں اور یہ آیت کریمہ ایسی ہے کہ میں جب پڑھتا ہوں تو مجھ پر عجیب سے کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اللہ کہتا ہے:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾ (سورۃ النساء آیت ۱۴۷، پ ۵)

اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا، اللہ کو تمہیں عذاب دے کر کیا ملے گا۔ کیا تمہیں سزا دینے سے، بیمار کرنے سے، تمہیں آزمائش و مصیبت میں ڈالنے سے اللہ کے جلال میں، اللہ کے اقتدار میں، اللہ کی بادشاہی میں، اللہ کی خدائی میں اضافہ ہو جائے گا؟ نہیں! اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾ (سورۃ النساء آیت ۱۴۷، پ ۵)

شرط یہ ہے کہ تم شکر کرو اور تم ایمان لاؤ اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا

شکر کو مقدم کرنے کی وجہ

اور ذرا آیت کریمہ کا انداز دیکھئے۔ آیت کریمہ میں اللہ پاک نے شکر کا ذکر پہلے کیا ہے حالانکہ ایمان پہلے ہے اور شکر بعد میں ہے لیکن اللہ نے شکر کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے شکر کو پہلے ذکر کیا اور بات یہ ہے کہ جہاں اللہ کی ساری نعمتوں پر جو شکر ادا کیا جائے گا تو جو نعمت سب سے بڑی نعمت ہے اس نعمت پر تو لازمی طور پر شکر ادا کیا جائے۔

سب سے بڑی نعمت

اور ایک مسلمان کے لئے اللہ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ایمان کی ہے۔ اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں۔ ایمان کی نعمت اقتدار، کرسیوں، سلطنتوں، بادشاہتوں، کھانے پینے کا سامان اور رہنے کا مکان، کوٹھیاں اور سواریوں کے لئے یہ کاریں، موٹریں اور جہاز یہ ساری نعمتیں ایک طرف اور ایمان کی نعمت ایک طرف۔ اس سے بڑی اللہ کی نعمت کوئی نہیں۔ اس نعمت پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اے اللہ! تیرا شکر کہ تو نے مجھے مسلمان بنا دیا اگر تو مجھے کافر بنا دیتا۔ اگر ہندو کے گھر میں پیدا فرما دیتے ، مجوسی کے گھر میں، عیسائی کے گھر میں، یہودی کے گھر میں تو میں آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا، یہ تو نے بڑا کرم کیا کہ بن مانگے مجھے ایمان کی نعمت عطا فرما

دی، نہ میں نے ایمان کی نعمت اللہ سے مانگی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا عجیب واقعہ

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو کپڑے کے ایک ٹکڑے سے نیچے والے حصے کو چھپایا اور اسی طرح پیدل چلتے ہوئے مکہ سے مدینہ منورہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ واقعہ بڑے عجیب انداز میں لکھا تھا کہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے عبداللہ! کیا ہوا؟ تو انہوں نے بڑے عجیب انداز میں لکھا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں موحد ہو گیا۔ یہ ان پر کیسے صادق آرہا ہے ان کا جسم، ان کی حالت، ان کی صورت گواہی دے رہی تھی کہ واقعی یہ شخص موحد ہو گیا ہے اس نے اللہ کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا ہے یہاں تک کہ جسم کا لباس بھی چھوڑ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے کے لئے گئے اور راستہ میں ہی انتقال ہو گیا۔ رات کا وقت تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اترے ان کو قبر میں لٹانے کے لئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جنہیں فقیہ الامت کہا جاتا ہے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اتار رہے ہیں اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہہ رہے ہیں۔

"اے اللہ! میں اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا اے کاش! اس قبر میں

عبد اللہ بن ذوالبجادین نہ ہوتا اس قبر میں عبد اللہ بن مسعود ہوتا۔ کہ اس حالت میں جار ہے ہیں کہ اللہ کے رسول اس سے راضی ہیں۔

نعمت ایمان پر شکر کی ضرورت

عرض یہ کر رہا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو ایمان کی دولت کی وجہ سے مادی نعمتوں سے محروم ہونا پڑا۔ ہمیں تو ایمان کی وجہ سے مادی نعمتیں ملیں ہیں۔ اس لئے کہ ہماری آزمائش نہیں ہوئی ایمان پر جیسی آزمائش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہوئی ان سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کی ہوئی۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا؛ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مصائب وآلام سے پریشان ہو گئے تو فرمایا کہ پہلے لوگوں پر وہ وقت بھی آیا جب ایمان قبول کرنے کی وجہ سے لوہے کی کنگھی سے ان کے جسم کا چمڑا اتار لیا جاتا اور آری سے ان کے جسم کے دو ٹکڑے کر لئے گئے تم پر تو ایسی آزمائش نہیں آئی ابھی سے تنگ ہو رہے ہو۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے ایمان کی وجہ سے بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔ تو اس لئے جہاں ہم دوسری نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کریں وہاں ایمان کی نعمت پر بھی اللہ کا شکر ادا کریں۔

شکر کے درجات

اور میرے بزرگو اور دوستو! ایک تو شکر دل سے ہوتا ہے اور دوسرے زبان سے ہوتا ہے۔ اور تیسرے عمل سے ہوتا ہے۔ اللہ نے دولت عطا کی ہے تو اس کا شکر یہ ہے کہ جہاں اللہ چاہتا ہے دولت کو وہاں پر لگایا جائے۔

اللہ نے زبان عطا کی ہے، زبان کا شکر یہ ہے کہ جہاں اللہ چاہے زبان کو وہاں پر لگایا جائے، اللہ نے آنکھیں عطا کی ہیں آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ آنکھوں کو وہاں لگائے جہاں اللہ چاہتے ہیں، جہاں اللہ نہیں چاہتا وہاں آنکھوں کو استعمال نہ کرے۔ اللہ نے زندگی عطا کی ہے شکر یہ ہے کہ زندگی کو وہاں لگا دیں جہاں اللہ چاہتا ہے۔ زندگی کو وہاں نہ لگائیں جہاں لگانے سے اللہ ناراض ہوتے ہیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ مجھے اور آپ سب کو اس مالک کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

انسان کی دو خصلتیں

از افادات

داعیِ قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......صابر اور شاکر بننے کے لیے دو قابلِ اتباع صفات
- ......شکر کی بنیاد کن چیزوں پر ہے؟
- ......رضا بالقضاء اور صبر کا کیا انعام ہے؟
- ......اللہ کی نعمتوں کے غلط استعمال سے بچنا
- ......مملکتِ خداداد ملکِ پاکستان ایک نعمتِ عظمیٰ اور اس کی قدردانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا یَفۡعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمۡ اِنۡ شَکَرۡتُمۡ وَاٰمَنۡتُمۡ ؕ
وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیۡمًا ﴿۱۴۷﴾

(سورۃ النساء آیت ۱۴۷، پ ۵)

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ

میرے بھائیو اور دوستو!

گزشتہ جمعہ بھی پانچویں پارہ کی یہ آخری آیت تلاوت کی تھی اور اس کے حوالے سے اپنی معروفات پیش کی تھیں۔ آج بھی اسی حوالے سے گفتگو کرنا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں فرماتے ہیں اے انسانو! اے میرے بندو! اللہ تمھیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اگر تم شکر کرنے والے بن جاؤ اور تم ایمان قبول کرلو۔ تمہیں عذاب دینے میں اللہ کی دنیا میں تو کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور تمہیں عذاب دینے سے اللہ کو کوئی خوشی نہیں ہوگی۔ بس

شرط عذاب سے بچنے کی یہ ہے کہ تم شکر بھی کرو اور ایمان بھی قبول کرو اور شکر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی چند احادیث آپ کو سنائی تھیں کہ اللہ کے نبی ﷺ کی نظر میں شکر کی کتنی اہمیت اور فضیلت ہے۔

دو خصلتیں

ایک اور حدیث آج عرض کی جاتی ہے۔ ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِراً وَّصَابِراً وَمَنْ لَّمْ تَكُوْنَا فِيْهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِراً وَّلَا صَابِراً

فرمایا کہ دو خصلتیں ایسی ہیں، دو صفتیں ایسی ہیں کہ جس انسان میں وہ دو صفتیں پائی جائیں گی۔ اللہ اسے اپنے ہاں شاکر اور صابر لکھ دیتے ہیں اور جس کے اندر یہ دو صفتیں نہ پائی جائیں اللہ پاک کے ہاں وہ نہ شاکر ہے اور نہ صابر ہے۔ تو یہ دو صفتیں جس کے اندر پائی جائیں اللہ پاک اُسے شکر کرنے والوں میں، صبر کرنے والوں میں شمار کرتے ہیں اور جس کے اندر یہ دو صفتیں نہ پائی جائیں تو اللہ پاک کے ہاں وہ صابر اور شاکر نہیں ہوتا۔

اللہ چاہتے ہیں کہ یہ دونوں صفتیں ہمارے اندر پیدا ہو جائیں۔ یہ کون سی دو صفتیں ہیں۔

پہلی قابلِ اتباع صفت

فرمایا کہ: مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ

جو شخص دین کے اعتبار سے اسے دیکھتا ہے، جو اس سے آگے ہے اور اس جیسا بننے کی کوشش کرتا ہے۔

دینداروں کے درجات

دیندار تو اپنے آپ کو وہ بھی سمجھتا ہے جو صرف کلمہ پڑھتا ہے۔کلمہ پڑھنے کے سوا اللہ کا کوئی حکم نہیں مانتا۔حضور اکرم ﷺ کے طریقے پر نہیں چلتا صرف کلمہ پڑھتا ہے سمجھتا ہے میں دین دار ہوں۔نماز نہیں پڑھتا ،رمضان آتا ہے روزے نہیں رکھتا،صاحب نصاب ہے زکوۃ ادا نہیں کرتا،راستہ کے اخراجات برداشت کرسکتا ہے مگر حج نہیں کرتا،جھوٹ سے نہیں بچتا،ظلم سے نہیں بچتا،چوری چکاری سے نہیں بچتا۔مگر چونکہ کلمہ پڑھتا ہے تو وہ بھی سمجھتا ہے کہ میں دین دار ہوں۔

جو کبھی کبھار نماز پڑھ لیتا ہے اس کا شمار بھی دین داروں میں ہوتا ہے اور جو کبھی کبھار روزے رکھ لیتا ہے اس کا شمار بھی دین داروں میں ہوتا ہے۔جو پانچ وقت نماز پڑھتا ہے اور جب رمضان آتا ہے تو پورے روزے رکھنے کا اہتمام کرتا ہے تو یہ بھی دیندار ہے

اور جو ایسے ہوں۔ایسے دوست بھی ہیں الحمدللہ جن کی تہجد کی نماز قضا نہیں ہوتی،نفلی نمازیں بھی قضا نہیں کرتے۔فرض نمازوں کا بھی اہتمام،نفلی نمازوں کا بھی اہتمام اور تہجد کا بھی اہتمام اور اس کے ساتھ ساتھ چاشت، اشراق،اوابین بھی ادا کرتے ہیں۔

صرف فرض زکوۃ ہی ادا نہیں کرتے بلکہ نفلی صدقات بھی ادا کرتے

ہیں یہ بھی دیندار ہیں ۔ایسے بھی ہیں جو خود بھوکے رہتے ہیں دوسروں کو کھلاتے ہیں، دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں ۔تو یہ سب دیندار ہیں ۔

فرمایا کہ! جو شخص دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھے گا اور پھر اس جیسا بننے کی کوشش کرے گا تو اللہ پاک اسے اپنی اطاعت میں لکھ دیں گے ۔کیا لکھ دیں گے؟ شکر کرنے والا، صبر کرنے والا ۔

دوسری قابلِ اتباع صفت

اور اسی طریقہ سے فرمایا:

وَمَنْ نَّظَرَ فِیْ دُنْیَاہُ اِلٰی مَنْ ھُوَ دُوْنَہٗ فَشَکَرَ اللہَ

دنیا کے اعتبار سے اس کو دیکھے جو اس سے پیچھے ہے پھر اللہ کا شکر ادا کرے

دنیاوی اعتبار سے جو اس سے پیچھے ہیں ان پر نظر رکھے اپنے سے آگے والوں پر نظر نہ رکھے ۔اللہ اس کو صابر اور شاکر لکھ دیں گے ۔

دنیاوی اعتبار سے فرق

آپ دنیا کے اعتبار سے دیکھیں بہت فرق ہے ۔ایسے لوگ بھی ہیں جن کو دو وقت کی پیٹ بھر کر روٹی بھی میسر نہیں آتی ایسے لوگ بھی ہیں اس دنیا کے اندر، ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کے پاس سر چھپانے کے لئے جگہ نہیں ہے، اپنا مکان تو کیا کرایہ کا مکان بھی نہیں ہے ۔فٹ پاتھوں کے اوپر، خیموں کے اندر، کپڑے کی چادروں میں جھونپڑوں کے اندر، چھپروں کے اندر زندگی

بسر کر رہے ہیں ۔ایسے لوگ بھی ہیں اس دنیا کے اندر جن کو اللہ نے اتنا دیا ہے کہ اگر ان کی دس نسلیں بھی بیٹھ کر کھاتی رہیں تو بھی ان کی دولت ختم نہ ہواور ان دونوں کے اندر بہت فرق ہے ہر طرح کا فرق ہے۔دنیا کے اعتبار سے اور اس دنیا کے اندر ہر غریب سے زیادہ کوئی نہ کوئی غریب ہے۔اور ہر امیر سے زیادہ کوئی نہ کوئی امیر ہے۔

تو فرمایا کے دنیا کہ اعتبار سے جو شخص اس کو دیکھتا ہے جو اس سے غریب ہے دنیا کہ اعتبار سے اسے دیکھتا ہے جو اس سے پیچھے ہے۔ مجھے تو اللہ دو وقت کی روٹی دیتے ہیں یہاں تو ایسے ہیں جنھیں دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہے۔میرے پاس تو سر چھپانے کے لئے دو کمروں کا مکان ہے اس کے پاس تو سر چھپانے کے لئے ایک کمرے کا مکان بھی نہیں ہے۔تو جب دنیا کے اعتبار سے اپنے سے پیچھے والے کو دیکھے گا تو اس کی زبان سے الحمدللہ کے مبارک کلمات نکلیں گے۔اور اللہ کے ہاں اسے صابر اور شاکر لکھا جائے گا۔

آج کی اُلٹی سوچ

مگر میرے دوستو! آج ہماری سوچ بالکل الٹی ہے ہم دنیا کے اعتبار سے اس کو دیکھتے ہیں جو ہم سے آگے ہے اور ہم ان جیسے بننے کی کوشش کرتے ہیں مگر بن نہیں پاتے تو پریشان رہتے ہیں اور دین کے اعتبار سے ہم اس کو دیکھتے ہیں جو ہم سے پیچھے ہے تو ہمارے اندر آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا اور ہمارے اندر عمل کرنے کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا تو ہم پیچھے رہتے ہیں۔

دنیا کے اعتبار سے ایک دوڑ لگی ہوئی ہے ہر شخص اپنے سے آگے چلنے والا بننا چاہتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے نکل جانا چاہتا ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس سوچ کے حامل ہوتے ہیں ان کی زندگی کا گویا کہ مشن یہ ہے ایسا مکان بناؤ جو کسی کا نہ ہو، پڑوسیوں سے آگے نکل جاؤں دنیا کے اعتبار سے، رشتہ داروں سے آگے نکل جاؤں دنیا کے اعتبار سے۔ ساری زندگی اسی فکر میں گزر جاتی ہے کہ دوسروں سے آگے نکل جاؤں۔ جب نہیں نکل سکتے تو پریشان ہوجاتے ہیں۔ پھر شکر نہیں کرتے شکوہ کرتے ہیں۔ تقدیر کا شکوہ، قسمت کا شکوہ، حالات کا شکوہ، زمانے کا شکوہ کرتے ہیں۔

تو ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا؛

کہ جس کے اندر یہ دو صفتیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ اللہ پاک کے ہاں وہ شاکر اور صابر نہیں لکھا جاتا اور بھائی! وہ دو صفتیں کیا ہیں؟

۱:۔ کہ دین کے اعتبار سے اس کو دیکھے جو اس سے آگے ہے اور اس جیسا بننے کی کوشش کرے۔

۲:۔ اور دنیا کے اعتبار سے اس کو دیکھے جو اس سے پیچھے ہے اور ان کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرے۔

اللہ پاک اس کو اپنی اطاعت میں صابر اور شاکر لکھ دیتے ہیں لیکن اگر کسی کے اندر یہ دو خصلتیں نہیں تو وہ اللہ پاک کے ہاں صابر اور شاکر شمار نہیں ہوتا۔

سب سے بڑا مرتبہ

بعض علماء نے تو یہاں تک لکھا بلکہ علامہ فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے

عالم ہیں انہوں نے تو لکھا کہ جو اہل سلوک ہیں، اہل سلوک جو اللہ کی رضا کے مراتب طے کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ کے قریب ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ کی رضا کے راستے میں چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تو سالکین کے مراتب میں جو سب سے بڑا مرتبہ ہے وہ شکر کا مرتبہ ہے۔ بلکہ یہ مرتبہ رضا کے مرتبے سے بھی اونچا مرتبہ ہے۔ رضا کا معنی ہوتا ہے کہ اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہنا، تقدیر کے ہر فیصلے پر راضی رہنا۔

تو شکر کا مرتبہ رضا کے مرتبے سے بھی آگے ہے۔ اس لئے کہ شکر کے اندر رضا کا مرتبہ خود بخود آجاتا ہے۔

رضا کیا ہے؟

اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا اللہ نے مجھے جس حال میں رکھا ہے میں خوش ہوں۔ الحمد للہ کہتا رہے اس نے مجھے امیر بنا دیا تو میں راضی ہوں، غریب بنا دیا تو بھی میں راضی ہوں، اسکی مرضی۔ مجھے صحت دی تو میں راضی ہوں، بیمار کردیا تو میں راضی ہوں، میں علاج کرنے کی کوشش کرتا ہوں، کرنا چاہیے لیکن اللہ کے فیصلے پر راضی بھی ہے۔ اس سے بڑا سکون ملتا ہے۔ اللہ نے اولاد دے دی تو بھی راضی، اللہ نے اولاد لے لی تو بھی راضی، اللہ کے فیصلے پر راضی رہنے سے سکون ملتا ہے چونکہ انسان کر تو کچھ نہیں سکتا، اللہ ہم سے اگر ہماری اولاد لے لے تو ہم اللہ سے چھین تو نہیں سکتے، واپس لے تو نہیں سکتے، مردے کو واپس زندہ تو نہیں کرسکتے۔ لیکن جب ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہوں گے تو بڑا سکون اور ثواب بھی۔

رضا بالقضاء اور صبر کا انعام

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا؛

کہ جب کسی کے بچے کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالی فرشتوں سے پوچھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالی کو علم حاصل کرنے کے لئے، معلومات حاصل کرنے کے لئے سوال کی ضرورت نہیں تھی لیکن فرشتوں اور لوگوں کو بتانے کے لئے اللہ تعالی فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ اے فرشتو! کیا تم نے میرے بندے کے بیٹے کو موت دے دی؟ کیا تم نے اس سے اس کے جگر کے ٹکڑے کو چھین لیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہاں رب العالمین! ہم نے ایسے ہی کیا۔ تو اللہ کہتے ہیں کہ جب تم نے میرے بندے کے بیٹے کو موت دیدی تو اس وقت اس نے کیا کہا تھا؟

فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے کہا تھا الحمد للہ میں اللہ کے فیصلے پر راضی ہوں۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، دل میں غم تھا مگر زبان سے کہہ رہا تھا الحمد للہ تو اللہ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ جاؤ جنت میں اس کے لیے ایک محل تیار کر دو اور اس محل کا نام بھی رکھ دو بیت الحمد۔

یہ اس بندے کا محل ہے کہ جس کے دل نے غم کی شدت کے باوجود بھی اللہ کے فیصلے پر رضا کا اظہار کیا۔

مقام شکر مقام رضا سے بھی اعلیٰ

تو علامہ فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکر رضا سے بھی اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اس لئے کہ شکر کے اندر رضا بھی آگئی۔ کسی دن پیٹ بھر کر کھالیا تو

الحمدللہ، کسی دن بھوکا رہا تو الحمدللہ، کسی دن زبان اور سری کھالی تو الحمدللہ اور کسی دن روکھی سوکھی کھالی تو بھی الحمدللہ۔ ہر صورت میں اللہ کا شکر الحمدللہ کہ تو نے یہ مجھے پیٹ بھر کر دیا، پتا نہیں کتنے انسان اس سے محروم ہیں۔شکر جو ہے یہ اللہ کی رضا کو بھی شامل ہے کہ اللہ کے ہر فیصلے پر یہ راضی ہے۔اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔

شکر کی بنیاد کن چیزوں پر ہے؟

میرے بھائیو! جو عملی طور پر ذہن نشین کرنے کی بات ہے وہ یہ کہ علماء کہتے ہیں کہ شکر کی پانچ بنیادیں ہیں ۔پانچ اعمال کو کرے گا، پانچ چیزیں اختیار کرے گا تو اللہ کا شکر کرنے والا شمار ہوگا۔اور الحمدللہ ہمیں تو شکر کرنے والا بندہ بننا ہے۔تو اپنے دل میں یہ بٹھا لیجئے کہ یہ پانچوں اعمال ہم کرنے کی کوشش کریں گے تا کہ اللہ پاک کے ہاں ہم شکر کرنے والے شمار ہوں۔شکر پانچ بنیادوں پر قائم ہے۔شکر کے لئے پانچ چیزوں کا کرنا ضروری ہے۔

پہلی بنیاد:......سب سے پہلا عمل یہ کہ جو انعام کرنے والا ہے، احسان کرنے والا ہے اس کے سامنے عاجزی کریں، اسکے سامنے جھک کر رہے۔

اور سب سے بڑا ہمارا محسن اللہ ہے۔اللہ کے سامنے خشوع کا اظہار کریں ،خضوع کا اظہار کریں، بندگی کا اظہار کریں،تواضع کا اظہار کریں۔اسکے سامنے جھک جھک کر جائیں یہ شکر کی پہلی بنیاد ہے۔

دوسری بنیاد:......شکر کرنے کے لئے جو دوسری بنیاد ہے وہ یہ کہ

اپنے منعم سے محبت کی جائے، اپنے محسن سے محبت کی جائے۔

دنیا کا اصول ہے کہ ہر کوئی اپنے محسن سے محبت کرتا ہے حتیٰ کہ حیوانوں کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتے ہیں وہ حیوان جس کا نام ہی ہم بڑی نفرت سے لیتے ہیں اور جس کے نام سے ہمیں اتنی نفرت ہے کہ گالی کے طور پر اسے استعمال کرتے ہیں۔

اس کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے جو اسے دو وقت روٹی ڈال دے، اس کو پہچان لیتا ہے یہ میرا محسن ہے جس جہاں میں اس کو دیکھے اس کے پیچھے دم ہلا ہلا کر چلتا ہے، اس کے پاؤں میں لوٹتا ہے، اس کے پاؤں کو چومنے کی کوشش کرتا ہے۔

تعجب کی بات

تو منعم سے محبت کرنا یہ صرف انسان نہیں بلکہ حیوان کی بھی فطرت ہے۔تو کتنی تعجب کی بات ہے کہ کتے جیسا جانور وہ تو اپنے محسن سے محبت کرے۔مگر انسان اشرف المخلوقات اپنے محسن حقیقی سے محبت نہ کرے۔یہ شکر کی دوسری بنیاد ہے کہ انسان اپنے منعم سے محبت کرے۔

تیسری بنیاد:......اور شکر کی تیسری بنیاد یہ ہے کہ اپنے منعم اور محسن کے احسان کا اقرار کیا جائے۔کہ مجھ پر اس نے یہ احسان کیا ہے بار بار اس کی زبان سے نکلے کہ میرے اللہ نے کرم کیا مجھے یہ عطا کیا، مجھے یہ عطا کیا یہ نہیں کہ میں نے کیا میں نے یہ کیا؟ جیسے قارون نے کہا تھا:

إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ط

مجھے جو مال ملا ہے میرے علم کی وجہ سے ملا ہے۔ میری ذہانت سے ملا ہے میں بڑا ذہین شخص ہوں، مجھے کمانے کا طریقہ آتا ہے، مجھے کمانے کا ڈھنگ آتا ہے، میرا تجربہ بہت وسیع ہے اس لئے میں نے کمالیا۔

مومن کا نظریہ

اور مومن کہتا ہے کہ مجھے میرے اللہ نے دیا ہے میں کیا اور میرا علم کیا اور میرا کاروبار کیا اور میری دکان کیا اور میری تجارت کیا اور میری چالاکی کیا۔ جو کچھ دیا وہ میرے اللہ نے دیا تو اپنے منعم کی نعمتوں کا اعتراف کرے ۔اللہ نے کرم کردیا نعمت صرف دنیا کی نعمتوں میں نہیں بلکہ جو ایمانی نعمتیں ہیں ان میں بھی مالک نے کرم کردیا مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے دی، اللہ نے کرم کردیا مجھے مسجد کا راستہ دکھا دیا، اللہ نے کرم کردیا مجھے سر جھکانے کی توفیق دے دی، اللہ نے کرم کردیا مجھے مانگنے کی توفیق دے دی، اللہ نے کرم کردیا اپنے گھر بلالیا، اللہ نے سعادت نصیب فرمادی جو کچھ ہوا اللہ کے کرم سے ہوا۔ جو کچھ ہوا تیرے ہی کرم سے ہوا اور جو کچھ ہوگا تیرے ہی کرم سے ہوگا۔تو اللہ کی نعمتوں کا اقرار کرنا اپنے منعم کے احسانات کا، نعمتوں کا اقرار کرنا یہ تیسری بنیاد ہے شکر کی۔

چوتھی بنیاد:...... اور میں چوتھی بنیاد بتاؤں وہ یہ کہ اپنے منعم کی تعریف بھی کریں۔ جیسے کہ ہم کہتے ہیں الحمدللہ، الحمدللہ یہ کلمہ اللہ کو بہت پسند ہے اس لئے کہ جب اللہ نے اپنے کلام مقدس کا آغاز کیا ہے تو الحمدللہ

سے کیا ہے۔رسول ﷺ اپنے بیان کی ابتدا کرتے تو الحمدللہ سے کرتے اور بیان کی انتہاء بھی الحمدللہ کر کے کرتے۔تو الحمدللہ یہ بندگی کی ابتداء بھی ہے اور الحمدللہ بندگی کی انتہاء بھی ہے۔

توشکرادا کرنے کی چوتھی بنیاد یہ ہے کہ الحمدللہ کہے۔

پانچویں بنیاد:......میرے بھائی! پانچویں بنیاد یہ ہے کہ محسن نے جونعمت عطا کی ہے اس نعمت کواس کی مرضی والے کام میں استعمال کریں یہ بہت اہم شرط ہے۔

شکر تب ادا ہوگا کہ اپنے منعم کی دی ہوئی نعمتوں کواس کے ناراض کرنے والے کاموں میں استعمال نہ کرے۔ہم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر الحمدللہ تو کہہ دیتے ہیں۔لیکن اس چیز سے ہم نہیں بچتے کہ اللہ پاک کی دی ہوئی نعمتوں کواس کے ناراض کرنے والے کاموں میں ہم استعمال نہ کریں۔

اللہ کی نعمتوں کا غلط استعمال

کتنے لوگ ہیں جو اللہ کی دی ہوئی آنکھوں کو غلط جگہ استعمال کرتے ہیں۔ اللہ کی ناراضگی میں۔

عام اجتماع میں بھی یہ ہے کہ دوسرے کی بہن اور بیٹی کو تکنے کے لئے آنکھ استعمال ہورہی ہیں اور بدنظری کے لئے استعمال ہورہی ہیں۔

زبان استعمال ہورہی ہے اللہ کی ناراضگی میں جھوٹ کے لئے،چغلی کے لئے،غیبت کے لئے اور گالی گلوچ کرنے کے لئے اور کلمہ کفر بکنے کے لئے اور دین کا مذاق اڑانے کے لئے زبان استعمال رہی ہے۔اللہ کی دی ہوئی

نعمت ہے لیکن استعمال ہو رہی ہے کہاں پر؟ اللہ کی ناراضگی کے کاموں میں۔

مال اللہ پاک کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے لیکن مال کو اللہ پاک کے رضا والے کاموں میں استعمال نہیں کرتا۔ اللہ کو ناراض کرنے والے کاموں میں استعمال کرتا ہے، دکھاوے والے کاموں میں مال خرچ کرتا ہے، فضول کاموں کے لئے مال خرچ کرتا ہے، ناچ گانے میں مال کو خرچ کرتا ہے، گناہوں کو فروغ دینے کے لئے مال کو خرچ کرتا ہے۔ اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے لیکن اللہ کی ناراضگی میں مال کو خرچ کرتا ہے۔ اللہ کی رضا میں نہیں۔

تو کتنی ہی نعمتیں ہیں بھائیو! جو ہم اللہ کی ناراضگی والے کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔

تو بھائیو! یہ پانچ بنیادیں ہوں گی تو شکر کا حق ادا ہوگا، تب شکر ادا ہوگا۔ دل سے شکر گزاری کرنا ضروری ہے۔

ملک پاکستان ایک نعمتِ عظمیٰ

اور جیسا کہ گزشتہ جمعہ کو بھی عرض کیا تھا یہ ملک پاکستان اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔ آج کی نئی نسل کو پتہ نہیں ہے کہ اس ملک کے حصول کے لئے کتنی قربانیاں دی گئیں۔

کتنی بہنیں اور بیٹیاں تھیں؟؟ جن کو ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے گھروں میں لونڈیاں اور کنیزیں بنا کر رکھ لیا۔ ان کے مردوں کو قتل کر دیا اور ان کو لونڈیاں بنا کر اپنے گھروں میں رکھ لیا۔ مسلمان بہنیں اور بیٹیاں

تھیں لیکن ان کے پیٹ سے ہندوؤں اور سکھوں کی اولاد پیدا ہوئی۔

کتنی قربانیوں کے بعد یہ ملک حاصل ہوا۔ بے شمار بوڑھے اور جوان، عورتیں، بچے اور بچیاں، بہنیں اور بیٹیاں تباہ کر دی گئیں اور مائیں ذبح کر دی گئیں۔ تب یہ ملک حاصل ہوا۔ لیکن ہم نے اللہ کی اس نعمت کی قدر نہیں کی حالانکہ آج اس ملک کا وجود خطرے میں نظر آ رہا ہے۔

خطرات منڈلا رہے ہیں

کون سا عذاب ہے جس میں ہم مبتلا نہیں ہیں۔ فرقہ واریت کا عذاب، قحط سالی کا عذاب اور بے روزگاری کا عذاب، آپس کے لڑائی جھگڑوں کا عذاب اور ظالم نظام کا عذاب اور ظالم حکمرانوں کا عذاب مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا ہے۔

اللہ پاک مجھے اور آپ سب کو اپنا شکر کرنے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

انسان کا ناشکراپن

از افادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ

- ......گھوڑے کی وفاداری اور انسان کا ناشکراپن
- ......انسان پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات وانعامات
- ......دنیوی اور دینی نعمتوں کا انبار
- ......اگر یہ نعمتیں نہ ہوتیں تو پھر کیا ہوتا؟
- ......کیا مصیبت میں بھی اللہ کا شکر ادا کیا جا سکتا ہے؟
- ......قرآن وحدیث میں شکر کی اہمیت اور تعلیم وترغیب
- ......شکر کے بارے میں اللہ والوں کے واقعات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ط اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ① فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ② فَالْمُغِیْرٰتِ
صُبْحًا ③ فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعًا ④ فَوَسَطْنَ بِہٖ جَمْعًا ⑤ اِنَّ الْاِنْسَانَ
لِرَبِّہٖ لَکَنُوْدٌ ⑥ وَاِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیْدٌ ⑦ وَاِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ
لَشَدِیْدٌ ⑧ اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ⑨ وَحُصِّلَ مَا
فِی الصُّدُوْرِ ⑩ اِنَّ رَبَّہُمْ بِہِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ ⑪

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

پانچ قسمیں

میرے محترم بزرگو، دوستو اور میری ماؤں، بہنو، بیٹیو!

سورۃ العادیات مکی سورت ہے۔ اس میں گیارہ آیات ہیں۔ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانچ قسمیں کھائی ہیں۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ﴿١﴾ قسم ہے ہانپ کر دوڑنے والے گھوڑوں کی

فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ﴿٢﴾ قسم ہے ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والے گھوڑوں کی

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ﴿٣﴾ قسم ہے صبح کے وقت حملہ کر دینے والے گھوڑوں کی

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ﴿٤﴾ قسم ہے گرد وغبار اڑانے والے گھوڑوں کی

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ﴿٥﴾ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو جماعت میں گھس جاتے ہیں

قسم کھانے کی وجوہات

اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ قسمیں کھائیں۔ قسم بعض اوقات کھائی جاتی ہے دوسرے کو یقین دلانے کے لئے، بعض اوقات اپنی بات کو مضبوط کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے۔ اور بعض اوقات قسم کھائی جاتی ہے کسی چیز کو دلیل اور گواہ کے طور پر پیش کرنے کے لئے۔ قسم بھی حقیقت میں ایک قسم کی گواہی ہے۔ جو شخص کہتا ہے کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں تو گویا کہ وہ یوں کہتا ہے کہ میں اللہ کو اپنے دعویٰ کی سچائی پر گواہ بنا کر پیش کرتا ہوں، اللہ گواہ ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں اسی لئے جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اور اسی لئے اللہ کے ماسوا کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر چیز کے ظاہر اور باطن کا علم، پوشیدہ اور اعلانیہ کا علم، قول وفعل اور خیال کا علم یہ صرف اللہ کو ہے، اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں ہے۔ البتہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں مخلوق میں سے مختلف چیزوں کی قسم کھائی ہیں۔ تو بہت سے علماء فرماتے ہیں کہ اکثر و بیشتر جہاں اللہ نے قسمیں کھائی ہیں تو ان چیزوں کو گویا اپنے دعویٰ پر دلیل بنا کر

پیش کیا ہے۔ مثلاً یہ پانچ قسمیں کھانے کے بعد فرمایا کہ!

گھوڑے کی وفاداری اور انسان کا ناشکرا پن

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے

گویا کہ گھوڑے کی وفاداری، گھوڑے کی جان نثاری اور گھوڑے کی یہ صفات اس بات کی دلیل ہیں کہ انسان بڑا ناشکرا ہے انسان اور گھوڑوں کے درمیان موازنہ کریں گھوڑے کا مالک حقیقی مالک نہیں ہے مجازی مالک ہے۔ حقیقی مالک تو ہر چیز کا اللہ ہے۔ وہ مجازی مالک ایسا ہے کہ اس نے گھوڑے کو پیدا نہیں کیا بلکہ صرف گھوڑے کو گھاس دانہ اور پانی دیتا ہے لیکن گھوڑا اس کی وفاداری میں اپنی جان تک کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ خود حضور اقدس ﷺ نے گھوڑے کی تعریف بیان فرمائی ہے۔

گھوڑوں کی انوکھی صفات

مسلم کی روایت ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ نے گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک کے لئے خیر رکھ دی ہے۔

گھوڑا اپنے مالک کا ایسا وفادار ہے۔ تھکاوٹ سے چور ہو جاتا ہے، بدن دکھنے لگتا ہے، سانس پھول جاتی ہے، لیکن پھر بھی ہانپتا ہوا، دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کی سانس اتنی تیز ہو جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی جان دے دے گا لیکن پھر بھی دوڑتا چلا جاتا ہے، پتھریلی زمین میں ٹاپیں مارتے ہوئے چلتا ہے، آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں لیکن خطرے سے بے

پرواہ مالک کی خاطر دوڑتا چلا جاتا ہے۔ رات کا وقت آرام کا وقت ہوتا ہے لیکن مالک اس کو کسی لشکر پر حملے کے لئے اُکساتا ہے اور اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ تو شب خون مارنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، راتوں کی نیند اور راحت و آرام کو بھی قربان کرتا ہے گرد و غبار اور طوفان اٹھتا ہے، آنکھوں میں اور نتھنوں میں مٹی ہوتی ہے لیکن لشکر میں بھی گھسا چلا جاتا ہے، ایسا لشکر جہاں تلواریں ٹکرا رہی ہیں اور تیروں کی بارش ہو رہی ہے اور نیزے سے جسموں کو چھیدا جا رہا ہے، انسان کٹ کٹ کے گر رہے ہیں خون بہہ رہا ہے، انسان تک بھاگ کھڑے ہوتے ہیں لیکن گھوڑا مالک کی خاطر گھسا چلا جاتا ہے۔

انسان کا حال

ایک طرف تو گھوڑے کا حال ہے دوسری طرف انسان کا حال ہے اس کا مالک، حقیقی مالک ہے، اللہ مجازی مالک نہیں ہے۔ لیکن انسان اپنے حقیقی مالک کا اتنا وفادار نہیں ہے جتنا کہ ایک بے زبان جانور اپنے مالک کا وفادار ہے۔ تو گویا کہ گھوڑے کی یہ حالتیں بیان کرنے کے بعد جب یہ فرمایا کہ؛

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ﴿٦﴾ (سورۃ العادیات آیت ۶، پ ۳۰)

بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

تو یہ ہر انسان موازنہ کر سکتا ہے کہ میں اللہ کا کتنا وفادار ہوں اور ایک بے زبان جانور جسے ہم بے عقل بھی کہتے ہیں وہ کتنا وفادار ہے۔

اللہ پاک کی نعمتیں بے شمار ہیں

جبکہ انسان پر اللہ کے احسانات بے شمار ہیں، بے حد و حساب ہیں، جن کا

شمار نہیں کیا جا سکتا اللہ پاک بجا طور پر صحیح فرماتے ہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط (سورۃ النحل آیت ۱۸، پ ۱۴)

اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے ہو

یہ جسم اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ زندگی اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ آنکھیں جن سے ہم دیکھتے ہیں اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ کان جن سے ہم سنتے ہیں اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ زبان اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ سینے میں دھڑکتا ہوا دل اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ سر میں سوچنے والا، تدبیریں کرنے والا دماغ اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ چھونے والا، پکڑنے والا ہاتھ اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ چلنے والے پاؤں اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ غذا کو ہضم کرنے والا اور تحلیل کرنے والا معدہ اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ جسم میں رگوں کا پھیلا ہوا لمبا جال یہ اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ شکل وصورت جو اللہ نے ہمیں عطا کی اور قسمیں کھا کر اللہ نے فرمایا کہ میں نے انسان کو سب سے خوبصورت بنایا ہے۔ تو یہ شکل وصورت اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ صحت وتندرستی اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ بھوک جسے بظاہر ایک مصیبت سمجھا جاتا ہے یہ اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے، اولاد کے لئے والدین بہت بڑی نعمت ہیں، والدین کے لئے اولاد بہت بڑی نعمت ہیں، یہ رشتے یہ عزیز واقارب یہ بھائی بہن اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ الحمد للہ والدہ حیات بھی ہیں اللہ خدمت کی توفیق بھی دیتے ہیں یہ اللہ پاک کی نعمت ہے، اللہ نے مجھے بیٹی بھی عطا کی ہے اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے، اللہ پاک نے مجھے بہنیں بھی دی ہیں کتنی

بڑی نعمت ہے۔

میاں بیوی ایک دوسرے کیلئے بہت بڑی نعمت ہیں

الحمدللہ وفا شعار، خدمت گزار، محبت کرنے والی بیوی بھی اللہ پاک نے عطا کی ہے اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے، عورت کی کتنی حیثیتیں ہیں ہر حیثیت کا لطف اور مزہ اور ہے، ماں کی محبت کا بدل بیوی نہیں بن سکتی، بیوی کی محبت کا بدل بیٹی اور بہن نہیں بن سکتی، اور بیٹی اور بہن کی محبت کا بدل بیوی نہیں بن سکتی ہے، اسی طریقے سے عورت دیکھے کہ مرد کو کتنی حیثیتیں حاصل ہیں اس کا شوہر ہے، شوہر کا وجود کتنی بڑی نعمت ہے، بشرطیکہ وہ سوچے، بیٹے اور بھائی کتنی بڑی نعمت ہیں، والد کتنی بڑی نعمت ہے۔ اللہ اکبر! بعض اوقات اللہ سے بڑا ڈر بھی لگتا ہے لیکن انسان تو کچھ نہیں کرسکتا اگر موت آ رہی ہو تو اس کو روک نہیں سکتا۔ کتنے لوگ ہیں جو گھر سے کمانے کے لئے نکلتے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے ہیں راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا، کسی دہشت گرد اور انسانیت کے دشمن کی گولی کا نشانہ بن گئے، وہی بیوی جو صبح تک سہاگن تھی شام کو بیوہ ہو گئی تو شوہر کتنی بڑی نعمت ہے، ان رشتوں کا احساس اس وقت ہوتا ہے جس وقت انسان ان رشتوں سے محروم ہوتا ہے۔ یہ سر چھپانے کے لئے مکان یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

رزق حلال کی نعمت

یہ رزق حلال کی نعمت، حرام کی بات نہیں کرتا، حرام نعمت نہیں ہے چاہے

بڑا اہال اس سے بھر جائے وہ نعمت نہیں ہے وہ زحمت ہے وہ تو مصیبت ہے، وہ تو آگ کے انگارے ہیں جتنے بھی چاہو جمع کرلو بڑا اہال نہیں چاہو تو دس گنا ہ بڑا اہال بھی بھرلو وہ تو آگ کے انگارے ہیں اور رزق حلال چاہے وہ سوکھی روٹی کے دو ٹکڑے ہوں۔ وہ اللہ پاک کی نعمت ہیں۔ یہ نیلا آسمان اور آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ رات کی سیاہ چادر یہ اللہ پاک کی نعمت ہے۔

نیند اللہ کی نعمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم بتلاؤ اگر میں دن ہی دن بناتا تو کون ہے جو تمہارے لئے رات بناتا اور تمہیں سکون ملتا اگر میں رات ہی رات بنا دیتا دن نہ ہوتا تو تم کیسے معاشی دوڑ دھوپ کرتے تو یہ رات اور دن اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ پر سکون اور میٹھی نیند اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے، اگر نیند نہ آئے تو پھر پتہ چلے اور جو نیند سے محروم ہیں ان سے پوچھو کہ نیند کتنی بڑی نعمت ہے، ان سے پوچھو تو کہیں گے مجھے کچھ نہیں چاہیے ارے حکیم صاحب! ڈاکٹر صاحب! جو مانگو گے میں دوں گا لیکن کوئی ایسی صورت بنا دو کہ مجھے نیند آجائے۔

مختلف نعمتیں

پھر ایک نعمت میں کئی کئی نعمتیں جمع ہیں اب میں نے کہا کہ رزق حلال اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے اپنے گھر میں بیٹھ کر کھا رہے ہیں یہ دوسری نعمت ہے، اپنے بیوی بچوں کیساتھ، بھائی بہنوں کے ساتھ محبت کے ماحول میں بیٹھ کر

کھا رہا ہے یہ ایک اور نعمت ہے، بھوک کے ساتھ کھا رہا ہے یہ ایک اور نعمت ہے، لذت کے ساتھ کھا رہا ہے یہ ایک اور نعمت ہے، کھاتا ہے ہضم ہو جاتا ہے یہ ایک اور نعمت ہے، پھر جو چاہتا ہے وہ مل جاتا ہے۔ اللہ اکبر کتنی بڑی نعمت ہے اللہ کے بندو! سوچو تو سہی کتنے لوگ ہیں کہ جن کو پورے سال میں بھی وہ غذا نہیں ملتی جو وہ چاہتے ہیں اور ہمیں ہر شام کو وہ غذا مل جاتی ہے جو ہم چاہتے ہیں کہ آج یہ کھانے کو دل چاہتا ہے اللہ پاک وہی دے دیتے ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں ہمارے بھائی ہماری بہنیں ہماری بیٹیاں اور مسلمان بھائی، مجاہد بھائی، ظالموں کی جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں وہ روٹی کے ٹکڑوں کو ترس رہے ہیں۔

آزادی کی نعمت

یہ آزادی اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے آپ جہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں اللہ نے آزادی دی ہوئی ہے اللہ پکڑتا نہیں ہے کہ سینما کی طرف جا رہا ہے، اللہ پکڑتا نہیں ہے کہ یہ شراب خانے کی طرف جا رہا ہے، اللہ پکڑتا نہیں ہے اللہ کا حکم توڑنے کے لئے جا رہا ہے اللہ پکڑتا نہیں ہے لیکن اللہ دعوت ضرور دیتا ہے حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح ارے ادھر نہ جاؤ وہاں ناکامی ہے، یہاں آجاؤ یہاں کامیابی ہے اللہ بلاتا ہے اللہ آنے کی توفیق دیتا ہے۔ تو یہ چلنے کی آزادی، اٹھنے بیٹھنے کی آزادی کھانے پینے کی آزادی کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ معاشی ذرائع، یہ دکان، یہ تجارت، یہ ملازمت، یہ فیکٹری یہ اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں، اللہ نے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا

نے سے بچا رکھا ہے یہ اللہ پاک کی نعمت ہے۔

دینی نعمتیں

یہ مسجدیں اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں، یہ مدرسے اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہیں، یہ مکاتب جہاں صبح سے شام تک قال اللہ، قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی ہیں ہمارے بچے وہاں قرآن پڑھ سکتے ہیں یہ اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں۔ شاید یہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان قرآن پاک پڑھنے والے بچوں اور بچیوں کی وجہ سے رزق دے رہا ہے۔ اور یہ نعمتیں ان لوگوں سے پوچھئے جو ان نعمتوں سے محروم ہیں بشرطیکہ دل میں ایمان ہو۔ دل میں ایمان نہیں ہے تو پھر تو بد بخت یہی سوچے گا کہ کاش! میرے گھر کے قریب کلب ہوتا، شراب خانہ ہوتا، پارک ہوتا، اور فلاں فلاں گندگی کی جگہ ہوتی لیکن ایک شخص مغربی ملک میں رہتا ہے اور قریب میں مسجد نہیں اور دل میں اللہ نے ایمان دیا ہے دل میں ایمانی جذبہ ہے تو اس سے پوچھیے کہ مسجد اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ دل چاہتا ہے کہ پانچ وقت اللہ کے گھر میں جا کر اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ سجدہ کروں، نماز پڑھوں لیکن نہیں کر سکتا مجبوریاں ایسی ہیں میلوں دور مسجدیں ہیں دل چاہتا ہے کہ کوئی مجھے قرآن پڑھائے لیکن کوئی پڑھانے والا نہیں، قرب وجوار میں کوئی مدرسہ ہی نظر نہیں آتا تو مساجد اور مدارس کتنی بڑی نعمتیں ہیں، یہ قرآن کتنی بڑی نعمت ہے۔ جس کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے اللہ نے قسمیں کھائی ہیں:

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾

(سورۃ الواقعہ آیت ۷۵، ۷۶، پ ۲۷)

میں ستاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں اور اگر تم سمجھو یہ اللہ نے بڑی قسم کھائی ہے۔

اللہ نے چھوٹی قسم نہیں کھائی قسم۔ کھانے کے بعد اللہ فرماتا ہے

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ یہ بڑا عزت والا قرآن ہے

میں اللہ کہہ رہا ہوں، یہ بڑا معزز کلام ہے۔

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ پوشیدہ کتاب میں

لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾

اس کو نہیں چھو سکتے مگر وہ لوگ جو پاک اور صاف ستھرے ہوں ناپاک لوگ نہیں چھو سکتے اور ناپاک لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے:

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے

اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ کیا تم اللہ کے کلام کو معمولی کلام سمجھتے ہو

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور تم نے اپنا حصہ بس یہی بنالیا ہے کہ میرے کلام کو تم جھٹلاتے رہو۔

ایک وقت آئے گا جب جان حلق تک پہنچ جائے گی اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو گے کہ سارا منظر نظر آ رہا ہے، جان نکالی جارہی ہے میں سب کچھ چھوڑ کے جارہا ہوں اس وقت تمہیں یقین آئے گا لیکن اس وقت کا یقین کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ قرآن اللہ پاک کی نعمت ہے یہ ایمان اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ رسول ﷺ کے ساتھ غلامی کی نسبت اللہ پاک کی بہت

بڑی نعمت ہے، ارے کتنی بڑی نعمت ہے میں کہتا ہوں کہ میں حضور ﷺ کا ماننے والا ہوں میں حضور ﷺ کا روحانی بیٹا ہوں اور حضور ﷺ کون ہیں کائنات کے سردار، انبیاء کے سردار میں ان کا امتی ہوں ان کے ساتھ نسبت اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے تو نعمتیں پورے جسم میں، دل اور دماغ میں، ظاہر اور باطن میں، گھر میں اور بازار میں، اللہ کی نعمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔

اگر اللہ کی نعمتیں نہ ہوتیں تو پھر کیا ہوتا؟

ارے یہ سوچیے کہ اگر اللہ کی یہ نعمتیں نہ ہوں تو پھر کیا ہوگا؟ اگر ہم ان نعمتوں سے محروم ہو جائیں تو پھر کیا ہوگا؟ سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ دل آٹو میٹک مشین کی طرح ایک دن میں ایک لاکھ تین ہزار چھ سو اسّی بار دھڑکتا ہے اگر یہ دھڑکنیں کم یا زیادہ ہو جائیں تو زندگی کا سانس ٹوٹ جائے یہ آنکھیں ایک کروٹ میں دس لاکھ رنگ دیکھ سکتی ہیں اگر یہ آنکھیں نہ ہوں تو دنیا ہمارے لئے بے نور ہو جائے، دنیا کا حسن ہی ختم ہو جائے اور یہ ناک تین ہزار خوشبوئیں سونگھ سکتا ہے اگر سونگھنے کی حس ختم ہو جائے اور خوشبوؤں کا میدان اور سونگھنے کا میدان سب ختم ہو جائے تو یہ دنیا بے مزہ ہو جائے۔ یہ کان ایک وقت میں سوا لاکھ آوازیں سن سکتا ہے، اگر ہم بہرے ہو جائیں تو ان آوازوں سے محروم ہو جائیں گے۔ کسی کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی نہیں ہے گوشت کا لوتھڑا پڑا ہے اٹھ بیٹھ نہیں سکتا، پیشاب یا پاخانہ نہیں کر سکتا ایک معمولی ہڈی ٹوٹ گئی اور مُردوں کی طرح زندگی گزار رہا ہے۔ اللہ پاک کی

کتنی بڑی نعمت ہے یہ دماغ نہ ہوتو انسان اور حیوان دونوں برابر، یہ زبان نہ ہوتو نہ ذکر کرسکتا ہے نہ تلاوت کرسکتا ہے، نہ عزیزوں کیساتھ محبت کا اظہار کرسکتا ہے یہ جو آپ محبت کے ساتھ کہتے ہیں اماں جان، زبان نہ ہوتو کیسے کہہ سکتے ہیں، محبت سے کہتے ہیں بیٹی! یہ زبان نہ ہوتو کیسے کہیں گے کتنا لطف آتا ہے جب انسان ان رشتوں کا اظہار اپنی زبان سے کرتا ہے بشرطیکہ اس کے دل میں ان رشتوں کی وقعت اور قدر ہو اور جو اس زبان والی نعمت سے محروم ہوگیا اگر دین کی دعوت دینا چاہتا ہے دعوت نہیں دے سکتا، تبلیغ نہیں کر سکتا، درس و تدریس نہیں کرسکتا، اللہ کا نام زبان سے نہیں لے سکتا، بھوک نہ ہوتو طرح طرح کے کھانے اس کے لئے بیکار ہیں، بھوسے کی طرح ہیں، نیند نہ آئے تو پاگل ہو جائے۔

شاکر اور شکور میں فرق

میرے بزرگو اور دوستو!

ہم تو اللہ کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے، اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو مصیبت میں بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور ہم راحت میں بھی اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں آپ کو پتہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ راتوں کو بڑا طویل قیام کرتے تھے، لمبے لمبے سجدے کرتے، رکوع کرتے اللہ سے مانگتے، جہنم سے پناہ مانگتے، جنت کی درخواست کرتے، امت کے لئے مغفرت طلب

کرتے، اپنے لئے مغفرت طلب کرتے عرض کیا گیا اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ تو مغفور و مرحوم ہیں بخشے بخشائے ہیں، آپ ﷺ کے ساتھ اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے آپ ﷺ کو اتنی عبادت اور اتنی مشقت کی کیا ضرورت ہے؟ کیا فرمایا اللہ کے نبی نے!

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟،

میں عبادت جنت کے حصول کے لئے نہیں کرتا بلکہ اس اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے جس نے مجھ سے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ شکور کا معنی شکر کرنے والا، شاکر کا معنی بھی شکر کرنے والا لیکن علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کے درمیان فرق کیا ہے فرماتے ہیں کہ!

اَلشَّاکِرُ مَنْ یَّشْکُرُ عَلَی الرُّخٰی وَ الشَّکُوْرُ مَنْ یَّشْکُرُ عَلَی الْبَلٰی

شاکر عربی میں اس کو کہتے ہیں جو راحتوں پر، نعمتوں پر، خوشیوں پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور شکور اس کو کہتے ہیں جو مصیبت اور تکلیف میں بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اللہ کے نبی نے اپنے لئے جو لفظ استعمال فرمایا وہ شکور کا لفظ ہے شاکر کا لفظ نہیں ہے میں تو ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کروں گا وہ کھلائے تو بھی شکر ادا کروں گا اور وہ بھوکا رکھے تو بھی اس کا شکر ادا کروں گا، وہ پلائے تو بھی اس کا شکر ادا کروں گا اور اگر وہ پیاسا رکھے تو بھی میں اس کا شکر ادا کروں گا۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کروں گا۔

مصیبت میں بھی اللہ کا شکرادا کریں

اللہ والے ایسے ہوتے ہیں جو تکلیف اور مصیبت میں بھی اللہ کی نعمت کا کوئی پہلو تلاش کر لیتے ہیں۔ایک اللہ والے راستے سے گزر رہے تھے کسی بد بخت نے ان پر کچرے کا بھرا ہوا ٹوکرا پھینک دیا فرمانے لگے اللہ! تیرا شکر ہے میں تو جہنم کے انگاروں کا مستحق تھا تو نے تو مٹی کے ٹوکرے کو پھینک کر میری مغفرت کر دی اے اللہ! تو نے اس کے بدلے مجھ پر مٹی کا ٹوکرا ڈلوا دیا اگر میرے اوپر جہنم کے انگارے گرائے جاتے تو میں اس کا مستحق تھا۔

ایک اللہ والے کے گھر میں چور اور ڈاکو آئے سامان چوری کر کے لے گئے صبح لوگوں نے دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے۔ پوچھا کس بات پر اللہ کا شکر ادا کر رہے ہو؟ کہا کہ الحمد اللہ اللہ پاک نے ایمان کی دولت عطا کر رکھی ہے اور وہ محفوظ ہے۔ہم جانے والی چیزوں کو دیکھتے ہیں اور جو باقی ہے اس کو نہیں دیکھتے ارے ایک عضو میں تکلیف ہو گئی اور اتنا پریشان لیکن یہ نہیں دیکھا کہ یہاں تو تین سو ساٹھ جوڑ ہیں باقی تو صحیح سالم ہیں۔

ہمارے ایک جاننے والے تھے ان کی کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی بڑی تکلیف میں تھے مجھے خود بڑا افسوس ہو رہا تھا ان کو دیکھ کر،تو میں نے ان کی تیمارداری کی میں نے کہا بڑا افسوس ہوا کہنے لگے ارے مولانا! کیا بات کر رہے ہو تین سو ساٹھ جوڑوں میں سے ایک جوڑ ٹوٹا تین سو انسٹھ تو صحیح سلامت ہیں میں اس پر اللہ کا شکر ادا نہ کروں؟۔تو ہم کسی ایک نعمت سے محروم ہو

جائیں تو اس کا واویلا کرتے ہیں لیکن جو باقی ہیں اس کے بارے میں نہیں دیکھتے تو اللہ کے نیک بندے مصیبت اور تکلیف میں بھی اللہ کی نعمت کا کوئی نہ کوئی پہلو تلاش کر لیتے ہیں۔ اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔

واقعہ:

ایک واقعہ یاد آیا پہلے بھی سنا چکا ہوں لیکن مجھے اس واقعہ میں بڑی لذت آتی ہے بڑا لطف آتا ہے۔ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب نور اللہ مرقدہ ہمارے بزرگوں میں سے ایک سیدھے سادھے دیہاتی بزرگ تھے اور دردگردہ میں مبتلا تھے اور اللہ نہ کرے اگر کسی کو دردگردہ ہوا ہو تو وہ جانتا ہے اس میں انسان کا کیا حال ہوتا ہے، کسی بھی پل چین نہیں آتا گاؤں میں رہتے تھے سادہ زمانہ اپنے کچے کمرے میں ریت ڈلوا لیتے گرمیوں کی دوپہر میں اس ٹھنڈی ریت پر تکلیف کی وجہ سے لوٹتے پوٹتے تھے اور ایک شعر بنا رکھا تھا اپنے پاس سے ہی فارسی اور ریاستی زبان کو ملا کر وہ پڑھتے رہتے تھے اور وہ شعر یہ ہے۔

لطف سجن دم بدم قہر سجن گاہ گاہ
ایں وی سجن واہ واہ تے اوں ویں سجن واہ واہ

اس سجن اور دوست کی طرف سے تو لطف و کرم ہر وقت ہوتا ہے اور تکلیف اور مصیبت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ وہ اللہ اس حالت میں رکھے تو بھی ہم کہیں گے واہ واہ اور اس حالت میں رکھے تو بھی کہیں گے واہ واہ۔

تکلیف کے وقت عاجزی کا اظہار ہو

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تکلیف اور پریشانی کا اظہار جائز نہیں ہے ایسا بھی نہ اکڑے اللہ کے سامنے کہ میں بیماری اور پریشانی سے آہ بھی نہیں نکالتا اور تکلیف کا اظہار بھی نہیں کرتا۔ ارے ہوسکتا ہے کہ اللہ چاہتا ہی یہ ہو کہ میرے بندے کی زبان سے آہ نکلے تو ہم کیوں آگے سے متکبر بن جائیں اتنے سخت بن جائیں کہ میں اپنی زبان سے آہ بھی نہیں نکالوں گا ہاں ہم آہ بھی نکالیں گے، ہم روئیں گے بھی، ہم چیخیں گے بھی، چلائیں گے بھی، ہاتھ بھی پھیلائیں گے لیکن اللہ کے سامنے پھیلائیں گے دنیا کے سامنے آنسو بھی نہیں بہائیں گے یہ تو ممکن ہے کہ اللہ چاہتا ہو کہ میرے بندے کی زبان سے آہ نکلے کیوں اتنا سخت ہو گیا ہے کہ روتا ہی نہیں جب اللہ رلانا چاہتا ہے تو ہم کیوں نہ روئیں اللہ کے نبی ﷺ تو اللہ سے رونا مانگتے تھے۔ اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو خوب رونے والی ہوں۔ جو دل کی کھیتی کو سیراب کریں تو اللہ کے خال خال مخصوص اور منتخب بندے ایسے ہوتے ہیں جو ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور تکلیف اور مصیبت میں بھی راحت اور نعمت کا کوئی نہ کوئی پہلو تلاش کر لیتے ہیں۔

ایک اللہ والے فرماتے ہیں کہ مجھ پر کوئی مصیبت اور پریشانی آتی ہے پس اللہ سے مانگنا شروع کر دیتا ہوں، مانگنے میں بڑا لطف آتا ہے کیونکہ پریشانی آئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اب تو اللہ سے توجہ سے مانگے گا۔ تو کبھی دل میں خیال آتا

ہے کہ یہ مصیبت اور پریشانی کچھ دن اور رہ جائے تا کہ یہ مانگنے کا لطف تو کچھ دن اور باقی رہ جائے وگرنہ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی پریشانی اور تکلیف نہ ہو تو اللہ سے مانگے ہی نہیں یا مانگے تو لیکن بے توجہی سے مانگے اور مانگے تو گڑگڑائے بغیر مانگے اور ہونا تو یہ چاہیے کہ جیسے مصیبت کے آنے سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں تو اسی طرح نعمت اور خوشی کے ملنے کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں۔ اللہ! میں تو اس کا مستحق نہیں تھا لیکن تو نے مجھے نواز دیا، تو نے مجھے عطا فرما دیا تو اللہ کے مخصوص بندے تو ایسے ہوتے ہیں۔

حیوانوں کی وفاداری اور انسان کا ناشکرا پن

لیکن اکثریت کا حال یہ ہے کہ جو اللہ نے ان آیات میں اور اس سورت میں بیان فرمایا جو کہ حیوان سے بھی گئے گزرے ہیں، حیوان اپنے مالک کا زیادہ وفادار ہے اللہ چونکہ انسان کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا اس لئے اللہ نے گھوڑے کی مثال دی ہے لیکن اگر ہم دیکھیں تو کتے کی مثال بھی ہمارے اوپر فٹ آتی ہے کتا اپنے مالک کا کتنا وفادار ہے یہ کتے جو لڑتے ہیں، لڑائی میں حصہ لیتے ہیں، زخمی بھی ہو جاتے ہیں کس کی خاطر؟ اپنے مالک کی خاطر دوسرے پر جھپٹ پڑتے ہیں، جان کی بازی لگا دیتے ہیں، کس کی خاطر؟ اپنے مالک کی خاطر، مالک آرام سے سوتا ہے رات بھر جاگتے ہیں جو نسلی کتے ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اپنے مالک کی خاطر کہ یہ میرا مالک مجھے روٹی دیتا ہے، مجھے ٹھکانا دیا ہوا ہے۔ تو آرام سے سو، میں رات میں پہرہ دوں گا، میں

اپنے مالک کی خاطر جاگوں گا، بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مالک ڈنڈے سے مار رہا ہے، جوتے سے مار رہا ہے لیکن وہاں سے ہلتا نہیں ہے چوں کر کے ادھر ہو جاتا ہے پھر وہیں آکر بیٹھ جاتا ہے، یہاں سے کھایا ہے آج اگر ایک ڈنڈا لگ گیا تو کیا ہے روز تو کھانے کو ملتا ہے آج تھوڑی سی تکلیف پہنچ گئی تو کیا ہے اس دروازے کو چھوڑ جاؤں ؟ لیکن ہم میں سے کتنے ہیں ذراسی تھوڑی سی تکلیف پہنچ گئی اللہ کو بھول گیا اس کے دروازے ہی کو چھوڑ دیا ایسے ایسے بدنصیب بھی ہوتے ہیں۔ تو فرمایا کہ ہانپ کر دوڑنے والے گھوڑوں کی، ٹاپ مار کر چنگاری نکالنے والے گھوڑوں کی قسم، صبح کے وقت حملہ کرنے والے گھوڑوں کی قسم، گرد وغبار اڑانے والوں کی قسم اور دشمن کے لشکر میں گھس جانے والوں کی قسم۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۞ بیشک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۞ (سورۃ ابراھیم آیت ۳۴، پ ۱۳)

بیشک انسان بڑا ظالم ہے، بڑا ناشکرا ہے۔

کفران نعمت کرنے والا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا:

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۞ (سورۃ السبا آیت ۱۳، پ ۲۲)

میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے، بہت تھوڑے ہیں، ایسے بہت کم ہیں جو واقعی شکر کرنے والے ہوں۔

یہ ''واقعی شکر'' کا لفظ میں نے کیوں استعمال کیا؟

ادائیگی شکر کے تین طریقے

علماء کہتے ہیں شکرادا کرنے کے تین طریقے ہیں:

۱)...... پہلا یہ کہ دل کے اندر تصور ہو کہ واقعی مجھ پر بڑا احسان ہوا دل کے اندر اس کی قدر ہو یہ پہلا مرحلہ ہے اور پہلا طریقہ ہے شکر کا۔

۲)...... دوسرے نمبر پر زبان سے بھی اس کا اظہار ہو اللہ نے احسان کیا تو بھی اور بندے نے احسان کیا تو بھی کنجوسی نہ کرے بلکہ کیا تعلیم دی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ

اللہ جو لوگوں کا شکرادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا اسلام کی تعلیم ہے کہ والدین کا احسان ہے تم پر، شکرادا کرو۔ استاد کا احسان ہے، شکر ادا کرو کسی نے تمہاری مدد کی ہے اس کا شکرادا کرو۔

۳)...... اور تیسرا طریقہ یہ کہ اعضاء سے عملی طور پر شکرادا کرے اللہ نے جسم دیا ہے اس جسم سے دنیا بھی کماتا ہے لیکن اس جسم کو اللہ کی عبادت میں بھی لگائے اللہ نے مال دیا ہے اس مال سے مکان بنائے، گاڑی خریدے، بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرے، آرام اور راحت حاصل کرے، اچھے کھانے کھائے، اچھا لباس پہنے اسلام اس سے منع نہیں کرتا لیکن اس مال کو صرف انہیں مقاصد میں نہ استعمال کرتا رہے بلکہ اس مال کو دین کی اشاعت میں، اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لئے، غریبوں، مسکینوں، یتیموں کی معاونت

کے لئے طلبہ، مجاہدین کے ساتھ تعاون کے لئے بھی خرچ کرے یہ مال اس لئے نہیں دیا گیا ہے کہ اس مال کے خزانے پر صرف سانپ بن کر بیٹھ جائے، نہیں اس مال کے اندر اللہ نے بہت سے حقوق رکھے ہیں:

وَفِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ ﴿١٩﴾

(سورۃ الزاریات آیت ۱۹، پ ۲۶)

ان کے مال میں حق ہے مانگنے والے کا بھی اور نہ مانگنے والے کا بھی۔

ایسے بھی ہیں جو مانگتے نہیں ہیں زبان سے ان کو بھی تلاش کرے، عیسائیت کی تبلیغ کے لئے کروڑوں اربوں ڈالر کا بجٹ وقف کیا جا رہا ہے، عیسائیت کی تبلیغ کے لئے کیا کیا کوششیں نہیں ہو رہی ہیں ہسپتال بنائے جا رہے ہیں انسانوں کی خدمت کے لئے، عیسائیت کی تبلیغ کے لئے اسکول بنائے جا رہے ہیں، کالج بنائے جا رہے ہیں، لٹریچر تقسیم کیا جا رہا ہے، بے شمار ریڈیو اسٹیشن کھولے جا رہے ہیں، ٹی وی اسٹیشن کھولے جا رہے ہیں، انٹرنیٹ پر کوششیں ہو رہی ہیں۔ کیوں خرچ کیا جا رہا ہے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے؟ تو کیا مسلمان پر لازم نہیں ہے کہ وہ اسلام کی تبلیغ کے لئے، سچے دین کے لئے جس دین پر ایک لاکھ، ایک کروڑ قسمیں کھائی جاسکتی ہیں۔ رب کعبہ کی قسم! سچا دین ہے۔ وہ تو خرچ کر رہے ہیں ان کے لئے خسارہ ہے یہ خرچ کر رہے ہیں ان کے لئے فائدہ۔ تو یوں شکر ادا کرے اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اور اللہ کی دی ہوئی جان کو، اللہ کی دی ہوئی زبان کو، اللہ کی دی ہوئی آنکھوں کو، اللہ کے دیئے ہوئے ہاتھوں کو، پیروں کو، جہاں اپنے اہل وعیال کے لئے استعمال کر

ے وہی پر اللہ کے دین پر، اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے استعمال کرے یہ ہماری ذمہ داری ہے ہاں صرف نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا ہماری ذمہ داری نہیں دین کو دوسروں تک پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے جہاں تک ہم پہنچا سکتے ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے یہ تو ہمارے اوپر فرض ہے یوں شکر ادا کرے یوں شکر ادا ہوگا۔ عملی طور پر شکر صرف یہ نہیں کہ زبان سے کہہ دیا ہاں زبان سے بھی کہے، دل میں بھی قدر محسوس کرے لیکن عملی طور پر شکر ادا کرنے کی کوشش کرے قرآن کریم کی تقریباً پچاس آیات ہیں جن میں اللہ پاک نے شکر کا ذکر کیا ہے اور احادیث تو بہت ساری ہیں۔

شکر کی تعلیم

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے کہا وَاللهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ اے معاذ! اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اے آقا! ﷺ ہم آپ ﷺ کے قدموں کی خاک پر قربان جائیں کیا سمجھانے کا انداز ہے، سمجھانے کا انداز دیکھیں پھر دوبارہ فرمایا: وَاللهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ اے معاذ رضی اللہ عنہ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

اور اس کے بعد فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! تجھے میں وصیت کرتا ہوں تاکید کرتا ہوں ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھ لیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اے اللہ! مجھے توفیق عطا فرما اپنا ذکر کرنے کی اور اپنی عبادت کرنے

کی۔ اللہ مجھے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ دعا سکھائی کہ اسے ہر فرض نماز کے بعد مانگا کرو، ہوسکتا ہے کہ آپ میں سے کسی کے دل میں ہو کہ میں شکر ادا نہیں کرسکتا۔ میں تو قسم کھاتا ہوں سوچتا ہوں کہ میں ساری زندگی بھی سجدے میں پڑا رہوں تو بھی میں اللہ کا شکر ادا نہیں کرسکتا، اور بات وہی ہے جو اللہ والوں نے کہی سجدہ کرتا ہوں اللہ پاک کا شکر ادا کرنے کے لئے تو یہ سجدہ بھی ایک نعمت ہے۔ اس کے لئے ایک اور سجدہ کروں یہ ایک اور نعمت ہے ایک اور سجدہ کروں یہ ایک اور نعمت ہے پانچ سجدے کئے لاکھ نعمتوں کا اضافہ ہوگیا شکر کیسے ادا ہو تو احادیث میں حضور اکرم ﷺ نے شکر کی ترغیب دی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کھاتا ہے اور شکر ادا کرتا ہے اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا روزے رکھنے والے اور صبر کرنیوالے کو اجر ملتا ہے، کھا رہا ہے پورے دن کھاتے گزر گیا لیکن کھاتا تھا اور اللہ کا شکر بھی ادا کرتا تھا فرمایا کہ روزے دار جیسا اس کو اجر و ثواب ملے گا۔ (اللہ اکبر)

شکر نصف ایمان ہے

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شکر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے اور بعض حضرات نے کہا کہ آدھا ایمان شکر ہے اور آدھا ایمان صبر ہے۔ راحت ملے تو شکر اور مصیبت ملے تو صبر یونہی ایمان مکمل ہوتا ہے:

وَاِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝

اللہ فرماتے ہیں کہ اس ناشکرا ہونے پر خود انسان گواہ ہے۔

کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، انسان کا حال اس بات پر گواہ ہے کہ یہ ناشکرا ہے اس کا حال بتا رہا ہے، اس کا عمل بتا رہا ہے، اس کا دن اس کی راتیں وہ بتا رہی ہیں کہ یہ ناشکرا ہے۔

مال کی محبت

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ﴿٨﴾ اور یہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے

سورۂ فجر میں بھی فرمایا:

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿١٩﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿٢٠﴾

(سورۃالفجر آیت ۱۹، ۲۰ پ ۳۰)

میراث کو کھا جاتے ہو سمیٹ سمیٹ کر اور مال سے بڑی شدید محبت رکھتے ہو، بہت زیادہ محبت رکھتے ہو، ایسی محبت کہ حلال وحرام کا امتیاز ہی اٹھا دیتے ہو، اللہ کے حقوق بھی بھول جاتے ہو بندوں کے حقوق بھی بھول جاتے ہو اور مال کو ذریعہ نہیں مقصد نہیں بلکہ معبود بنا لیتے ہو۔

جیسے ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ہلاک ہو جائے دینار کا بندہ، درہم کا بندہ یعنی دنیا کو معبود بنانے والا اور درہم کو معبود بنانے والا۔ بس مال کا نقصان نہیں ہونا چاہیے، مال نہیں جانا چاہیے، دین جاتا ہے تو جائے دنیا نہ جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت

حضرت علی کرم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی کہ:

بیٹا! دیکھو انسانوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو بظاہر انسان نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں حیوان ہیں، سنتے بھی ہیں، دیکھتے بھی ہیں، ساری چیزیں انسانوں والی ہیں لیکن حقیقت میں وہ حیوان ہیں، وہ مال کے نقصان کو اور دنیا کے نقصان کو تو نقصان سمجھتے ہیں لیکن دین کا نقصان ہو جائے تو اس کو نقصان ہی نہیں سمجھتے، بیٹا! تم ان میں سے نہ بن جانا۔ ایک ترجمہ اس کا یہ بھی کیا گیا ہے:

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝۸

اور انسان مال کی محبت کی وجہ سے بڑا حریص اور بخیل بن جاتا ہے

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝۹

کیا یہ نہیں جانتا جب نکالا جائے گا ان کو جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس دنیا کے آخری انسان تک سب کو قبروں سے نکال دیا جائے گا۔

سارے حقائق کھل جائیں گے

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝۱۰

اور جو کچھ دلوں میں ہے اس کو ظاہر کر دیا جائے گا

پوشیدہ کو سامنے لایا جائے گا بہت سی چیزیں دلوں میں پوشیدہ ہیں ان کو ظاہر کر دیا جائے گا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ احسان کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ استحسان یعنی احسان طلب کر رہے ہوتے ہیں، بہت سے لوگ ہیں جو پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم تو خدمت کر رہے ہیں حالانکہ وہ کوئی

دھندا کررہے ہوتے ہیں۔ایسے کتنے ہی لوگ ہیں معاذاللہ! اللہ پاک ہمیں ایسوں میں سے نہ بنائے یتیموں کے نام پر، مسجد کی تعمیر کے نام پر، ہسپتال کے نام پر، سماجی کام کے نام پر چندہ کر کے کھا جانے والے،لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو ہمدرد ظاہر کرتے ہیں لیکن اندر سے کچھ اور ہوتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں جو کچھ دلوں میں ہے سب کچھ قیامت کے دن باہر نکال دیا جائے گا۔ قیامت حقائق کے کھل جانے کا نام ہے وہاں حقیقتاً پتہ چلے گا کہ ظالم ہے یا عادل، یہ متقی پرہیز گار ہے یا فاسق وفاجر؟ وہاں حقیقت کھلے گی، وہاں اندر کو باہر کردیا جائے گا۔ بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کے چہروں پر نقاب پڑے ہوں گے وہ نقاب اتار دیئے جائیں گے، آج دنیا میں نقاب نہیں اترتے، ہوسکتا ہے کہ ہم کسی کے سامنے دوستی اور محبت ظاہر کریں جبکہ ہمارا دل دشمنی اورنفرت سے بھرا ہوا ہوآج کا دور تو ویسے ہی منافقت کا دور ہے بہت کم لوگ ہیں جن پراعتماد کیا جاسکتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں ان دھوکے بازوں اور فراڈیوں میں سے نہ بنائے اللہ ہماری حفاظت فرمائے لیکن بہر حال ہم ایسے دور میں رہ رہے ہیں۔

اللہ کے خبیر ہونے کا مطلب

إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ﴿١١﴾

ان کا پروردگاران کے بارے میں خوب خبر رکھنے والا ہوگا۔

خبر تو اللہ آج بھی رکھتا ہے، اللہ ہمیں آج بھی جانتا ہے۔ ہم دنیا کو دھوکہ

دے سکتے ہیں لیکن اللہ پاک کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ لیکن یہاں جو فرمایا اس دن قیامت کے دن، عدل والے دن خبر رکھنے والا ہوگا، تو اس کا مطلب ہے اس دن اللہ ان کے اعمال کی جزا دے گا، بدلہ دے گا

اور دوسرا مطلب بعض حضرات نے یہ بیان کیا کہ اس دن منکروں کو بھی پتہ چل جائے گا کہ اللہ کو سب کچھ کی خبر تھی۔ آج تو بعض اوقات یقین نہیں آتا لیکن اس دن جب سب راز کھول دیئے جائیں گے، خلوتیں جلوتیں بنا دی جائیں گی، رات کی تاریکی میں کیئے ہوئے اعمال سامنے لائے جائیں گے تو اس دن انسان کو بھی یقین آجائے گا کہ ہاں واقعی میرا رب خبیر بھی ہے، بصیر بھی ہے، علیم بھی ہے لیکن وہ تو بردباری اور حلم سے کام لے رہا تھا۔ اللہ پاک مجھے اور آپ کو اس دن کی فکر نصیب فرمائے اور شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

کامل مسلمان کون؟

از افادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ

- ......قرآن وحدیث کی روشنی میں کامل انسان کون ہے؟
- ......اسلام ہر ایک کے لئے امن وسلامتی فراہم کرتا ہے۔
- ......حقیقی اور اصلی حکمرانی کیا ہے؟
- ......کامل مسلمان نہ بننے کے دنیاوی و اخروی نقصانات کیا ہیں؟
- ......صرف ایک شعبۂ دین کو مکمل دین سمجھنے کا غلط رجحان۔
- ......کامل مسلمان بننے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہوگا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۰۹﴾

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۸، ۲۰۹ پ ۱)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

قابل احترام بزرگو اور بھائیو! سورۃ البقرہ کی دو آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو اس لئے کہ وہ تمہارا واضح اور کھلا دشمن ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا کہ واضح دلائل اور نشانیاں آ جانے کے بعد تم پھسل گئے تو جان لو کہ اللہ غالب ہے، اللہ حکمت والا ہے۔

آیات کا شانِ نزول

حدیث میں آیات کا شانِ نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے جب انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اسلام قبول کر لیا تو ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ یہودی مذہب میں اونٹ کا گوشت کھانا جائز نہیں اور یوم السبت کی یعنی ہفتہ کے دن کی ویسے ہی تعظیم ہوتی ہے جیسے مسلمان جمعہ کے دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہم مسلمان ہو گئے۔ لہٰذا ہم اونٹ کے گوشت کو حلال سمجھتے ہیں اور جمعہ کے دن کو لائق تعظیم سمجھتے ہیں۔

لیکن ذہن میں جو پرانے تصورات بیٹھے ہوئے ہیں وہ اتنی جلدی ختم نہیں ہو سکتے۔ تو آپ ہم کو اجازت دے دیں کہ اونٹ کے گوشت کو ویسے تو حلال سمجھیں گے لیکن کھائیں گے نہیں۔ عبادت تو جمعہ کے دن ہی زیادہ کریں گے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے لیکن تعظیم ہفتہ کے دن کی بھی کریں گے۔

ہر حکم میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ جب تم نے اسلام قبول کر لیا تو اب ہر حکم میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اتباع ضروری ہے۔ اگر تم کامل مسلمان بننا چاہتے ہو تو پھر اتباع بھی کامل ہونی چاہئے ناقص اتباع کرنے سے کامل مسلمان نہیں بن سکتے ہو۔

دوسری جگہ اللہ نے قسم کھا کر فرمایا اور قسم بھی عجیب انداز میں کھا کر فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

(سورۃ النساء آیت ۶۵ پ ۵)

اے میرے نبی! تیرے رب کی قسم، یہ محبت کا انداز ہے پیار کا انداز ہے۔ اور اللہ اپنے نبی کے مقام کو بلند کرنا چاہتا ہے، انسان کو بتانا چاہتا ہے کہ میرے نبی کا مقام کتنا بلند ہے۔ اللہ تو سارے مسلمانوں کا رب ہے، سارے جہانوں کا رب ہے، سارے مسلمانوں کا رب ہے، لیکن یہاں پر اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا: تیرے رب کی قسم لایومنون یہ کامل مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ اپنے معاملات، اپنے تنازعات میں، اپنے جھگڑوں میں آپ کا فیصلہ اور حکم تسلیم نہ کریں:

ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾

(سورۃ النساء آیت ۶۵ پ ۵)

اور اگر بالفرض آپ ان کے خلاف فیصلہ کریں تو فیصلہ سن کر اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں اور پوری طرح آپ کے فیصلہ کے سامنے سر جھکا دیں۔ تب یہ کامل مسلمان ہوں گے وگرنہ یہ کامل مسلمان نہیں ہو سکتے۔

اسلام امن وسلامتی کا دین

تو اسی طرح یہاں پر فرمایا گیا کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور لفظ جو اللہ نے استعمال کیا وہ لفظ سِلْم کا ہے۔

سِلْم کے معنی امن اور سلامتی، اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے۔ اسلامی معاشرہ امن اور سلامتی کا معاشرہ ہوتا ہے۔ جس میں کسی کو کسی پر کسی بھی انداز میں ظلم کی اجازت نہیں ہے۔

اسلام میں سود نہیں کہ یہ بھی ظلم کی ایک صورت ہے۔ اسلام میں فحاشی اور عریانیت نہیں کہ یہ بھی امن اور سلامتی کے خلاف ہے۔

اسلام میں حقوق کی پاسداری

اسلام میں ہر ایک کے حقوق ہیں۔ صرف مسلمانوں کے نہیں غیر مسلموں کے بھی حقوق ہیں۔ چنانچہ اسلامی مملکت میں کسی مسلمان کو غیر مسلم کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی اجازت نہیں ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں بڑے سخت الفاظ ارشاد فرمائے:

فرمایا کہ جو مسلمان شخص اسلامی مملکت کے اندر ذمیوں یعنی کافروں کے لئے ان کے مال، جان، عزت، آبرو میں دست درازی کرے گا، زیادتی کرے گا تو قیامت کے دن اس غیر مسلم کی طرف سے میں وکیل بن کر آؤں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے بارے میں کہا قیامت کے دن میں اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔

فقہ حنفی میں ذمی غیر مسلم کا حق

اور یہ مسئلہ شاید آپ جانتے ہوں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر مسلمان، اسلامی مملکت میں رہنے والے غیر مسلم کو قتل کر دے۔ چاہے وہ ہندو

ہو، سکھ ہو، یہودی ہو، عیسائی ہو وغیرہ وہ ایک پر امن طریقے سے پر امن ملک میں رہ رہا تھا چاہے قتل کرنے والا حاجی، نمازی، سخی، عالم وزاہد، محدث ہی کیوں نہ ہو تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس غیر مسلم کے بدلے میں اس مسلمان کو قتل کیا جائے گا۔

جیسے مسلمان کے خون کا بدلہ خون سے لیا جاتا ہے۔ یوں ہی غیر مسلم کے خون کا بدلہ خون سے لیا جائے گا:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ حکم سب کے لئے ہے، اسی طرح فرمایا:

يَآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ط اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى ط (سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۸، پارہ ۲)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ حکم سب کے لئے ہے مسلم ہو یا غیر مسلم۔

تو اسلامی مملکت میں غیر مسلم کی عزت بھی محفوظ، اس کا مال بھی محفوظ، اس کی جان بھی محفوظ اور اس کے عبادت خانے بھی محفوظ، اس کے مذہبی شعائر بھی محفوظ۔ مسلمانوں کو اجازت نہیں ہے کہ غیر مسلم کے عبادت خانے میں توڑ پھوڑ کریں، گھیراؤ جلاؤ کریں، اسے نقصان پہنچائیں، اس کی اجازت نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط

آپ احتیاط دیکھئے جانتے ہیں جب حضرت عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمان فوجوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا۔ تو عیسائیوں نے

کہا تھا اگر تمہارا امیر خود ہمارے پاس آ کر مذاکرات کر لے تو ہم خود جنگ کئے بغیر بیت المقدس کی چابیاں تمہیں دے دیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک بات پہنچی ،اللہ اکبر! وہ زمانہ ذرائع آمدورفت کی ترقی اور تیزی کا زمانہ نہ تھا۔ نہ کاریں، نہ بسیں، نہ ریل گاڑیاں، نہ ہوائی جہاز، سفر اونٹوں پر ہوتا تھا، گھوڑوں پر، خچروں پر اور گدھوں پر یا پیادہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوئی فارغ انسان نہیں ہیں، ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کے حکمران۔اللہ اکبر!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا کوئی حکمران نہیں

میں کوئی مؤرخ نہیں ہوں۔ تاریخ سے میرا کوئی زیادہ تعلق نہیں ہے۔ لیکن اب تک کی زندگی الحمدللہ قلم اور کتاب کے ساتھ ہی گزری ہے۔ میں اپنے ناقص مطالعہ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میری نظر میں صرف اسلامی حوالے سے نہیں بلکہ پوری انسانی تاریخ میں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا حکمران کوئی نہیں گزرا۔

ملک، شہر، قلعے، سونا چاندی، خزانے، پیٹرول اور جسم فتح کرنے والے اور بھی حکمران ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صرف جسموں کو فتح نہیں کیا، بلکہ دلوں اور دماغوں کو بھی فتح کیا۔

آج کے فرعون کی حکمرانی

آپ دیکھیں! وقت کے فرعونوں کو، وقت کے قارونوں کو جنہوں نے

افغانستان کی زمین فتح کر لی۔ عراق کے جسم، شہر، گاؤں فتح کر لئے لیکن دلوں کو فتح نہ کر سکے۔ ابھی تک ان کا قبضہ ہے: ان کی فوجیں ہیں۔ ان کا اسلحہ ہے، ان کے ٹینک، ان کی بکتر بند گاڑیاں سڑکوں پر گشت کرتی ہیں۔

نافرمانی کرنے والوں کو، بغاوت کرنے والوں کو سخت سزائیں دیتے ہیں اور اپنی نظر میں وقت کی سپر پاور ہیں۔ اور ان کا دعویٰ ہے کہ سارے عرب مما لک ہمارے ساتھ ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہاں کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ جب کوئی خود کش حملہ نہ ہو جب یہ وہاں سے چلے گئے تو پھر کیا ہوگا۔

لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ۱۴۰۰ سال ہونے کو ہیں لیکن جن علاقوں اور شہروں کو انہوں نے فتح کیا تھا۔ وہاں آج بھی اسلام کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

وہاں آج بھی مسلمان موجود ہیں۔ ایسا نہیں ہوا کہ اسلامی فوجیں نکل گئیں لوگوں نے بغاوت کر دی، کلمہ پڑھا تھا دوبارہ مشرک بن گئے۔ ایسا نہیں ہوا۔ تو تاریخ انسانی کا عظیم ترین حکمران، میری نظر میں ایسا کوئی بھی حکمران نہیں گزرا۔

ایسا حکمران کہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کے علاقے کو فتح کیا اور جتنی بھی جنگیں ہوئیں کسی ایک جنگ میں بھی وہ پیچھے نہیں رہے۔ ساری جنگوں میں خود شرکت کی اور مدینہ میں بیٹھ کر اپنی فوجوں کو کنٹرول کر رہے ہیں نہ ٹیلیفون ہے، نہ فیکس ہے۔ نہ ٹی وی ہے، نہ ریڈیو ہے۔ نہ تیز ترین گاڑیاں۔ مدینہ سے بیٹھ کر کنٹرول کر رہے ہیں اور کسی بھی جرنیل یا سپہ سالار

کو یہ جرأت نہیں کہ آپ کے حکم کی نافرمانی کر سکے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موحدانہ فیصلہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، سیف اللہ کا لقب انہیں ملا۔ اللہ کی تلوار اور مسلمانوں کا ان کے بارے میں یہ عقیدہ سا بن گیا تھا۔ کہ جس جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شریک ہوں اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست نہیں ہو سکتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا موحد انسان اس تصور اور عقیدہ کو کیسے گوارا کر سکتا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سب کے سامنے سپہ سالاری کے عہدہ سے معزول کیا۔ لیکن کسی کو دم مارنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ فتوحات کی نسبت اللہ کی بجائے ایک اللہ کے بندے کی طرف کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ لوگ فتوحات کی نسبت خالد کی طرف کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ فتوحات کی نسبت اللہ کی طرف کریں۔

حقیقی مال دار سلطنت

ایسا کوئی حکمران میری نظر میں نہیں کہ ایک مالدار سلطنت کا حکمران۔ میں مالدار سلطنت کہہ رہا ہوں۔ امریکہ، برطانیہ اپنے آپ کو مالدار سلطنت کہتا ہے، لیکن وہاں پر بھی بہت سے لوگ فٹ پاتوں پر سوتے ہیں۔ رات گزار لیتے ہیں۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے کہ مدینہ میں نہیں اگر دریائے نیل کے کنارے پر کوئی کتا بھوکا مر گیا۔ مجھے ڈر ہے کہ قیامت

کے دن مجھ سے پوچھا جائے گا کہ حکمران تم تھے یہ کتا بھی کیوں مرا؟

جس مملکت میں کوئی بھی بھوکا نہ سوتا ہو۔ کوئی بچوں کی بیچارگی دیکھ کر خود کشی نہ کرتا ہو آپ اس سلطنت کو مالدار سلطنت نہیں کہیں گے؟ مسجد کے صحن میں سونا اور چاندی کے ڈھیر لگے ہوں لیکن ملک کے حکمران کی یہ حالت ہو کہ اس کی قمیص پر چودہ پیوند لگے ہوں۔ وہ مسجد نبوی کے فرش پر چٹائیوں پر مزے سے سو جائے ایسا کوئی حکمران آپ کو تاریخ انسانی میں نہیں ملے گا۔

بتا یہ رہا تھا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ عیسائی جنگ کیے بغیر بیت المقدس کی چابیاں مسلمانوں کو دینے کیلئے تیار ہیں مگر شرط یہ کہ میں آؤں تو آپ فوراً جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ اس لئے کہ مسلمان خوامخواہ جنگ نہیں چاہتے۔

مدینے کا سفر طے کر کے آپ پہنچے، بیت المقدس کا دورہ کرتے ہوئے اتفاق سے نماز ظہر کا وقت اسی وقت ہو گیا۔ جب آپ ایک گرجے کا دورہ کر رہے تھے عیسائی پادریوں نے خود پیش کش کی کہ حضرت! نماز ظہر یہی ادا فرمالیں دیر ہو جائے گی۔

فرمایا کہ نہیں! اگر میں نے نماز گرجے میں ادا کر لی تو بعد میں آنے والے مسلمان میرے اس عمل کو اپنے لئے حجت بنالیں گے غیر مسلموں کے گرجوں پر قبضہ جمانے کے لئے۔ چنانچہ گرجے میں نماز بھی نہ ادا کی۔

اسلام غیر مسلموں کے لیے بھی امن وسلامتی کا دین ہے

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے۔ نہ صرف

مسلمان بلکہ غیر مسلموں کے لیے بھی امن اور سلامتی کا دین ہے۔ان کی ذات، اُن کی جان، ان کا مذہب، ان کے عبادت خانوں اور ان کی مذہبی شخصیات کے لیے بھی دینِ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے۔

کسی غیر مسلم کو یہ خوف نہیں ہوگا کہ ہماری مذہبی شخصیات کی بے حرمتی کی جائے گی۔شخصیات تو پھر بھی بڑی بات ہے۔ اللہ نے تو یہاں تک کہہ دیا ایمان والوں سے کہ تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالیاں مت دو:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ (سورۃ الانعام آیت ۱۰۸، پ۷)

دیکھو! جن کی یہ عبادت کرتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر، تم ان کو گالیاں مت دو۔ اگر تم ان کے چھوٹے معبودوں کو گالیاں دو گے تو یہ تمہارے سچے معبود یعنی اللہ کو گالی دیں گے۔

تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان ضروری ہے

ایک مسلمان اس وقت تک مسلمان ہو نہیں سکتا۔ جب تک کہ وہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک ایک ایک نبی اور ایک ایک رسول پر ایمان نہ لائے مومن نہیں ہوسکتا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ۳۱۳ یا ۳۱۵ رسول آئے۔ مسلمان ان انبیاء علیہم السلام اور سارے رسولوں کے نام نہیں

جانتے۔ بعض کے نام معلوم ہیں اور بعض کے نام نہیں جانتے۔ قرآن میں تو صرف تقریباً ۲۵ انبیاء علیہم السلام کے نام آئے ہیں۔ جن کے نام مسلمان جانتے ہیں ان کے ناموں کو صراحت کے ساتھ ان پر ایمان رکھتے ہیں اور جن کے نام نہیں جانتے ان پر اجمالی ایمان مسلمان رکھتے ہیں۔

اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر مسلمان کسی دوسرے نبی کی توہین کرے گا، خواہ وہ حضرت نوح علیہ السلام ہوں یا حضرت یونس علیہ السلام ہوں، حضرت لوط علیہ السلام یا حضرت ہارون علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں تو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے کسی نبی پر بھی فضیلت مت دو۔ یہاں تک کہ حضرت یونس پر بھی فضیلت مت دو۔ حالانکہ آپ تو افضل الرسل تھے، سید المرسلین تھے، خاتم النبیین تھے پھر آپ کیوں کہہ رہے ہیں؟

علماء کہتے ہیں کہ آپ کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ میری فضیلت اس انداز میں بھی بیان نہ کرو کہ جس سے کسی دوسرے نبی کی توہین ہو۔ اللہ اکبر!

ارے کہاں اسلام اور کہاں مسلمان کا اتنا وسیع سینہ اور کہاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم، کسی بھی نبی کی کسی بھی انداز میں توہین نہ کرو، کسی بھی آسمانی کتاب کی تنقیص نہ کرو۔

تنگ نظر کفار کی جانب سے ہونے والی گستاخی

اور کتنے تنگ سینے والے، تنگ نظر والے، گندے دل والے، گندے سینے

والے یہ لوگ جو ہمارے آقا اور آپ سب کے آقا حضرت محمد ﷺ کی توہین کرر ہے ہیں۔

آپ کو معلوم ہو چکا ڈنمارک میں گویا کہ ایک طرح کا مقابلہ کروایا گیا کہ مسلمانوں کے آقا ﷺ کے خاکے بناؤ، کارٹون بناؤ اور پھران میں سے ۱۲ خاکے جو انتہائی مضحکہ خیز اور ذلت آمیز کارٹون اور خاکے تھے ان کو اخبار میں شائع کیا گیا۔

اور اس کے بعد وہ دوسرے یورپی ممالک کے اخبارات میں بھی شائع کئے جارہے ہیں تو کہاں اسلام کی تعلیم اور کہاں اتنے تنگ سینے دعوے روشن خیالی کے، دعوے وسعت ظرفی کے، دعوے انسان دوستی کے، دعوے جمہوریت کے، دعوے مذہبی حقوق کے تحفظ کے اور عمل یہ ہے۔

مسلمان کا خوبصورت طرزِ عمل

لیکن اسلام ہمیں اس قسم کی توہین کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر انہوں نے گالی دی بھی ہے، خاکے بنائے بھی ہیں، کارٹون بنائے بھی ہیں، تو مسلمان ان کے ردعمل میں معاذاللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاکے نہیں بنائیں گے۔

اس لئے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا احترام مسلمان کے عقیدہ کا حصہ ہے، اسلام کا حصہ ہے، موسیٰ علیہ السلام کا احترام بھی، عیسیٰ علیہ السلام کا احترام بھی لازم ہے۔

قابلِ افسوس بات

لیکن سچی بات یہ ہے کہ دل زخمی ہے۔ اللہ! آج ہم اتنے بے بس اتنے بے چارے، اتنے کمزور، اتنے پست کیوں ہو گئے۔ سوا ارب ہیں ہم، ۵۷ ممالک ہیں ہمارے، معدنیات ہیں، ہمارے قبضے میں پیٹرول ہیں، ہمارے پاس، سونا چاندی کے ذخائر ہیں۔ لیکن آج ہمارے وجود کو محسوس نہیں کیا جا رہا، ہمارے جذبات کی قدر نہیں کی جا رہی وجہ وہی ہے جو ہمیں نبی ﷺ نے بیان فرمائی؛

ہماری بے وقعتی کی وجہ

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر امتوں کو دعوت دی جائے گی ایسے جیسے لوگوں کو کھانے پر دعوت دی جاتی ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا ہم تھوڑے ہوں گے؟ فرمایا: کہ تم زیادہ ہو گے لیکن تم بھوسے کی طرح ہو گے، تمہاری کوئی وقعت، دلوں میں کوئی حیثیت نہیں ہو گی۔ دلوں سے جو وقعت اور عزت نکل گئی وہ کیوں؟

میں صحیح کہتا ہوں کہ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ آج ہم مسلمان ہونے کے دعوے تو کرتے ہیں، لیکن ہم کامل مسلمان نہیں ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں کہ:

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۰۸، پ ۲)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

ایسا نہیں کہ اسلام میں صرف سر کو داخل کر دو باقی دھڑ اسلام سے باہر ہو، اسلام میں صرف ہاتھ کو داخل کر دو باقی اسلام سے باہر، اسلام میں صرف پاؤں داخل کر دو باقی اسلام سے باہر ہو۔

آج اسلام کے ساتھ ہمارا رویّہ

دینِ اسلام کے ساتھ ہمارا رویہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ میں آپ کو اپنے گھر پر آنے کی دعوت دوں اور آپ سے کہوں کہ آپ خود تو باہر رہیں صرف اپنا پاؤں میرے گھر میں داخل کر دیں۔ یہ میرے ساتھ مذاق ہوگا، میرے گھر میں آپ کی تشریف آوری نہیں ہوگی۔ میری عزت افزائی نہیں ہوگی میری توہین ہوگی۔ اگر آپ یہ انداز اختیار کریں اور حقیقت یہی ہے۔ ہم میں سے کوئی آدھے اسلام پر چل رہا ہے، کوئی چوتھائی پر، کوئی دسویں حصے پر اور کوئی سوویں حصے پر چل رہا ہے۔

ایسے بھی ہیں جو صرف کلمہ پڑھنے کی حد تک مسلمان ہیں اور ایسے بھی ہیں جن کو کلمہ تک نہیں آتا۔ وہ مسلمان ہیں صرف اس لئے کہ ایک مسلمان کے گھر میں وہ پیدا ہوئے۔ رجسٹر میں، مردم شماری میں ان کا شمار مسلمانوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ وگرنہ ان کا کوئی عمل بھی مسلمانوں والا نہیں ہے۔

ایسے بھی ہیں جو صرف کلمہ پڑھتے ہیں، نماز کے قریب نہیں جاتے۔ نماز کو اللہ کے نبی ﷺ نے دین کا ستون فرمایا۔ یہاں تک فرمایا کہ جس سے نماز کو

بغیر کسی عذرِ شرعی کے جان بوجھ کر چھوڑا اس نے کفر کیا، کفر والا عمل کیا۔

ایسے بھی ہیں جو نماز پڑھتے ہیں مگر روزے نہیں رکھتے، ایسے بھی ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے ایسے بے شمار مسلمان ہیں۔ اللہ نے بے انتہا وسعت دی لیکن وہ ڈھائی فیصد زکوٰۃ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور میرے تاجر بھائی مجھے معاف کر دیں اگر میں یہ کہوں میں نے یہ دیکھا بعض لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ اللہ میاں کے ساتھ فراڈ کر رہے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ جیسا تم انسانوں کو دھوکا دے سکتے ہو اللہ کو بھی دھوکا دے سکتے ہیں۔

میں نے مدارس میں دیکھا بعض اوقات پیک شدہ پھل، پیک شدہ اچار، پیک شدہ مربع اور دوسری چیزیں مدرسے میں بھیجی گئیں اور ان کی تاریخ گزر چکی تھی۔ اب تو یہ بیچنے کی ہیں نہیں اُٹھا کر مدرسے میں دے دیں اور زکوٰۃ کی رسید کٹوالی کہ دو لاکھ روپے زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

نیکی کا اصل مقام کب پایا جاسکتا ہے؟

اور اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ (سورۃ آل عمران آیت ۹۲، پ ۴)

تم نیکی کا مقام حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیز اللہ کے لئے خرچ نہ کر دو۔

اور آگے کیا فرماتے ہیں:

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۹۲، پ ۴)

تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو میں اللہ جانتا ہوں۔ اللہ جانتے ہیں کہ کیا خرچ

کرتے ہو۔

اصحابِ صفہ۔صفہ اسلامی تاریخ کا پہلا مدرسہ مدینہ منورہ میں۔ اور اصحاب صفہ اس کے پہلے طالب علم، نہ گھر نہ ٹھکانہ، نہ کاروبار، نہ عزیز نہ کوئی رشتہ دار، نہ کوئی ذریعہ معاش۔کوئی ان کے لئے روٹی کا انتظام کردیتا۔کوئی کھجوریں مہیا کرتا۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ردی چیزیں بھی آکر رکھ دیتے بعض حضرات مجبوراً کھا تو لیتے لیکن اللہ کو گوارا نہ ہوا کہ میرے دین کے طالبعلموں کو یہ ردی چیزیں دیں۔اللہ نے فرمادیا:

وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٩٢﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۹۲، پ۴)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۷، پ۳)

ردی چیزیں نہ دو کہ تمہیں دی جائیں تو تمہارے چہرے پر بل پڑ جائیں کہ میرے جیسے معزز شخص کو ردی چیز دیتے ہو۔ اللہ کی راہ میں ردی چیز دے کر اعلیٰ جنت کا گمان کرتے ہو اللہ کہتا ہے!

أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾

اللہ غنی ہے بے پرواہ ہے، تمہاری زکوٰۃ کا، صدقات کا، نفلوں کا، روپے پیسہ کا محتاج نہیں اور تمہیں مالداری اسی نے عطا کی ہے لیکن تم بھول جاتے

ہو۔ تو بہت سے لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے۔ مسلمان ہونے کے دعوے ہیں اور کوڑی نہیں دیتے۔

منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف اعلانِ جہاد

میرے بھائیو! کیا کہا تھا خلیفۃ المسلمین نے؟ امیر المومنین نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، زکوٰۃ کو ادا کرو، جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور بعض نے کہا کہ زکوٰۃ دیں گے، لیکن بیت المال میں نہیں دیں گے۔ خلیفہ بلا فصل نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک کہ یہ پوری پوری زکوٰۃ نہیں دیں گے یہاں تک کہ جو ایک رسی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دی جاتی تھی وہ بھی نہ دیں تو میں ان کے ساتھ جہاد کروں گا۔

حالات بڑے نازک تھے، جھوٹے نبی ایک طرف، منافقین کی سازشیں ایک طرف، یہود و نصاریٰ کی سازشیں ایک طرف، قیصر و کسریٰ کا خطرہ ایک طرف، بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا؛ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت! اتنی سختی مناسب نہیں خلیفہ بلا فصل نے کہا تھا۔ اے عمر! زمانہ جاہلیت میں تو بڑے سخت تھے، اب اسلام میں آکر بڑے بزدل ہو گئے؟ میں لڑوں گا ان کے ساتھ جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نظام زکوٰۃ کو زندہ کیا۔

صرف عبادات کو مکمل دین سمجھنا

اور ایسے مسلمان جو عبادات کی حد تک مسلمان ہیں۔ معاملات کو زندگی

سے نکال دیا، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں، حج وعمرے بھی کرتے ہیں، لیکن ان کے عام معاملات، تجارت، ان کے لین دین اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں۔

معاملات کو تو ہم نے دین سے خارج ہی کر دیا۔ معاملات میں جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہیں، ملاوٹ کرنا جائز سمجھتے ہیں، خیانت کرنا جائز سمجھتے ہیں، تو ان کا خیال یہ ہے کہ نماز کی برکت سے یہ ساری زیادتیاں معاف ہو جائیں گی، جتنی بھی زیادتیاں اور ظلم کئے ہیں، حج کر کے آئیں گے، عمرہ کر کے آئیں گے سب معاف ہو جائے گا۔

حج کی فضیلت

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے حج کیا نفس کو کنٹرول کیا، نہ اس میں فضول باتیں کیں تو اُس دن کی طرح لوٹے گا کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔

تو جناب! انہوں نے بھی سن لیا کہ ہم نے تو سوچ ہے کھا لئے، حج کر کے آئیں گے تو سب معاف ہو جائے گا۔

معاملات کی فکر ختم ہوگئی

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ رہ گیا پانی کی حد تک کہ اگر کنویں میں چڑیا گر جائے تو پریشان۔ مفتیوں سے مشورہ ہو رہا ہے، پوچھ رہے ہیں کہ حضرت! ہمارے کنویں میں چڑیا گر گئی ہے یا چوہا گر گیا۔ کیا حکم

ہے؟ کیسے پاک ہوگا؟ اور معاملات میں لوگوں کا ہاتھی لے گئے اس کی فکر نہیں ہے لوگوں کا پیسہ ہے، ظلم کا، جھوٹ کا، خیانت کا، حرام پیسہ اس کی فکر نہیں ہے۔

اسلام کا تعلق ہر شعبے سے ہے

تجارت بھی اسلام میں، سیاست بھی اسلام میں، عبادت بھی اسلام میں، معاملات بھی اسلام میں، اخلاق بھی اسلام میں، انفرادی زندگی اسلام میں، اپنوں کے ساتھ سلوک اسلام میں، غیروں کے ساتھ سلوک اسلام میں، یہ سب اس کو اسلام کے مطابق کرنا پڑے گا۔ اللہ اکبر! بعض لوگ مدرسہ اور مسجد کو چندہ دیکر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے جنت خرید لی، اب چاہے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

مقامِ جہاد

مجھے بتایئے کہ مسجدِ حرام سے بڑی کوئی مسجد ہوسکتی ہے؟ جہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر اور اللہ نے یوں فرمایا:

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ (سورة التوبة آيت ١٩، پ ١٠)

ارے! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ حاجیوں کو پانی پلا دینا اور مسجدِ حرام کی تعمیر کردینا، یہ ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہوسکتا ہے؟ ایمان کے

تقاضوں کے برابر ہوسکتا ہے؟ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ نہیں نہیں اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہوسکتے۔ مسجد حرام کی تعمیر کرلے لیکن ایمان کے تقاضوں کو پورا نہ کرے۔ تو اللہ کہتے ہیں اس تعمیر کی میرے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں۔

اور جان لیجئے! میرے تاجر بھائیو! معاملات کی صفائی میں برکت ہے، غیر مسلم اسلام کی طرف مائل ہوتے ہیں اور دین کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

دو اہم طبقے

میرا ناقص تجربہ یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ واشاعت میں سب سے زیادہ دو طبقوں کا ہاتھ ہے۔

پہلا صوفیاء کرام کی برکت سے اور دوسرا مسلمان تاجروں کی برکت سے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کو چھوڑ کر کہہ رہا ہوں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کی بات نہیں کر رہا۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو صوفی بھی تھی، مجاہد بھی تھے، مبلغ بھی تھے، داعی بھی تھے، تاجر بھی تھے، امام بھی تھے، خطیب بھی تھے، مفتی بھی تھے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کے بعد کی بات کر رہا ہوں۔ مسلمان تاجروں اور مسلمان صوفیوں کی برکت سے اسلام کی اشاعت سب سے زیادہ ہوئی۔

اسلام کی ترقی

اور آپ مثال کے طور پر دیکھئے! صلح حدیبیہ کو، نبی اکرم ﷺ کی نبوت کو سترہ سال ہوگئے تھے اور حدیبیہ میں اس وقت آپ کے ساتھ صرف ۱۴۰۰ مسلمان

تھے۔ لیکن حدیبیہ کے صرف ۲ سال بعد جب مکہ فتح ہوا تو آپ ﷺ کے ساتھ صرف ۱۰۰۰۰ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

اور صرف دو سال بعد جب حجۃ الوداع ہوا تو آپ کے ساتھ ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

۱۷ سال میں صرف ۱۴۰۰ اور ۲ سال بعد ایک لاکھ (۱۰۰۰۰) اور ۴ سال بعد ایک لاکھ ۴۰ ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو صرف حج کے لئے آئے، سارے کے سارے مسلمان حج میں نہیں آئے تھے۔

ظاہر ہے بہت سے گھروں میں تھے، اپنے کام کاج میں تھے، مجبوریوں کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج میں شرکت نہ کر سکے۔

اسلام کے پھیلنے کی وجہ

یہ تھی حقیقت کہ اسلام کیوں پھیلا؟ کیسے پھیلا؟ مورخین نے، سیرت نگاروں نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جب صلح حدیبیہ ہو گیا اور اس میں اجازت دی گئی کہ مدینہ کے مسلمان مکہ جا سکتے ہیں مکہ کے کافر مدینہ آسکتے ہیں اور آپس میں تجارت کر سکتے ہیں، آپس میں لین دین کر سکتے ہیں تو اب مکہ والوں کو، مشرکوں کو، دشمنوں کو، قریشیوں کو، مسلمانوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، ان کی تجارت دیکھی، ان کا کردار دیکھا، ان کے معاملات دیکھے، ان کی سچائی دیکھی تو ان کے معاملات اور سیرت و کردار دیکھ کر انہوں نے خود بخود اسلام کو قبول کرلیا۔

ان کے کردار کی بلندی نے وہ کام کیا جو کوئی دوسری چیز نہ کرسکتی۔ دل اسلام کے سامنے جھک گئے۔ آج ہمارا کردار، ہمارے اخلاق، ہمارے معاملات ہائے اللہ! کیسے کہیں غیر مسلموں سے بھی گرے ہوئے ہیں۔

عبرت آموز واقعہ

میں دو چار جگہ سنا چکا ہوں یہاں بھی آپ کو عبرت کے لئے سنانا چاہتا ہوں۔ کسی نے مجھے صدر دارالعلوم مفتی رفیع صاحب زید مجدہم کے حوالے سے سنایا وہ کہتے ہیں کہ ہم کینیڈا گئے وہاں ایک سکھ تھے، ہوٹل میں ہم نے کھانا کھایا۔ اس نے اسلام قبول کرنے کی تمنا ظاہر کی میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں مجھے یہ مذہب بڑا پسند ہے۔ کیا طریقہ ہے۔

ہم نے کہا کلمہ پڑھ لو مگر پہلے غسل کرلو۔ اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ گے۔ اس نے کہا بس اتنا ہی۔ میں اگلی بات سنانے سے پہلے مناسب سمجھتا ہوں، میرا اپنا خیال یہ ہے کہ وہ یہ کہہ رہا ہوگا کہ صرف چند الفاظ کے پڑھنے سے میں مسلمان ہو جاؤں گا، نہ کردار میں تبدیلی، نہ اخلاق میں تبدیلی، نہ معاملات میں تبدیلی، نہ شب و روز میں تبدیلی، کیا ایسے ہی مسلمان ہو جاؤں گا۔

مگر جو مجھے سنایا گیا وہ یہ کہ جب اس سے کہا گیا کہ تم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو سکتے ہو تو اس نے کہا کہ مولوی صاحب! میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں لیکن مسلمان نہیں بننا چاہتا۔

کوئی ایسی صورت نکالیں کہ میں اسلام قبول کرلوں مگر مجھے مسلمان نہیں

کہا جائے۔اس لئے کہ میں نے یہاں مسلمانوں کے کردار کی جو تصویر دیکھی اس کی وجہ سے میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ میں مسلمان کہلاؤں۔

بڑی وجہ ہم خود

میرے بزرگو اور دوستو! میں نے عرض کیا کہ ڈنمارک میں، ناروے میں دوسرے ممالک میں ہمارے آقا ﷺ کی توہین کردی گئی۔لیکن اس کی ایک بڑی وجہ ہم خود ہیں۔آج ہم کامل مسلمان نہیں ہیں۔جب کامل مسلمان نہیں ہوں گے آدھے مسلمان، دسویں مسلمان ہوں گے تو دنیا میں بھی ذلت اٹھانی پڑے گی اور آخرت میں بھی اللہ نہ کرے کہ عذاب کا ہمیں سامنا کرنا پڑے گا اس لئے اللہ کہتے ہیں کہ اللہ نے بنی اسرائیل سے کہا اور یہ خطاب ہم سے بھی ہے:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ

(سورۃ البقرۃ آیت ۸۵، پ ۱)

کیا تم کچھ کتاب پر ایمان لاتے ہو اور کچھ کا انکار کرتے ہو؟ آدھے مسلمان ہوتے ہو، آدھے سے انکار کرتے ہو، میٹھے میٹھے احکام لے لیتے ہو اور کڑوے کڑوے احکام چھوڑ دیتے ہو؟

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

(سورۃ البقرۃ آیت ۸۵ پ ۱)

جو کچھ یہ کرے گا تو اس کا بدلہ صرف یہی ہوسکتا ہے۔ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہوگی۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ (سورۃ البقرۃ آیت ۸۵ پ ۱)

اور قیامت کے دن انہیں سخت ترین عذاب کی طرف لے جایا جائے گا

اللہ تمہاری حرکتوں سے بے خبر نہیں ہے۔ تو آج ہم نے بھی ایسا کیا تو ضروری ہے کہ اللہ کی نصرت حاصل کرنے کے لئے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں۔

ہمارا سب کچھ اللہ کا، ہم تسلیم کرلیں۔ ہمارا سر اللہ کا، جسم اللہ کا، جان اللہ کی، مال اللہ کا، عزت اللہ کی، ہماری حکومت اللہ کی، ہماری اولاد اللہ کی ہمارا سب کچھ اللہ کا۔

مسلم کسے کہتے ہیں دوستو! جو سب کچھ اللہ کے حوالے کردے۔

اللہ مجھے اور آپ سب کو ایسا ہی مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ہماری مصیبتوں اور پریشانیوں کا حل

ازافادات

داعیِ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۞ ......کیا انسان دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے بچ سکتا ہے؟

۞ ......حضور اکرم ﷺ نے اس کا کیا طریقہ بتایا ہے؟

۞ ......ہماری مصیبتوں اور پریشانیوں کا سبب کیا چیز ہے؟

۞ ......مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے کا مجرب نسخہ کیا ہے؟

۞ ......کیا ہر پریشانی سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَحۡدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَهٗ، اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ۙ﴿۷۰﴾

(سورۃ الاحزاب آیت، ۷۰، پارہ، ۲۲)

وَعَنۡ عُقۡبَةَ ابۡنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِیۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَقُلۡتُ مَنۡ نَجَا فَقَالَ اَمۡسِكۡ لِسَانَكَ وَلۡیَسۡعَكَ بَیۡتُكَ وَابۡكِ عَلٰی خَطِیۡئَتِكَ۔

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡكَرِیۡمُ

بزرگانِ محترم اور عزیزانِ مکرم!

آج ایک بار پھر اللہ پاک نے جامع مسجد صراطِ مستقیم میں حاضری کا اور آپ کی خدمت میں معروضات پیش کرنے کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔

سفر کی وجہ سے اور آج کے بیانات کی وجہ سے تھکاوٹ کا غلبہ ہے اور بعض عوارض کی وجہ سے طبیعت بھی مکدر ہے بہر حال مولانا یوسف صاحب

سے وعدہ کیا تھا اس وعدہ کے ایفاء کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا کا مطلب کیا ہے؟

میں نے ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے اور ایک حدیث پاک، اللہ پاک فرماتے ہیں اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور درست بات کہا کرو، صحیح بات کہا کرو، سچی بات کہا کرو۔

یہی وہ آیت کریمہ ہے جو خطبۂ نکاح میں بھی پڑھی جاتی ہے سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ نے ایک بار فرمایا کہ قول سَدِید کہہ کر اللہ نے فرمایا درست بات کہا کرو۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ سوچ کر بولو اور بول کر سوچو۔ کیا کہہ رہا ہوں پہلے سوچ لو، کیا کہا سوچ لو کہ غلط بات تو نہیں کہہ گیا۔ یہ تو آیت کریمہ کا مفہوم ہے۔

حدیث پاک کی تشریح

جو حدیث میں نے آپ کے سامنے پڑھی اس کے راوی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ وہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مَنْ نَجَا؟ اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات کیسے مل سکتی ہے؟ مصیبتوں اور پریشانیوں سے محفوظ کیسے رہا جا سکتا ہے؟

بعض اہل علم نے یہ بات لکھی ہے کہ یہ جو سوال تھا۔ یہ سوال دنیا اور آخرت دونوں کی مصیبتوں اور پریشانیوں کے بارے میں تھا۔

کہ اے اللہ کے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا عمل کریں، کیسے زندگی گزاریں کہ ہم

دنیا اور آخرت کی پریشانیوں سے بچ سکیں۔

ادب کی انتہاء

آپ نے اندازہ لگایا کہ کتنا اہم سوال ہے اور صحابہء کرام رضی اللہ عنہم ادب کی وجہ سے بہت کم سوال کیا کرتے تھے۔ ان کی سوچ میں آقائے دو جہاں ﷺ کا ایسا ادب واحترام تھا کہ بولنے سے پہلے بار بار سوچتے تھے کہ کہیں ہم بے ادبی کا ارتکاب نہ کرلیں۔ حدیث میں حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے کی جو کیفیت بیان ہوئی ہے وہ یہ کہ کَاَنَّ عَلٰی رُؤُوْسِھِمُ الطَّیْوُرَ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی مجلس میں ایسے بیٹھا کرتے تھے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوتے ہیں ایسے ادب کے ساتھ، ایسے خاموشی کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ لایعنی قسم کی گفتگو نہیں کرتے تھے۔ فضول قسم کے سوالات نہیں کرتے تھے۔ اور صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ بسا اوقات ہم انتظار میں بیٹھا کرتے کہ ہماری طرف کوئی بدو، دیہاتی اعرابی آجائے اور وہ حضور ﷺ سے بے تکلفانہ گفتگو کرے اور آپ کچھ ارشاد فرمائیں اور ہمیں مستفید ہونے کا موقع ملے۔

اس لئے کہ بدو جو تھے وہ آداب کا زیادہ لحاظ نہیں رکھتے تھے۔ آج کے بدو بھی ایسے ہیں، آج کے دیہاتی بھی زیادہ ادب وآداب ملحوظ نہیں رکھتے، بے تکلف ہوتے ہیں اور ان کی گفتگو سے سادگی ظاہر ہوتی ہے، کوئی تصنع نہیں، تکلف نہیں بلکہ صاف بات۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ ہم انتظار کرتے کوئی بدو آجائے اور حضور ﷺ سے کچھ سوالات کرے اور جوابات سننے کا ہمیں بھی موقع ملے۔

قرآن کریم میں چند سوالات صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں جو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے ان کو انگلی پر گنا جا سکتا ہے۔

اور حدیث پاک میں بھی بہت کم سوالات ہیں۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت کم بولنے والے تھے، کم اشکالات کرنے والے تھے، کم سوالات کرنے والے تھے۔ ان میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جو سوال کیا یہ کتنا اہم ہے کہ اے اللہ کے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دنیا اور آخرت کی پریشانیوں کا حل بتائیں۔

آج نعمت زحمت بنادی گئی

اور آج ایسا لگتا ہے کہ ہم پر پریشانیوں کی بارش ہو رہی ہے۔ یہ جو چہروں پر مسکراہٹ ہے یہ حقیقی نہیں مصنوعی ہے۔ اگر آپ کسی کے ہنسنے کا راز جان لیں یا کوئی آپ کو اپنے دل کی بات اور راز بتائے تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ یہ زندہ کیسے ہے۔ پریشانیاں ہی پریشانیاں، معاشی پریشانیاں، مذہبی پریشانیاں ذاتی پریشانیاں اللہ معاف فرمائے۔ ہمارے لئے تو وہ چیزیں بھی جو دوسروں کے لئے نعمت ہیں ہمارے لئے زحمت بن گئی ہیں۔ بارش اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ لیکن ہم نے اپنی غلطیوں کی وجہ سے، زیادتیوں کی وجہ سے، نالائقیوں کی وجہ سے اس بارش کو اپنے لئے عذاب بنا دیا۔

ہر سال سینکڑوں دیہات ڈوب جاتے ہیں، ہزاروں ایکڑ رقبہ فنا ہو جاتا ہے، تباہ ہو جاتا ہے، مویشی مرجاتے ہیں، انسان فنا کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔

اس لیے کہ ہم ہیرا پھیری اور وعدہ خلافی کرتے ہیں ہمارے محلے میں

چونکہ کوٹھے اور جھگیاں بھی ہیں اور گرے ہوئے کوٹھے بھی ہیں ان میں حقیقی سیلاب متاثرین بھی ہیں اور جعلی متاثرین بھی ہیں وہاں جو ہزاروں کی تعداد میں سرکاری پلاٹ بنے ہوئے ہیں اور میں اس علاقے میں گیا ہوا ہوں۔ جہاں سرکاری پلاٹ بنے ہوئے ہیں۔ جن حقداروں میں تقسیم کرنے تھے اب تک تقسیم نہ ہوسکے اب تک ایسے ہی پڑے ہیں، ساری سہولیات اس میں ہیں۔ متاثرین سیلاب آئے کچھ تو حقیقی متاثرین تھے اور کچھ تو کراچی میں اپنے گھروں والے وہ بھی جا کر اس میں بیٹھ گئے۔ کہ ہم بھی متاثرین ہیں کہ اس فلیٹ پر ہمارا قبضہ ہوجائے گا۔ گویا ہمیں مالکانہ حقوق مل گئے نہ کوئی چھیڑنے والا، نہ کوئی ہٹانے والا۔

تو میں آج ہی وہاں دیکھ رہا تھا کہ چھوٹی بچیاں اور بچے چھوٹی بوتلیں اور کین لے کر پانی کی تلاش میں گھر گھر کا دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔ صرف ایک بوتل پانی کی تلاش میں پارک پارک گھوم رہے ہیں، تو حال یہ ہے کہ اُدھر پانی سے بستیوں کی بستیاں ڈوب رہی ہیں اور ادھر ایک ایک پانی کی بوتل کو ترس رہے ہیں۔

ہماری بدنصیبی دیکھیں، ہماری حماقتیں دیکھیں، ہماری نالائقیاں دیکھیں ہماری غفلتیں، مدہوشیاں دیکھیں کہ جو ایک نعمت ہے ہم نے اپنے گناہوں اور تعصب کی وجہ سے اس کو بھی اپنے لئے ایک مصیبت بنالیا۔

جن ملکوں میں عدل و انصاف ہے وہاں حکومتی نظام مضبوط ہے۔ وہاں پولیس شہریوں کے لئے رحمت ہے، حفاظت کا نشان ہے، ان کو پولیس کے

وجود سے حفاظت کا سامان ملتا ہے۔

ہم رات کو اگر پولیس والوں کو دیکھ لیں تو شاید ہی کسی اور سے اتنا ڈریں جتنا پولیس والوں کو دیکھ کر ڈریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری جیب سے ہیروئن کی پڑیا ہی برآمد کرلیں اور کہیں اے مولوی صاحب! رات کو یہ پڑیا کہاں سے لے کر آگیا۔

ایک ساتھی نے بتایا کہ ایک پولیس والے نے مجھے روک لیا غریب آدمی تھا جیب سے ۱۰۰ روپے نکلے۔تو پولیس والے نے کہا یہ ۱۰۰ روپے کہاں سے آئے؟ ۱۰۰ روپے کہاں سے آئے؟ اب بتائیں سوال کو دیکھیے اور جواب سوچیے؟ ۱۰۰ روپے تمہارے پاس آئے کہاں سے؟ اس نے کہا بھائی! قبول کرلو مجھے جانے دو آپ ہی رکھ لو۔تو جو چیزیں رحمت ہیں وہ بھی ہمارے لئے مصیبت بن گئیں۔ پریشانیاں ہی پریشانیاں، مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں۔

تین اہم باتیں

تو بڑا اہم سوال ہے جو کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں تین باتیں ارشاد فرمائیں نیت کرلیں کہ ان شاء اللہ ہم ان تینوں باتوں پر عمل کریں گے۔

زبان پر کنٹرول

پہلی بات تو یہ فرمائی کہ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ اپنی زبان پر کنٹرول

رکھو، زبان کا استعمال سوچ سمجھ کر کرو، سوچ کر بولو اور بول کر سوچو۔ اس لئے کہ یہ زبان جو ہے یہ محبتیں بھی پیدا کرتی ہے اور نفرتیں بھی پیدا کرتی ہے۔

ابھی ہم پنجاب سے بائی روڈ آرہے تھے تو ایک اسٹاپ پر بس رکی تو وہاں بڑا اچھا جملہ لکھا ہوا تھا۔ سی این جی والا بڑا باذوق آدمی معلوم ہوتا تھا بڑے اچھے اقوال اور اشعار اس نے جگہ جگہ پر لکھے ہوئے تھے۔

ایک قول یہ تھا کہ تلوار دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک لوہے کی تلوار ہے ایک زبان کی تلوار۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ لوہے کی تلوار ایک کو دو کر دیتی ہے اور زبان کی تلوار دو کو ایک کر دیتی ہے۔ دلوں کو پلٹ دیتی ہے، ٹوٹے ہوؤں کو جوڑ دیتی ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب زبان کو صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے لیکن اگر زبان کا استعمال غلط طریقے سے کیا جائے تو پھر عربی کا شعر ہے

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ
وَلَا يَلْتَامُ مَاجَرَحَ اللِّسَانُ

جو نیزے اور تیر کے زخم ہیں وہ مٹ جاتے ہیں لیکن زبان سے لگائے ہوئے زخم مٹتے نہیں۔

زبان دو دھاری تلوار ہے

بعض اوقات زبان سے لوگ ایسے الفاظ کہہ دیتے ہیں کہ دل پر دائمی زخم لگ جاتا ہے اور وہ مٹتا نہیں۔ اور زبان کے بارے میں عربی کا محاورہ ہے۔

جِرْمُهٗ صَغِيْرٌ وَجُرْمُهٗ كَبِيْرٌ

زبان جو ہے اس کا جسم چھوٹا سا ہے لیکن اس کا جرم بہت بڑا ہے۔

زبان آگ لگا بھی سکتی ہے اور یہ زبان آگ بجھا بھی سکتی ہے، زبان جنت میں بھی لے جاسکتی ہے اور یہ زبان دوزخ میں بھی لے جاسکتی ہے۔

ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا؛

بہت سارے لوگ دوزخ میں اپنی زبان کی وجہ سے جائیں گے۔

اور آقا ﷺ نے فرمایا؛

کہ اے لوگو! دو چیزوں کی ضمانت تم مجھے دے دو جنت کی ضمانت میں تمھیں دیتا ہوں۔ ایک زبان کی ضمانت، دوسری شرمگاہ کی حفاظت۔ بظاہر چھوٹی سی بات ہے کہ آقا ﷺ فرمارہے ہیں کہ جنت میں جانے کے لئے زبان کو کنٹرول میں رکھو۔

زبان بہت سی مصیبتوں کی جڑ

اللہ کی قسم ہمارے آقا ﷺ نے بالکل سچ فرمایا۔ بہت سی مصیبتیں اور پریشانیاں زبان کی وجہ سے ہیں اور اولاد کے درمیان جھگڑے، شوہر اور بیوی کے درمیان جھگڑے یہ زبان کی وجہ سے ہیں۔ گھر تباہ ہوجاتے ہیں زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے، معاملات قتل تک پہنچ جاتے ہیں زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے۔ بعض اوقات مرد زبان پر کنٹرول نہیں رکھتا، بیوی اپنی زبان پر کنٹرول نہیں رکھتی اور بات بڑھ جاتی ہے۔ اور بسا اوقات صرف ایک لفظ کی وجہ سے بڑھتے بڑھتے بات طلاق تک پہنچ جاتی

ہے۔لوگ بڑی بڑی باتیں کہہ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں نے تو کچھ کہا ہی نہیں اور یہ کہتے ہیں کہ میں نے تو ایسے ہی ذرا سی یہ بات کہہ دی اور اس کا کتنا عجیب نتیجہ ہوتا ہے۔

مفتی شفیع صاحب نوراللہ مرقدہ کے حوالے سے نظر سے گزرا کہ بہو اور ساس میں لڑائی ہوگئی اور بہو بہت غصہ میں تھیں۔ساس نے کہا، بہو کیوں اتنے غصے میں ہے؟ میں نے تو کچھ کہا ہی نہیں ایسے ہی غصہ میں آ گئی۔ کچھ تو کہا ہوگا ؟ کہا میں نے تو صرف یہ کہا کہ تو کیوں کتیوں کی طرح بھونک رہی ہے۔بس اتنی سی بات کہی اور یہ لال پیلی ہوگئی۔

اتنی بڑی بات کہہ کر بھی بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کچھ کہا ہی نہیں۔ ہماری بہنیں معاف فرمائیں ، ہماری بیٹیاں معاف فرمائیں اگر میں یہ بات کہوں کہ اکثر زبان کا غلط استعمال خواتین کا ہے۔مرد بھی کرتے ہیں یہ نہیں کہ میں مرد ہوں تو مردوں کا دفاع کرتا ہوں۔مردوں کی عزت بچانا چاہتا ہوں ،نہیں! بلکہ حقیقت یہی ہے کہ عورتیں بہت زیادہ غیبت اور چغلی میں مصروف رہتی ہیں۔

غیبت اور چغلی کے بغیر مردوں کی محفلیں بھی نہیں سجتیں لیکن عورتوں کی محفلوں کا رنگ تو غیبتوں کے بغیر پھیکا پڑ جاتا ہے۔اتنی زیادہ غیبتیں ہورہی ہیں دوسرے مسلمان بھائیوں اور بہنوں پر ظلم ہورہا ہے۔ان کا گوشت کھایا جارہاہے، اور ہر جگہ کھایا جارہا ہے، بے دھڑک کھایا جارہا ہے۔

پتہ ہی نہیں ہم کیا کررہے ہیں ، کتنے اپنے اعمال ضائع کررہے ہیں، کتنی

اذیتیں دوسروں کو دے رہے ہیں۔ ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو پتا چلا کہ فلاں فلاں آدمی میری بہت غیبت کرتے ہیں تو انھوں نے ان کے لئے ہدیے بھیجے۔ کسی نے کہا کہ حضرت! وہ تو غیبت کرر ہے ہیں اور آپ ان کو ہدیہ بھیج رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ میرا ہدیہ ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے اس لئے کہ جو کسی مسلمان کی غیبت اور چغلیاں کرتا ہے۔ قیامت کے دن اس کی نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی جس کی غیبت کی جارہی ہے اور اگر نیکیوں سے پوری نہ ہوئی تو پھر اسکے گناہ اُس (غیبت کرنے والے) کو دے دیے جائیں گے، کہنے لگے میں تو ان کو کچھ روپے دے رہا ہوں، کچھ مالی ہدیہ دے رہا ہوں وہ تو مجھے نیکیوں کا ہدیہ دے رہے ہیں اور میرے گناہ اپنے اوپر لے رہے ہے تو یہ میرا کتنا بڑا محسن ہے اس لیے میں اس کو ہدیہ دوں گا۔

لیکن آج ہماری محفلیں غیبتوں کے بغیر سجتی نہیں میں نے ایک مرتبہ اپنی مسجد ہی میں اس حوالے سے بات کہی۔

اپنا محاسبہ کیجئے

میں نے کہا کہ ایک دن میں کتنی غلطیاں اور غیبتیں کی ہیں۔ ہفتہ کی اور مہینے کی اور سال کی حساب لگالیں کہ میں نے کتنی غلطیاں کی، پھر کتنی حد تک غیبتیں کیں ہیں تو حساب لگالیں کہ ایک سال کی کتنی غیبتیں بنتی ہیں۔

جب میں بیان سے فارغ ہوا تو ایک ساتھی کہنے لگا کہ آپ نے تو بڑی رعایت کی ہے دن میں دو غیبتیں۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ دن میں سو سو غیبتیں

بھی کر جاتے ہیں اور ۲۰، ۳۰ تو عام ہیں۔ اگر سالوں پر اس کو تقسیم کیا جائے کہ دس سال میں، ۲۰ سال میں، ۵۰ سال میں کتنی غیبتیں کی ہوں گی۔ تو اللہ معاف فرمائے کہ بات لاکھوں تک پہنچ جائے گی۔

تو میرے بھائیو! ہمارے پاس کیا نیکیاں ہیں اور وہ بھی ہم نے غیبتیں کر کے ضائع کر دیں۔ دوسرے کو اس کا حق دار بنا دیا۔

زبان کے گناہ

غیبت کی جاتی ہے تو زبان سے، جھوٹ بولا جاتا ہے تو زبان سے، بہتان لگایا جاتا ہے تو زبان سے، دل دکھایا جاتا ہے تو زبان سے، کفر بولا جاتا ہے تو زبان سے، شریعت و سنت کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو زبان سے۔

تو آقا ﷺ جو فرماتے ہیں۔ بہت سے لوگ زبان کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔ تو اس میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ یہ بڑے بڑے گناہ ہیں۔ جن کا ارتکاب زبان سے کیا جاتا ہے اللہ اکبر! غلط استعمال کی وجہ سے غصہ میں آکر، جذبات میں آکر گھر تباہ کر لیا زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے، سوچا ہی نہیں کیا کہہ رہا ہوں۔ اور طلاق دے دیتے ہیں۔ پھر پریشان ہوتے ہیں۔ گھر تباہ کر لیا اب پریشان ہیں۔ اب مولویوں کے پاس بھاگتے ہیں۔

بعض لوگوں کا غلط خیال

بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مولویوں کے پاس ایسے خفیہ قسم کے مسئلے اور نسخے ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ حرام کو حلال بھی کر سکتے ہیں اور طلاق دے

کر جدائی کر دیں تو وہ پھر کسی نہ کسی طریقے سے بیوی کو ہمارے لئے جائز و حلال کر سکتے ہیں۔

یہ بعض لوگوں کے ذہن میں ہے کہ کوئی مسئلہ ہو جائے تو کہتے ہیں دیکھیں مولوی صاحب! کچھ حل تلاش کریں، بڑا پریشان ہوں، گھر تباہ ہو جائے گا بچی یتیم ہو جائے گی۔ کوئی نہ کوئی حل تلاش کریں۔

ہمارے مدرسہ میں ایک مالی تھا، مالی کانا تھا، ایک آنکھ سے دیکھتا تھا ایک آنکھ کی بینائی اس کی نہیں تھی۔ تو اس نے کہا کہ یہ جو مسجد کی سیڑھی ہے۔ گھر کے استعمال کے لئے یہ سیڑھی مجھے دے دیں۔ تو اسے ساتھیوں نے سمجھایا کہ یہ مسجد کی سیڑھی ہے یہ تو وقف ہے آپ استعمال نہیں کر سکتے تو وہ مالی کہتا ہے کہ دیکھ لیں آپ کوئی کتاب دیکھ لیں۔

چونکہ مولویوں کیساتھ رہنے والا مالی تھا وہ مولویوں کی زبان بھی جانتا تھا کہنے لگا مولوی صاحب! کچھ آپ حاشیہ واشیہ دیکھ لیں۔ کہیں نہ کہیں تو مسئلہ نکل ہی آئے گا کہ میرے لئے سیڑھی کا استعمال جائز ہو جائے۔

تو بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مولوی کوئی نہ کوئی حل نکال ہی دیتے ہیں اور بعض تو یہ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب میں تو پاگل ہو گیا تھا اور مجھے پتہ ہی نہیں چلا لوگوں نے مجھے بتایا کہ تم نے تین مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق کہا مجھے پتا ہی نہیں چلا۔

تو غصہ کی وجہ سے کہہ دیا اب پریشان ہو رہا ہے۔ حجاج بن یوسف کا نام آپ نے سنا ہوگا۔ بہت بڑا ظالم گزرا ہے۔ ۲۰ لاکھ سے زیادہ نیک

مسلمانوں کا قاتل تھا۔اوراس کی لوگوں پر وحشت تھی، لوگوں پر رعب تھا۔اللہ نے اس کو مسلط کیا ہوا تھا عراقیوں اور کوفیوں پر لاکھوں کو قتل کیا۔

حجاج بن یوسف کا واقعہ

اس کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دن وہ روپ بدل کر شہر سے باہر نکلا ایک دیہاتی ملا۔اس سے اس نے پوچھا؟ حجاج بن یوسف کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ دیہاتیوں کو ویسے ہی گالیاں بہت آتی ہیں۔بعض دیہاتی ایسے ہوتے ہیں گالی کے بغیر بات ہی نہیں کرتے۔میں نے دیکھا وہ گدھے کو بھی گالی دیتے ہیں، گھوڑے کو بھی گالی دیتے ہیں، پرندے کو بھی گالی دیتے ہیں ہر چیز کو گالی دیتے ہیں، بات بات پر گالی۔تو اس نے پوچھا حجاج کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ دیہاتی کو جتنی گالیاں آتی تھیں حجاج کو اس نے دیں، خوب بڑھ چڑھ کر گالیاں دیں، حجاج ایسا ہے اور ایسا ہے، حجاج سنتا رہا۔آخر میں اس سے پوچھا۔ جب اس کا پیٹرول ختم ہوگیا اس سے پوچھا مجھے جانتے ہو کون ہوں؟ کہنے لگا نہیں! کہنے لگا میں ہی حجاج بن یوسف ہوں ۔کہنے لگا اچھا! تو سارے دیہاتی پاگل نہیں ہوتے بعض دیہاتی شہریوں کو بھی بے وقوف بنا دیتے ہیں۔

بہت سے لوگ یہاں (کراچی میں) ہوتے ہیں اور جان بوجھ کر دیہاتی بنتے ہیں اور دیہاتیوں والی چادر لٹکائی ہوئی ہوتی ہے۔اور نقلی چیز بیچ دیتے ہیں۔ شہریوں کو بیوقوف بنا دیتے ہیں۔نقلی شہد بیچ دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو دیہاتیوں والا حلیہ ہے۔دیکھو میرا ہاتھ شہد اتار اتار کر زخمی ہوگیا ہے۔حالانکہ

سارا جعلی اور نقلی شہد ہوتا ہے۔ چونکہ الحمدللہ! میرا شہد کا کاروبار ہے کئی سالوں سے ذریعہ معاش ہے اللہ پاک اس میں برکت دیتے ہیں۔

ہمارے پاس اس قسم کے لوگ آتے رہے شہد لا کر کہتے ہیں ہم نے خود جنگل سے اتارا ہے تو سارے دیہاتی بے وقوف نہیں ہوتے، پاگل نہیں ہوتے۔ بعض شہریوں کو بھی بے وقوف بنا دیتے ہیں۔ تو اس دیہاتی نے حجاج سے پوچھا مجھے جانتے ہو کون ہوں؟ حجاج نے کہا نہیں۔

اس دیہاتی نے کہا میں اس گاؤں کا مشہور دیوانہ ہوں، پاگل ہوں اور مجھے مہینے میں تین دفعہ مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ اور پہلا دن جو ہوتا ہے بہت ہی شدید ہوتا ہے۔ بہت شدید دورہ پڑتا ہے اور جب دورہ پڑتا ہے تو مجھے پتہ ہی نہیں چلتا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ یہ اس نے ظاہر کیا کہ یہ جو میں نے گالیاں دی ہیں۔ پتہ ہی نہیں چلا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ تو اسی طریقے سے وہ شخص کہتا ہے کہ غصہ میں آکر، جوش میں آکر میں نے تین طلاقیں دیں اور مولوی صاحب! مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ میں کیا کہہ رہا تھا میں تو دیوانہ ہو گیا تھا، پاگل ہو گیا تھا اور دیوانے پر ظاہر ہے شریعت کے احکام لاگو نہیں ہوتے، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ لہذا میری طلاق کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہونا چاہئے۔

وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے اگر کہہ دیا کہ کچھ نہیں ہوا تو بس بیوی حلال ہے چاہے اللہ کہے حرام ہے، اللہ کا رسول کہے حرام ہے، فقہ کہے حرام ہے۔ لیکن مولوی صاحب کے منہ سے ایک دفعہ نکل گیا۔ ارے یہ چلتا ہے سب چلتا ہے، ٹھیک ہو جائے گا مسئلہ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ مولوی صاحب کے

کہنے سے کوئی حرام حلال نہیں ہوسکتا اور جو طلاق ہو چکی اس کو واپس نہیں لیا جا سکتا تو پہلی نصیحت آقا ﷺ نے یہ فرمائی کہ: ''اَمۡلِكۡ عَلَيۡكَ لِسَانَكَ'' اپنی زبان پر کنٹرول کرو اپنی زبان کو سوچ سمجھ کر استعمال کرو۔

آقا ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم میں سے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ زبان سے اچھی بات کہے وگرنہ خاموش رہے اور آقا ﷺ نے فرمایا کہ:

''جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا''۔

میرے بھائیو! اور بہنو! کم بولنے کی عادت ڈالیں، اچھی بات بولیں۔ اچھی بات نہ ہو تو خاموش رہیں، دل میں اللہ کا خوف ہو جب دل میں اللہ کا خوف ہوگا تو زبان پر کنٹرول کرنا آسان ہو جائے گا اور خاموشی سے گھر میں سکون ہوگا۔ گھر میں خاموشی سے گھر میں سکون کیسے ہوگا؟

گھر میں بے سکونی کا خاتمہ

اس پر ایک بزرگ کا واقعہ کہہ لیں یا لطیفہ کہہ لیں وہ یاد آ رہا ہے۔ کہ ایک شخص کے گھر میں بڑی لڑائی ہوتی رہتی تھی۔ نئی نئی شادی ہوئی لیکن لڑائی ہوتی رہتی تھی۔ میاں بیوی کے درمیان اور ان میں سے کوئی بھی اپنا قصور ماننے کو تیار نہیں تھا۔ ہم قصور ماننے والے لوگ نہیں ہیں۔ ہر ایک اپنے کو حق پر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ روڈ پر کوئی کسی کو ٹکر لگ جائے تو ہر ایک دوسرے پر

ڈالتا ہے وہ کہتا ہے اس کا قصور، وہ کہتا ہے اُس کا قصور ہے اور جس کا قصور ہوتا ہے وہ زیادہ بڑھ چڑھ کر بولتا ہے تاکہ اس پر پردہ ڈل جائے۔

تو ان میں لڑائی ہوتی رہتی تھی۔ تو جیسا کہ ہم میں سے بعض ضعیف العقیدہ لوگوں کا خیال ہے کہ پیروں، مریدوں کے پاس چکر لگایا جائے تعویذ دے دیں گے گھر کے حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔

تو وہ عورت تعویذ لینے کے لئے ان کے پاس چلی گئی کہ گھر کے حالات ٹھیک ہو جائیں گے اور سارے گھر کی باتیں اس کو بتا دیں۔

تو سمجھ دار آدمی نتیجہ پر پہنچ گیا اور ایک تعویذ لکھ کر دیا اور کہا کہ جب شوہر کے دفتر سے آنے کا وقت ہو تو اس کو دانتوں تلے دبا دیا جائے اور ایک گھنٹے تک دباتے رہو جتنا دباؤ گی اتنا یہ تعویذ اثر کرتا رہے گا۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ تعویذ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس پر بھاری وزن رکھو، بھاری پتھر وغیرہ جتنا وزن آئے گا اتنا ہی اثر ہوگا۔ تو کہہ دیا کہ دبا کر رکھو تعویذ کو، منہ بالکل نہ کھولنا۔ روزانہ یہ عمل کرتی رہو۔ لہٰذا اس نے عمل شروع کر دیا اب شوہر بھی حیران ہے کہ پہلے گھر آتا تھا۔ تو شور ہی شور ایک دم سے کیا ہو گیا۔

پہلے گھر آتا تھا تو میرے باپ دادا کا سب کھول کر رکھ دیتی تھی اور آج کل خاموشی ہی خاموشی۔ کام میں لگی رہتی ہے کھانا پکاتی رہتی ہے شوہر تو اُس پر لٹو ہو گیا خدمت کرتی رہتی ہے بولتی کچھ نہیں۔

اب وہ ایک مہینہ کے بعد گئی پیر صاحب کے پاس مٹھائی کا ڈبہ لے کر

حضرت! کمال کر دیا آپ نے تعویذ دیا ہے اور شوہر تو فرشتہ بن گیا ہے اس نے کہا اور تعویذ لے لو۔

انسان کی حقیقت

تو بھائی! زبان پر کنٹرول کرنے سے گھر میں سکون ہوتا ہے تو خدا کے واسطے زبان کو کنٹرول میں رکھیں اور بڑے بول نہ بولا کریں۔ ارے جانتے ہو۔ یہ ہمارا بڑا بول ہے۔ ارے جانتے ہو میں کون ہوں؟ تھوڑی سے بات ہو جائے۔

ارے جانتے نہیں ہو میں کون ہوں؟ ارے تجھے جانتے ہیں بھائی تو کون ہے۔

کون نہیں جانتا تجھے۔ اللہ نے تیری حقیقت بتا دی ہے تجھے حقیر قطرے سے پیدا کیا، انجام تیرا موت ہے، کمزور اتنا ہے کہ اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے اگر تیرا ایکسیڈنٹ ہو جائے یا بیمار ہو جائے تو بستر پر پڑ جائے اور گھمنڈ اتنا ہے اپنے اوپر، میں کون ہوں کیا چیز ہوں۔

بات کو اپنے وسائل پر گھما دیا۔ بات کو اپنی دولت پر گھما دیا، بات کو اپنے تعلقات پر گھما دیا۔ بات کو اپنی کرسی پر گھما دیا۔

ایک اللہ والا کہیں جنگل میں لیٹا ہوا تھا۔ اسی طرح کا ایک بدمعاش، متکبر وہاں سے گزرا۔ اللہ والے کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور نشے میں آنکھیں دکھائیں اور غصے میں بات کی اور کہا، جانتے نہیں ہو میں کون ہوں؟

کتنا بڑا مالدار ہوں میرے پاس کتنی دولت ہے، کتنے نوکر چاکر ہیں۔ تو اللہ والے نے کہا کہ یہ سب کچھ تیرا ظاہر ہے، تیری باہر کی چیزیں ہیں۔ یہ بتا تیرے اندر کیا ہے، انسان کی قدر و قیمت باہر کی چیزوں سے نہیں بنتی اندر کی چیزوں سے بنتی ہے۔ سونے سے نہیں، کارخانے سے نہیں، گاڑی سے نہیں بنگلہ سے نہیں، کرسی سے نہیں، پیسوں سے نہیں، بینکوں سے نہیں، انسان کی جو اللہ کے ہاں قدر و قیمت اندر کی چیزوں سے بنتی ہے۔

اندر کی چیز کیا ہے؟ ایمان ہے، تقویٰ ہے، خوف خدا ہے، تواضع ہے، اپنے کو کمتر سمجھے۔ اپنے آپ کو دوسروں سے چھوٹا سمجھے، ان چیزوں سے انسان کی قدر و قیمت بنتی ہے۔ لباس سے، گاڑیوں سے، مال و دولت سے، ملازموں سے، اقتدار سے کسی کی قدر و قیمت نہیں بنتی۔

چیخ کر بولنے کی ممانعت

تو بھائیو! زبان کے بڑے بول نہ بولیں۔ زبان سے چیخ چیخ کر بھی نہ بولا جائے۔ بعض لوگ خواہ مخواہ چیخ کر بولتے ہیں، بغیر کسی وجہ کے چیخ کر بولیں گے۔

حالانکہ اللہ کیا فرماتے ہیں۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے جو اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی ان میں سے ایک نصیحت یہ تھی: وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ط بیٹا! اپنی آواز کو پست رکھا کرو: اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ خوامخواہ چیخنا یہ گدھے کی عادت ہے۔ تیز آواز، یہ گدھے کی آواز ہے۔ تو بعض لوگ چیخ کر بولتے ہیں تو یہ چیخنے کی عادت یہ بھی غلط ہے۔

تو بھائیو! آپ اس مضمون کو جتنا پھیلا سکتے ہو پھیلاؤ، کہ ہم زبان کہاں کہاں غلط استعمال کرتے ہیں۔ گھر تباہ کرتے ہیں، خاندان تباہ کرتے ہیں، سکون تباہ کرتے ہیں، ایمان تباہ کرتے ہیں۔

بعض لوگ زبان سے سنت کا مذاق اڑاتے ہیں، ڈاڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں، ٹوپی کا مذاق اڑاتے ہیں، پگڑی کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اذان کا مذاق اڑاتے ہیں، نماز کا مذاق اڑاتے ہیں، بعض لوگوں کی بہت بری عادت ہوتی ہے کہ لوگوں کو ہنسانے کے لئے بعض اوقات اللہ کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ کے نبی کا مذاق اڑاتے ہیں، آخرت کا مذاق، قرآن کا مذاق صرف ہنسانے کے لئے۔ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اللہ کا مذاق اڑاتے ہیں اپنی آخرت تباہ و برباد کر رہے ہیں تو آقا ﷺ نے پہلی نصیحت فرمائی کہ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ اپنی زبان قابو میں رکھو۔

زیادہ وقت گھر میں گزارنا

دوسری نصیحت فرمائی'' وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ '' اے عقبہ! اپنا وقت بازاروں میں ضائع نہ کیا کرو، اور فضول مجلسوں میں ضائع نہ کیا کرو۔

کوشش کرو جب فارغ ہو جاؤ تو زیادہ وقت تمہارا گھر میں گزرے۔

وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ گھر میں اپنا وقت زیادہ دیا کرو۔

دو جگہیں ہیں وقت گزارنے کی یا تو اللہ کے گھر میں وقت گزاریں یا تو اپنے گھر میں۔ ہمارے آقا ﷺ کی یہی عادت تھی یا تو اللہ کا گھر یا پھر اپنا

گھر۔ گھر میں کیا کرتے تھے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے معمولات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں داخل ہوتے اور ضرورت ہوتی تو گھر میں جھاڑو دے دیتے۔ جوتا پھٹا ہوا ہوتو اس کو سی لیتے ہیں، کپڑا پھٹا ہوا ہوتو اس کو سی لیتے ہیں۔ بکری کا دودھ نکال لیتے ہیں، گھر کے کام کاج میں ہمارے ساتھ تعاون کر لیتے ہیں۔

گھر کے کام کاج مردانگی کے خلاف نہیں

تو بھائیو! گھر کے کام کاج میں تعاون کرنا یہ کوئی مردانگی کے خلاف نہیں ہے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جھاڑو دوں گا تو بیوی کی نظر میں گر جاؤں گا۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں بیوی کے ساتھ گھر کے کاموں میں تعاون کرنا یہ کوئی حرام ہے یا مردانگی کے خلاف ہے ایسا نہیں ہے سب سے کامل مرد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ گھر کے کام کاج میں اپنی بیویوں کے ساتھ تعاون کیا کرتے تھے۔

بلاوجہ بازار جانا

بازاروں، مارکیٹوں میں فضول پھرنا یہ مردوں کے لئے بھی مضر ہے اور خاص طور پر عورتوں کے لئے تو بہت ہی مضر ہے۔ آج ہماری بہنوں، بیٹیوں کو یہ عادت پڑی ہے کہ ہم بازاروں میں جائیں اور جانتے ہوئے بھی فضول

پھرتی ہیں خریدنا کچھ بھی نہیں ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا؛

بازار ضرورت پوری کرنے کی جگہ ہے ضرورت پیدا کرنے کی جگہ نہیں ہے ایک یہ ہے کہ بازار میں جائے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اور دوسری صورت یہ ہے کہ بازار میں جائیں ہوسکتا ہے کوئی چیز پسند آجائے تو خرید لیں گے۔

بہت سی خواتین جو بازاروں میں اور بڑے بڑے شاپنگ مال میں جاتی ہیں۔یقین کریں اسی نیت سے کہ ہوسکتا ہے کوئی چیز پسند آجائے تو ہم بھی خرید لیں، کوئی نیا فیشن آیا ہو، کوئی نئی چیز آئی ہو۔

ابھی چند دن پہلے الحمدللہ! اللہ نے سفر حرمین شریفین کی سعادت نصیب فرمائی حرمین کے علاوہ بھی دوسری جگہوں پر جانے کا اتفاق ہوا میرے خیال میں سعودی خواتین پاکستانی خواتین سے بھی آگے ہیں، حد سے زیادہ شاپنگ۔ حالانکہ وہاں کی کوالٹی بڑی مضبوط اور معیار بھی بہت عمدہ اور میرے لیے کوئی مشکل، پریشانی اور رکاوٹ بھی نہیں تھی لیکن میں شاپنگ مال میں نہیں گیا۔ خواتین بہت زیادہ تو اس نیت سے ملبوسات اور دوسری چیزیں لیتی ہیں تا کہ دوسروں پر فخر کیا جاسکے، دوسروں پر اپنی برتری کو ثابت کیا جاسکے۔

عید کا موقع آتا ہے تو گویا یہ لازم سمجھ لیا گیا ہے کہ اپنے گھر کا فرنیچر اور پردے بدل دیئے جائیں لوگ کیا کہیں گے کتنے سالوں کا فرنیچر ہے اتنا پرانا۔ایک دعوت پر اگر ایک لباس پہن لیں تو دوسری دعوت پر وہی لباس

پہننا پسند نہیں کرتیں۔ لوگ کیا کہیں گے وہی لباس جو پچھلی دعوت میں پہنا تھا۔

اللہ اکبر! سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پورے مدینہ منورہ میں ایک ہی گھر میں عروسی لباس تھا۔ دلہن کا لباس جس دلہن کی شادی ہوتی وہ مانگ کر لے جاتی اور پہن کر واپس دے جاتی اور پتہ نہیں کتنی ہی دلہنوں کے وہ لباس کام آیا۔ اور یہاں پتہ نہیں کتنے لباس اور ایسے ایسے لباس خریدے جاتے ہیں۔ جو زندگی میں صرف ایک ہی بار پہنے جاتے ہیں پھر کبھی پہننے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

ہمیں تو قیمتوں کا بھی اندازہ نہیں ہوگا کیسے کیسے قیمتی لباس رخصتی کے موقع پر محض ولیمہ میں شرکت کے لئے، مہندی کی رسم کے لئے لیکن دوبارہ پہننے کا موقع نہیں ملتا۔

وقت کی نعمت کا ضیاع

تو شادی میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ رسموں اور رواجوں میں، ہالوں میں اپنا وقت ضائع کیا جارہا ہے۔ ہماری قوم وقت ضائع کرنے کے اعتبار سے بڑی خراب ہے۔ بہت وقت ضائع کرتی ہے۔ وقت جتنی قیمتی چیز ہے اتنا ہی زیادہ بے دردی سے اس کو ضائع کیا جاتا ہے۔ ہماری دعوتوں کو دیکھیں کیا وقت لکھا ہوتا ہے اور کب شروع ہوتی ہیں، کتنا وقت برباد ہوتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے دوسری جو نصیحت فرمائی وہ یہ کہ اپنے گھر میں زیادہ وقت گزارو۔ دوسرے کے گھروں میں بلاضرورت نہیں جانا چاہئے اور بازاروں اور مارکیٹوں میں تو قطعاً نہیں جانا چاہئے۔

مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات کا مجرب نسخہ

اور تیسری اور آخری نصیحت جو مصیبتوں اور پریشانیوں کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ کہ ''وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ''

اے عقبہ! اپنے گناہوں پر رویا کرو۔ یہ ہے مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات کا مجرب نسخہ، جو اپنے گناہوں پر روئے گا اور رو رو کر اپنے گناہوں پر توبہ واستغفار کرے گا اللہ اس کو دنیا کی مصیبتوں سے بھی نجات دے گا اور اللہ اس کو آخرت کی مصیبتوں سے بھی نجات دے گا۔

آج آنکھیں خشک ہوگئیں اور دل سخت ہو گئے پہاڑوں کی طرح جتنے ہم گناہ کرتے ہیں لیکن دل لرزتے نہیں اور آنکھیں ٹب ڈباتی نہیں اور توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ جبکہ اللہ کے مقربین کا حال یہ تھا کہ معمولی سی غلطی ہوجاتی تو رو رو کر چشمہ بہالیتے۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کتنی معمولی سی غلطی ہوئی تھی۔ علماء اس کو اجتہادی غلطی کہتے ہیں۔ لیکن اتنا روئے ہیں کہ ان کے رونے کی وجہ سے چہرہ پر نشان پڑ گئے۔

بعض تو ایسے بھی تھے کہ گناہ بھی نہیں ہوا۔ محض اللہ کی محبت میں رو رہے ہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ اتنا روتے تھے حتیٰ کہ بینائی چلی گئی۔ اللہ نے پھر بینائی لوٹا دی پھر اتنا روئے کہ پھر بینائی چلی گئی۔ اللہ نے پھر بینائی لوٹا دی اور پوچھا کہ اے شعیب! تم نے کون سا گناہ کیا ہے؟ کہ تم ایسا روتے ہو عرض کیا اے رب العالمین! میں گناہوں کی

وجہ سے اور دوزخ کے ڈر کی وجہ سے نہیں روتا میں تو آپ کے دیدار کے شوق کی وجہ سے روتا ہوں۔

وعدہ کیا گیا اے شعیب علیہ السلام تجھے ہم اپنے دیدار سے محروم نہیں کریں گے۔تو بھائیو! مومن کی شان یہ ہے کہ اس سے گناہ ہوجائے تو اُسے چین نہیں آئے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے، جب تک کہ اس سے اجتناب نہ کرلے،تب تک چین نہ آئے اور مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچنے کا موثر نسخہ ہے استغفار، اولاد نہیں ہوتی اس کا نسخہ ہے استغفار، دشمن سے مقابلہ ہو اس پر قابو پانے کا راز ہے استغفار۔

ہر مسئلے کا حل

بعض کتابوں میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کے پاس مختلف لوگ آئے اپنے مسائل کے سلسلے میں بارش شروع نہیں ہورہی، قحط سالی ہے فرمایا کہ استغفار کرو۔ دوسرا آیا کہنے لگا حضرت! اولاد نہیں ہوتی فرمایا کہ استغفار کرو، تیسرا آیا کہ حضرت! ہاتھ بہت تنگ ہے کوئی وظیفہ بتائیں کہ وسعت پیدا ہو فرمایا کہ استغفار کرو۔مختلف سوالات کئے سب کے جوابات صرف ایک ہی ہے کہ استغفار کیا کرو۔ بعد میں ان کے تلامذہ ومریدوں نے پوچھا کہ حضرت! یہ کیا ہے؟ ضروریات اور سوالات تو مختلف تھے ورد آپ نے سب کو ایک بتایا۔فرمایا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝١١ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝١٢

(سورۃالنوح آیت ۱۰، ۱۱، ۱۲ پ ۲۹)

اپنے رب سے استغفار کرو: اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا وہ تمھارے گناہوں کو بخش دے گا: يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۔ تم استغفار کرو گے تو وہ موسلا دھار بارش برسائے گا: وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ استغفار کرو گے تو تمھارے اموال میں برکتیں دے گا: وَّبَنِيْنَ استغفار کرو گے تو تمھیں بیٹے دے دے گا، وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ استغفار کرو گے تو اللہ تمھارے لئے باغات لہلہا دے گا: وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝١٢ استغفار کرو گے تو اللہ تمھارے لئے نہریں جاری کر دے گا۔

بھئی! اللہ نے قرآن میں فرمایا؛

تو میں نے اس لئے مختلف سوالات کرنے والوں کو یہ کہا کہ استغفار کرو جب بھی کوئی مصیبت اور پریشانی آئے ۔مومن کا کام یہ ہے کہ سب سے پہلے محاسبہ کرے اور یہ سمجھے کہ مجھ سے کوئی گناہ ہوا ہوگا، کوئی غلطی ہوئی ہوگی ۔جس کی وجہ سے یہ مصیبت مجھ پر آئی ۔ کیونکہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝٣٠

(سورۃالشعراءآیت ۳۰، پ ۲۵)

تم پر جو یہ مصیبتیں آتی ہیں تمھارے کرتوتوں کی وجہ سے آتی ہیں اور اللہ

فرماتے ہیں کہ سارے کرتوتوں کی وجہ سے مصیبتیں نہیں آتیں اگر سارے کرتوتوں کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل کرتا تو تمھاری زندگی محال ہو جاتی:

وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ بہت سے کرتوتوں کو تو میں نظر انداز کر دیتا ہوں۔

تمھاری ہر غلطی پر مصیبت نہیں اتارتا بلکہ بعض پر اتارتا ہوں تمہیں خبر دار کرنے کے لئے، ہٹانے کے لئے، اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اور بہت سے گناہوں کو تو میں معاف کر دیتا ہوں۔

تو میرے بھائیو! میری بہنو!

توبہ کیا ہے؟

مصیبتوں اور پرشانیوں سے نجات کا ایک موثر نسخہ وہ توبہ اور استغفار ہے۔اور آپ نے توبہ کا مفہوم تو بار ہا سنا ہوگا ماہ مبارک میں بھی اکثر بیان ہوتا ہے۔میں اختصار کے ساتھ عرض کروں گا۔

توبہ اور استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم صرف زبان سے کہتے رہیں توبہ،توبہ،توبہ استغفر اللہ،استغفر اللہ، استغفر اللہ نہیں! صرف زبان سے نہیں۔

سچی توبہ کی شرائط

سچی توبہ کے لئے چند شرطیں ہیں۔

سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ جس گناہ میں مبتلا تھا اس گناہ سے رک جائے یہ نہیں کہ گناہ بھی کرتا رہے اور استغفار بھی کرتا رہے۔

میں نے یہاں پہلے بھی عرض کیا تھا ایک ساتھی نے بتایا ہمارے ہاں بعض لوگ سود خور ہیں انفرادی طور پر سود کا کام کرتے ہیں کسی کو قرضہ دے دیں تو سود پر دیتے ہیں اور اس میں بڑے بڑے حاجی اور نمازی بھی ہیں تو وہ مجھے نقشہ کھینچ کر بتا رہے تھے کہ حاجی صاحب کے ہاتھ میں تسبیح تھی ایک صاحب ان کے پاس آئے۔ کہ بڑا مجبور ہوں، ایک ہزار روپے قرضہ دے دیں تو حاجی صاحب اس وقت تسبیح پڑھ رہے تھے۔ استغفراللہ، استغفراللہ، استغفراللہ۔ کہا ایک ہزار پر کتنا سود دو گے۔ استغفراللہ، استغفراللہ، استغفراللہ اس نے کہا حاجی صاحب دو ہزار لے لینا اس نے کہا نہیں استغفراللہ، استغفراللہ، استغفراللہ میں پانچ ہزار سے کم نہیں لوں گا استغفراللہ، استغفراللہ، استغفراللہ۔ تسبیح بھی چل رہی ہے اور ساتھ سودی معاملہ بھی ہو رہا ہے۔ یہ استغفار نہیں ہے اس بارے میں بزرگوں کا بڑا اچھا قول ہے۔ انہوں نے فرمایا: اِسْتِغْفَارُ النَّاسِ یَحْتَاجُ الْاِسْتِغْفَارَ یہ استغفار بھی ایک قسم کا ڈرامہ ہے اور گناہ ہے خود اس قسم کے استغفار پر بھی استغفار کرنا چاہئے۔ یہ تو ہم استغفار کے نام پر معاذاللہ! اللہ سے مذاق کرتے ہیں۔

اس استغفار پر بھی، اس مذاق پر بھی ہمیں استغفار کرنا چاہئے، یا اللہ! جو میں نے جعلی استغفار کیا ہے، میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں تو مجھے معاف کر دے۔

سب سے پہلا کام جو ہے توبہ کے لئے وہ یہ ہے کہ گناہ سے رک جائے۔

دوسرا یہ کہ اس پر نادم اور شرمندہ ہو غلط کیا میں نے، مجھے نہیں کرنا چاہئے تھا۔

اور تیسرا یہ کہ آئندہ نہ کرنے کا عزم کرے کہ آئندہ نہیں کروں گا، عزم کر لے، ہو جائے تو الگ بات ہے۔ لیکن عزم یہ کر لے کہ اے اللہ! آئندہ نہیں کروں گا۔ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا اسی کا نام ہے۔

چوتھی شرط یہ کہ اسکی کوئی تلافی ہو سکتی ہے تو تلافی کرے۔ کسی کا حق دبایا ہے تو استغفار سے معاف نہیں ہوگا۔ اس کا حق اسکو واپس کردے، کسی کو ذلیل کیا ہے، بہتان لگایا ہے صرف استغفار سے معاف نہیں ہوگا اس سے معافی مانگیں، نمازیں قضا ہوگئیں صرف استغفار سے معاف نہیں ہوں گی بلکہ نمازیں قضا کریں، ادا کرنے کی کوشش کریں، زکوٰۃ نہیں ادا کی اس کو ادا کرنے کی کوشش کریں یہ ہے سچی توبہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے آقا ﷺ نے پریشانیوں سے نجات کے لئے جو تین نصیحتیں فرمائی ہیں، تین طریقے بتائے ہیں، تین علاج بتائیں ہیں اللہ پاک ہمیں ان تینوں کو اپنی زندگی میں لانے کی توفیق عطا فرمائے اور آقا ﷺ کی ایک ایک نصیحت پر ہمیں دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

صراطِ مستقیم کیا ہے؟

ازافادات

داعیِ قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ...... اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی تشریح وتفسیر کیا ہے؟
- ...... ہدایت ورہنمائی صرف انسانوں کے لیے ہے یا کائنات کی ہر شے کے لیے؟
- ...... مومن اور کافر کے نظریے اور سوچ میں کیا فرق ہے؟
- ...... عقل کی نعمت اور اس کا دائرۂ کار
- ...... صراط مستقیم سے کیا مراد ہے؟
- ...... ہدایت کے مراتب اور ان کی مثال
- ...... ہدایت ملنے کی شرائط کیا ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ ط اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۞ (سورۃ الفاتحۃ آیت ۴)

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

الحمدُ للہ! کئی سالوں سے نارتھ ناظم آباد بلاک این مدنی مسجد میں اتوار کے روز مغرب کے بعد درسِ قرآن ہوتا ہے۔

اور یہاں کے بھی چند احباب اس میں شرکت فرماتے ہیں ان کی پر خلوص دعوت پر آج یہاں پہلی بار جامع مسجد صراطِ مستقیم میں درسِ قرآن کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں اور مسجد کے نام کی مناسبت سے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ سورۃ الفاتحہ جو کہ ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں تو اسی سورت کی جو آیت کریمہ ہے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ اس کی کچھ تشریح اور تفسیر عرض کر دوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ مجھے اور آپ سب کو پورے کا پورا

قرآن کریم بار بار پڑھنے پڑھانے اور اس کے مطابق عمل کرنے اور اس کا پیغام پوری دنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ہر چیز اللہ کی ہدایت کی محتاج ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۝ میں ہم اللہ سے ہدایت مانگتے ہیں ہر روز مانگتے ہیں، ہر نماز میں مانگتے ہیں۔

ہمیں صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے کی ہدایت دے دے۔ اس کائنات کی ہر چیز اللہ پاک کی ہدایت کی محتاج ہے۔

اور کائنات کی ساری مخلوق اللہ پاک کی ہدایت کے مطابق چل رہی ہے۔

کیا زمین اور کیا آسمان، کیا سورج اور کیا چاند اور ستارے، کیا سمندر اور کیا دریا، کیا چرند اور کیا پرند، کیا حشرات اور کیا دوسرے حیوانات۔ یہ سارے کے سارے اللہ پاک کی ہدایت کے محتاج ہیں۔

ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا کہ سورج طلوع نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ پاک اسے طلوع ہونے کی اجازت نہیں دیتا اور سورج غروب نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ پاک اس کو غروب ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔

گویا کہ سورج طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے اللہ پاک کی ہدایت کے مطابق آج اس کے لئے اللہ کا حکم یہ ہے کہ وہ مشرق سے طلوع ہو اور مغرب میں غروب ہو تو وہ ایسا ہی کرے گا۔ اور اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا حکم نہیں چلتا۔

سارے سائنسدان اکھٹے ہو جائیں، ساری طاقتیں اکھٹی ہو جائیں،

ایٹمی ہوں چاہے غیر ایٹمی ہوں یا سپر پاور ہوں، ساری کی ساری طاقتیں یہ زور لگائیں کہ ہم سورج کو مشرق سے طلوع نہیں ہونے دیں گے، مغرب سے طلوع ہونے دیں گے تو یہ ساری کی ساری طاقتیں ایسا نہیں کرسکتیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود کے ساتھ مناظرہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نمرود سے ان کا مناظرہ ہوا تھا تو نمرود نے پوچھا تھا کہ اے ابراہیم! علیہ السلام تمہارا رب کیا کرتا ہے؟

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ﴿۲۵۸﴾ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۸، پ ۳)

تو آپ نے فرمایا تھا یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ میرا رب زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود نے کہا اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ میں بھی زندہ کرسکتا ہوں اور مارسکتا ہوں۔

چنانچہ اس نے ایک بے گناہ کو پکڑا اور اس کی گردن اڑا دی اور کہا دیکھ لیا میں زندہ کو مار سکتا ہوں۔

اور ایک شخص جو پھانسی کے انتظار میں جیل میں پڑا تھا اس کو رہا کر دیا اور کہا دیکھو! میں بھی مردہ کو زندہ کرسکتا ہوں۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بحث میں نہیں پڑے اور جواب نہیں دیا کہ جو کچھ کر رہے ہو یہ زندہ کرنا اور مارنا نہیں ہے۔

اللہ کا نبی فضول بحث میں نہیں پڑتا

اس لئے کہ اللہ کا نبی علیہ السلام کسی ایسے شخص کے ساتھ بحث میں نہیں پڑتا جس کا کوئی نتیجہ ہی نہ نکلے۔ یا جس کا مقصد صرف مخالف کو شکست دینا ہو یا ذلیل کرنا ہو۔ اللہ کے نبی ایسی بحث میں نہیں پڑتے۔

چنانچہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ زندہ کرنا اور مارنا نہیں ہے۔ بلکہ دوسری دلیل دی۔

فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۵۸

(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۸، پ ۳)

میرا اللہ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے، تم سورج کو مغرب سے طلوع کر دو۔

قرآن کہتا ہے: فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ کافر لاجواب ہو گیا کچھ بھی نہ بول سکا اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا ہوں۔ میں سورج کو مغرب سے طلوع نہیں کر سکتا۔

نمرود کا غلط عقیدہ اور اس پر گہری چوٹ

علماء کہتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے مطالبہ کیا تھا کہ تم سورج کو مغرب سے طلوع کر دو تو اس مطالبہ میں اس کے غلط عقیدہ پر بڑی گہری چوٹ لگی تھی۔

اس لئے کہ نمرود جو تھا۔ وہ سورج کو خدائے اعظم یعنی سب سے بڑا رب سمجھتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شروع میں پوچھا تھا نا کہ کس کو کہتے ہو یہ خدا

ہے؟ یہ ستارے کو؟ یہ تو ڈوب جاتا ہے، چاند کو؟ یہ تو غروب ہو جاتا ہے۔ سورج کو؟ واقعی یہ تو بہت بڑا ہے یہ بھی ڈوب جاتا ہے۔ تو سورج کو نمرود اور اس کی قوم خدائے اعظم سمجھتی تھی، سب سے بڑا دیوتا سب سے بڑا خدا، اور نمرود اپنے آپ کو اس خدا کا نائب کہتا تھا، ظل کہتا تھا، بروز کہتا تھا۔ بعض قومیں ایسی گزریں جن کے بادشاہوں کا یہ نظریہ تھا اور یہ عقیدہ تھا جو انہوں نے اپنی قوموں کے ذہنوں میں بٹھا رکھا تھا کہ ہم خدا کی اولاد ہیں۔ ہماری رگوں میں خدا کا خون ہے۔ ہم خدا کے ظل اور بروز ہیں۔ تو نمرود کی قوم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ خدائے اعظم تو سورج ہے اور نمرود اس کا نائب ہے، اس کا ظل اور اس کا بروز ہے۔

تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ مطالبہ کیا کہ تم سورج کو مغرب سے طلوع کر دو اور مشرق میں غروب کر دو۔ حقیقت میں اس کے غلط عقیدہ پر چوٹ تھی کہ تم جسے خدائے اعظم کہتے ہو اسے کہو آج وہ اپنی رفتار بدل دے۔

آج مشرق سے طلوع نہ ہو مغرب سے طلوع ہو جائے تو یہ صرف نمرود سے مطالبہ نہیں تھا بلکہ اس سے مطالبہ تھا کہ اپنے اس بڑے خدا سے کہو کہ وہ آج مغرب سے طلوع ہو جائے۔ چنانچہ وہ لاجواب ہو گیا۔

تو سورج ہو یا چاند ستارے، یہ سارے کے سارے اللہ کی ہدایت کے محتاج ہیں، اللہ کے حکم کے محتاج ہیں اور اللہ کی ہدایت کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝۵۰

(سورۃ طٰہٰ آیت ۵۰، پ ۱۶)

ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی تخلیق دی، اس کو وجود دیا اس کو پیدا کیا پھر اس کو ہدایت دی۔

تو اللہ نے ہر چیز کو پیدا بھی کیا اور ہر چیز کو اللہ نے ہدایت بھی دی۔

شہد کی مکھی

آپ شہد کی مکھی کو دیکھ لیں۔ یہ اللہ ہی کے حکم کے مطابق عمل کر رہی ہے۔

اللہ پاک سورۃ النحل میں فرماتے ہیں کہ؛

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾ (سورۃ النحل آیت ٦٨، پ ١٤)

تیرے رب نے وحی کی شہد کی مکھی کو، تیرے رب نے حکم دیا، ہدایت دی کہ پہاڑوں میں گھر بنائے، درختوں میں گھر بنائے اور گھروں میں گھر بنائے۔

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ط

(سورۃ النحل آیت ٦٩، پ ١٤)

پھر ہر قسم کے پھلوں کے رسوں کو چوسو پھر اپنے رب کے راستوں پر چلو۔ یہ رب نے حکم دیا

يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ط

(سورۃ النحل آیت ٦٩، پ ١٤)

اس کے پیٹ سے پھر ایسا مشروب نکلتا ہے۔ جس کا رنگ مختلف ہوتا ہے اور اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ اللہ کہتا ہے شہد کی مکھی میری ہدایت کے مطابق عمل کر رہی ہے۔

آپ اندازہ کیجئے کہ آج شہد کی مکھی شہد بنانے کا عمل اسی طریقے سے

کررہی ہے جیسے ہزاروں سال پہلے کی مکھی یہ عمل سرانجام دیتی تھی۔

پاکستان کی مکھی اسی طریقے سے شہد بناتی ہے جس طریقے سے امریکہ، افریقہ اور عرب کی مکھی شہد بناتی ہے۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ساری دنیا کی مکھیاں جب گھر بناتی ہیں تو ایک جیسا چھ کونوں والا گھر، ایک ہی طریقے سے شہد کو جمع کرتی ہیں، ایک ہی طریقے سے پوری دنیا کی مکھیوں میں شہد کی چیکنگ اور اس کی کوالٹی کنٹرول (Quality control) کرنے کا نظام ہے۔

یہ کون ہے جو اس کو ہدایت دے رہا ہے؟ تو اللہ کہتا ہے یہ مکھی میری ہدایت کے مطابق عمل کررہی ہے۔

انسان تو ایک دوسرے کی نقل کرتے ہیں

دنیا میں تو انسان ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں، پاکستان کے لوگ امریکہ والوں سے سیکھتے ہیں، افریقہ کے لوگ عرب والوں سے سیکھتے ہیں۔

مکان کیسے بنایا جائے، خیمہ کیسے لگایا جائے، فیکٹری کیسے لگائی جائے، مشینری کیسے تیار کی جائے، مٹھائیاں کیسے بنائی جائیں، لوگ ایک دوسرے کی نقل اتارتے ہیں۔

لوگ باہر ممالک سے نقشے لے لے کر آتے ہیں اور یہاں کے انجینئر اور معمار کو کہتے ہیں کہ اسی جیسا مکان بناؤ۔ جیسا مکان میں نے فلاں ملک میں دیکھا تھا۔

تو انسان تو ایک دوسرے کی نقل اتارتے ہیں، ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں آج کل تو سیکھنا سکھانا ویسے بھی بہت آسان ہو گیا ہے۔

ابلاغ کے ذرائع، تعلیم کے ذرائع اتنے تیز ہو گئے کہ آج کا انسان یہاں بیٹھ کر پوری دنیا کی ترقی پر نظر رکھ سکتا ہے۔

کیا نئی ایجاد سامنے آئی ہے، کیا نئی تحقیق سامنے آئی ہے۔ یہاں بیٹھا انٹرنیٹ کے ذریعے اور دوسری ایسی چیزوں کے ذریعے معلوم کر سکتا ہے۔

لیکن مکھی کو کس نے بتایا۔ اس کے پاس تو تعلیم و تحقیق کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

پاکستان کے دور دراز علاقوں میں مکھی کو کس نے بتایا کہ تم اس طریقے سے چھتہ بناؤ جس طریقے سے چین کے دور دراز علاقے میں مکھی چھتہ بناتی ہے۔ کس نے بتایا؟

تو مسلمان کے لئے اس کا جواب بہت آسان ہے۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾ (سورۃ النحل آیت ۶۸، پ ۱۴)

تیرے رب نے ہدایت دی مکھی کو، چین کی مکھی کو بھی تیرے رب نے ہدایت دی اور یہاں کی مکھی کو بھی تیرے رب نے ہدایت دی۔ تو یہ مکھی میرے رب کے حکم کی محتاج، اللہ کے حکم کی ہدایت کے مطابق عمل کر رہی ہے۔ کسی نے سکھایا نہیں، خود ہی سیکھ گئی۔ براہِ راست اللہ نے اس کے دل میں ڈال دیا، اس کو سکھا دیا، سمجھا دیا۔

مومن اور کافر کی نظر میں فرق

میں ایک اور مثال آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اللہ کی قدرت کی

نشانیاں تو اس کائنات میں بکھری پڑی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ایک عام انسان ، ایک منکرِ خدا، ایک مادیت پرست ، دنیا میں پیش آنے والے واقعات کی توجیہہ کسی اور طریقے سے کرتا ہے۔

اور ایک صاحب ایمان دنیا میں پیش آنے والے واقعات کی توجیہہ دوسرے طریقے سے کرتا ہے۔ اللہ والے کو ستارے کے طلوع ہونے میں بھی اللہ کی قدرت نظر آتی ہے، سورج کے غروب میں بھی اللہ کی قدرت نظر آتی ہے، سمندر سے اٹھنے والے بخارات میں بھی اللہ کی قدرت نظر آتی ہے۔ بادل کے بننے میں بھی اللہ کی قدرت نظر آتی ہے۔ بادلوں کے چلنے میں بھی اللہ کی قدرت نظر آتی ہے، اور ان کے برسنے کے نتیجے میں زمین سے جو روئیدگی پھوٹتی ہے اس میں بھی اللہ کی قدرت نظر آتی ہے۔

اللہ والے کی نظر

چنانچہ ایک اللہ والے کو گھاس کی پتی میں اللہ کی قدرت نظر آ گئی تو اس نے گھاس کی پتی کو دیکھ کر کہا:

ہر گیاہ کہ از زمیں روئید
وحدہ لاشریك لہٗ گوید

ہر وہ گھاس کی پتی جو زمین سے نکلتی ہے وہ کہتی ہے وحدہ لاشریك لہ تو اللہ والے کو اس میں بھی اللہ کی قدرت نظر آئی۔

تو جسے اللہ نے ایمان عطا کیا ہے، ایمان کی حقیقت عطا فرمائی ہے، ایمان کا نور عطا کیا ہے۔ اللہ کے وجود کا اعتراف، اللہ کی قدرت اور اللہ کی

صفات اور اللہ کے اسماء کا یقین جس کو اللہ نے عطا فرمایا اس کو ہر چیز کے اندر اللہ کی قدرت کا جوہر نظر آتا ہے۔

کینگرو کی مثال

تو میں مثال دینے لگا تھا کینگرو کی جو کہ آسٹریلیا میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ یہ ایسا جانور ہے جو ڈیڑھ سال کے عرصے میں وقفے وقفے سے تین بچوں کو جنم دیتا ہے۔

اور شاید بہت سے احباب کو معلوم نہ ہو کہ کینگرو کا بچہ تکمیل ہونے سے پہلے ہی باہر نکل آتا ہے اور اس کی تکمیل باہر تھیلی کے اندر ہوتی ہے۔ اب تھیلی میں اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ تین بچے چھ چھ مہینے کے وقفے سے پیدا ہوتے ہیں۔

اب جب وقفہ وقفہ سے پیدا ہوئے تو سب سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا اس کے لئے اب زیادہ گاڑھے دودھ کی ضرورت ہے۔

اس لئے کہ اس کو ڈیڑھ سال ہوگئے پیدا ہوئے تو اس لئے اس کو گاڑھے دودھ کی ضرورت ہے اور جو اس سے پہلے پیدا ہوا، اس کو تھوڑا ہلکا دودھ چاہئے اور جو ابھی ابھی پیدا ہوا اس کو سب سے ہلکا دودھ چاہئے۔

تو عجیب بات دیکھئے! اس کی ماں کے پیٹ میں اللہ نے تین نپل لگا دیئے۔ تین پستان لگا دیئے اور تینوں کے اندر الگ الگ غذائیت والا دودھ نکلتا ہے۔

وہ بچہ جو آج پیدا ہوا اس کے لئے الگ غذائیت والا دودھ اور جو چھ

مہینے پہلے پیدا ہوا اس کے لئے الگ قسم کا دودھ اور جو ایک سال پہلے پیدا ہوا اس کے لئے الگ قسم کا دودھ۔

یہ کون ہے؟ جو تینوں بچوں کی الگ الگ ضروریات کو مدنظر رکھتا ہے اور پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ ان تینوں میں سے کوئی بچہ اپنے بھائی کے نپل کو منہ نہیں لگاتا۔

یہ اپنی ضرورت والی پستان کو منہ میں لیتا ہے دوسرا اپنی ضرورت والے اور تیسرا اپنی ضرورت والے نپل کو اپنے منہ میں لیتا ہے۔

تو کون ہے جو ان کو ہدایت دے رہا ہے کہ یہ دودھ پیو وہ دودھ تمہارے لئے نقصان دہ ہے؟ کوئی تربیت کرنے والا نہیں، کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں کوئی منہ پکڑ کر ادھر سے اُدھر لگانے والا نہیں ہے۔ کون ہے؟

ایک مومن کے لئے اس کا جواب بہت آسان ہے۔ وہ یہ کہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾ (سورۃ المومنون آیت ۱۴، پ ۱۸)

وہ اللہ جس نے پیدا کیا اور وہ جو ساری کائنات کو ہدایت دیتا ہے اور جس کی ہدایت کی ساری کائنات محتاج ہے، وہ ہدایت دے رہا ہے۔

تو بھائیو! اس کائنات کی ہر چیز ہدایت کی محتاج اور اللہ پاک ہر چیز کو ہدایت دے رہے ہیں اس کو کہہ سکتے ہیں جبلّی ہدایت، جبلّت میں اللہ نے ہر چیز رکھ دی۔

حسّی یعنی حواس کی ہدایت

ہم محسوس کرتے ہیں گرمی ہے، سردی ہے، بھوک ہے، پیاس ہے، آواز

تیز ہے ہلکی ہے، ہم دیکھ سکتے ہیں یہ حواس ہیں۔ اور یہ حواس اللہ نے انسان کو بھی عطا کئے، اور جانور کو بھی عطا کئے۔

بلکہ بعض حواس تو ایسے ہیں کہ انسان کے مقابلے میں جانور میں زیادہ تیز ہیں۔ آپ کتے کی سونگھنے کی حس دیکھئے، انسان کے مقابلے میں زیادہ تیز ہے، آج جو منشیات کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ اور چوروں اور ڈاکوؤں کا پتہ لگایا جاتا ہے اور قاتلوں کا پتہ لگایا جاتا ہے تو سدھائے ہوئے کتوں کے ذریعے سے لگایا جاتا ہے۔ کیوں کہ ان کے اندر جو قوت شامہ ہے وہ انسان کے مقابلے میں کئی گناہ تیز ہے۔ انسان اتنی دور سے اتنی چھپی ہوئی چیز کو نہیں سونگھ سکتا جتنی تیزی سے کتا سونگھ سکتا ہے۔

چیل آسمان پر اڑ رہی ہے لیکن اللہ پاک نے اسے نظر بہت تیز عطا کی ہے وہ زمین پر پڑے ہوئے ایک دانے کو بھی دیکھ سکتی ہے۔ یہ حس اس کی انسان کے مقابلے میں بہت زیادہ تیز ہے۔

تو جبلت کی ہدایت ہے، حواس کی ہدایت ہے تو یہ اللہ پاک نے انسانوں کو بھی عطا کی ہے اور جانوروں کی بھی عطا کی ہے۔

انسانوں کے پاس عقل کا نور

انسانوں کو اس کے ساتھ ساتھ عقل کا نور بھی عطا فرمایا ہے۔ اور عقل ایسی نعمت ہے کہ اس سے انسان اور جانور کے درمیان امتیاز ہوتا ہے، فرق ہوتا ہے۔ عقل کے ذریعے سے انسان زندگی کے ہر میدان میں بڑے بڑے

کرشمے دکھاتا ہے۔

زراعت کے میدان میں دیکھیں تو انسان نے عقل کے ذریعے سے کیسے کیسے کرشمے دکھائے۔ کیسے کیسے پھل، کیسے کیسے پھول، کیسے کیسے اناج سال میں دو دو دفعہ، تین تین دفعہ۔ میں نے سنا چار چار دفعہ زمین سے غلّہ حاصل کر رہا ہے۔

وہ زمین جو سو من غلّہ دیتی تھی۔ اس نے ایسے طریقے اختیار کئے کہ اسی زمین سے یہ ۴۰۰ اور ۵۰۰ من اور ۱۰۰۰ من غلّہ لے رہا ہے۔ تو عقل کو زراعت کے میدان میں استعمال کر رہا ہے۔ تجارت کے میدان میں استعمال کر رہا ہے۔ عجیب و غریب مشینیں اور چیزیں ایجاد کر لیں۔

سوئی سے لے کر ہوائی جہاز تک آپ دیکھیں تو کتنی ایجادات ہیں۔ میں اخبار میں دیکھ رہا تھا لکھا ہوا تھا صرف ایک ملک امریکہ کے اندر روزانہ ۱۰۰۰ ایجادات سامنے آتی ہیں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

امریکہ کی ترقی کا راز

یہ موضوع الگ ہے لیکن اشارہ دیتا ہوں ایک صاحب نے لکھا کہ امریکہ کی طاقت کا بڑا راز یہ ہے کہ اس نے ساری دنیا سے ذہین لوگوں کو جمع کیا اور وہاں ذہین لوگوں کی قدر ہے۔

علم والوں کی قدر ہے، ذہانت والوں کی قدر ہے۔ جو کوئی نئی چیز تخلیق کرے اسکی قدر ہے ہمارے ہاں ان کو ذلیل کیا جاتا ہے، رسوا کیا جاتا ہے

جوتے مارے جاتے ہیں۔ جیلوں میں ڈالا جاتا ہے، نظر بند کیا جاتا ہے۔

تو یہ انہوں لکھا ہوا تھا ان کی ترقی کا راز تو ۱۰۰۰ ایجادات ہر روز سامنے آرہی ہیں۔ طب کے میدان میں، مشینوں کے میدان میں، صنعت کے میدان میں گھریلو استعمال کی چیزوں میں۔ تو انسان عقل کے ذریعے بہت کچھ کر سکتا ہے عقل اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے عقل ترازو ہے، میزان ہے، نور ہے۔

عقل کا دائرہ محدود ہے

لیکن یاد رکھیئے عقل نعمت ہے، نور ہے، میزان ہے، ترازو ہے۔ لیکن اس میزان کے اندر وحی کو نہیں تولا جا سکتا، قرآن کو نہیں تولا جا سکتا۔ عقل کے میزان میں اللہ کے وجود کو نہیں تولا جائے گا۔

کہ عقل میں تولیں کہ اللہ ہے کہ نہیں ہے؟ عقل کہہ دے تو مان لیں، عقل نہ کہے تو نہ مانیں۔ نہیں! عقل کے میزان میں نہیں تولا جائے گا۔ کسی نے بہت پیارا شعر اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا تیری پہچان یہی ہے

عقل میں نہیں آتا کہ اللہ یہاں بھی ہے وہاں بھی ہے۔ زمین میں بھی ہے، آسمان میں بھی ہے، جنگل میں بھی ہے، گھر میں بھی ہے۔ ہر جگہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کر رہا ہے۔ اللہ کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا ساری دنیا کچھ نہیں کر سکتی

جب تک کہ اللہ نہ چاہئے۔

اور ساری دنیا زور لگا لے کہ یہ ہو جائے اللہ نہ کرے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو یہ نظر تو نہیں آتا کہاں ہے۔ کسی چیز کے کرنے سے کون روک رہا ہے؟ کسی چیز کے ظاہر کرنے سے اللہ روک رہا ہے۔ نظر تو نہیں آ رہا۔

لیکن دل کہتا ہے کہ کوئی ہے اس پردے کے پیچھے نظر تو نہیں آتا مگر میرا دل کہتا ہے کہ کوئی ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ اسکے ذکر سے سکون ملتا ہے؟ اسکے کرنے سے ناممکن ممکن ہو جاتا ہے تو دل کہتا ہے کہ واقعی وہ ذات اللہ ہی ہے۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ عقل میزان ہے، عقل نعمت ہے لیکن اس میزان کے اندر وحی کو نہیں تولا جائے گا وہ چھوٹا سا ترازو ہے، وہ پاگل ہے جو اس چھوٹے سے ترازو کے اندر بڑی چیز تولے وہ ترازو جو صرف تولے کیلئے بنایا گیا، ماشے کیلئے بنایا گیا ایسے ترازو کے اندر وہ ٹنوں وزن تولنے کی کوشش کر رہا ہے۔

منوں کا نہیں ٹنوں کا وزن، آپ جنت کو تولنے کی، دوزخ کو تولنے کی، پل صراط کو تولنے کی، مرنے کے بعد کی زندگی کو اور برزخ کی زندگی کو تولنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو بھائی! عقل کا ترازو یہاں کام نہیں آئے گا۔ عقل جواب دے جائے گی یہاں تو وحی کام آئے گی۔ وحی کے بغیر اگر عقل کو استعمال کرے گا تو گمراہی کا شکار ہو جائے گا۔

وحی کا سلسلہ

اللہ جانتا تھا کہ میرے بندے کی عقل ایک حد تک کام کرسکتی ہے لامحدود نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو بھیجا تو اسی وقت وحی کا انتظام بھی کردیا فرمایا۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۳۸، پارہ ۱)

اے آدم اور حوا! یہاں سے نکل جاؤ جنت سے نکل جاؤ اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئی۔کون سی ہدایت؟ عقل کی ہدایت، وحی کی ہدایت، آسمان کی ہدایت تو جس نے میری ہدایت کی اتباع کی۔ ''فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ'' ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

نبوت کا سلسلہ

وحی کے لئے اللہ پاک نے نبوت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ ہر قوم کے اندر اللہ نے کوئی نہ کوئی نبی بھیجا۔ اللہ نے فرمایا۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۗ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ (سورۃ السجدۃ آیت ۲۴، پ ۲۱)

ہم نے ان کیلئے مقتداء بنائے، ائمہ بنائے، رہنما بنائے جو کہ ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اللہ نے فرمایا لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ہر قوم کیلئے کوئی نہ کوئی ہادی، کوئی نہ

کوئی رہنما ہے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کا سلسلہ شروع فرمایا پہلے انسان اور پہلے نبی سے۔اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان بھی تھے اور پہلے نبی بھی۔

قرآن کریم تمام علوم و معارف کا جامع ہے

پھر وحی کا سلسلہ ختم فرمایا ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر۔کہ قرآن کی صورت میں اللہ پاک نے آپ کو اپنی کتاب عطا فرمادی کہ جس کے اندر آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک اللہ نے جتنی بھی ہدایت دی تھیں ،جتنی بھی اچھی باتیں تھیں۔اخلاق سے تعلق رکھنے والی،اعمال سے تعلق رکھنے والی اللہ نے وہ ساری کی ساری باتیں قرآن پاک کے اندر جمع فرمادیں۔

چنانچہ اللہ پاک نے قرآن کو مُهَيْمِن بھی کہا ہے۔یہ پہلی کتابوں کا مُهَيْمِن ہے،محافظ ہے۔ان کے علوم و معارف کا محافظ ہے،جامع ہے اور اللہ نے قرآن کے بارے میں فرمایا۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۝۹

(سورۃ بنی اسرائیل آیت، ۹پ،۱۵)

یہ قرآن ہدایت دیتا ہے اسے جو کہ سچے راستے پر چلنا چاہتا ہو ان کے لئے ہدایت ہے۔

ہدایت صرف قرآن سے

اب اگر کسی کو ہدایت مل سکتی ہے تو صرف قرآن کریم سے اور کسی کتاب

سے ہدایت نہیں مل سکتی۔ مشہور واقعہ آپ نے سنا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور تورات کے چند اوراق ان کے ہاتھ میں تھے۔

نبی اکرم ﷺ کی نظر پڑی کہ عمر تورات کے اوراق کا مطالعہ کرر ہے ہیں تو حضور اکرم ﷺ کے چہرے پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے چہرہ سرخ ہوگیا۔ میرے آقا ﷺ کا جو چہرہ تھا اس چہرے سے محبت کا بھی پتہ چلتا تھا اور غصہ کا بھی پتہ چلتا تھا۔ تو پتہ چلتا کہ آپ ناراض ہیں یا غصہ میں ہیں چہرے پر غصہ کے آثار۔ کسی نے متوجہ کیا۔ عمر! دیکھ نہیں رہے حضور ﷺ ناراض ہور ہے ہیں اور چہرے پر غصہ کے آثار ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک دم متوجہ ہوئے اور دعا مانگی۔

کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غصہ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو اس موقعہ پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔

فرمایا۔ اے عمر! تم تو تورات دیکھ رہے ہو اگر آج موسیٰ زندہ ہوتے تو انھیں بھی میری اتباع کے بغیر اور قرآن کی اتباع کے بغیر ہدایت نہیں ملتی۔

آج اگر اللہ کا نبی آجائے تو اللہ کے نبی کو قرآن کے بغیر ہدایت نہیں مل سکتی۔ تو کسی دوسرے کو بھی قرآن کے بغیر اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے بغیر ہدایت نہیں مل سکتی۔

صراطِ مستقیم کیا ہے؟

میرے بھائیو! میں ہدایت کی بات کرر ہا تھا

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ کے حوالے سے ۔اصل مضمون کو بھول مت جایئے گا میں نے عرض کیا کہ ایک تو ہدایت کا یہ مرتبہ ہے، جبلت کی ہدایت، حواس کی ہدایت، عقل کی ہدایت، وحی کی ہدایت۔

تو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ میں ہم اللہ سے صراط مستقیم کی ہدایت مانگتے ہیں ۔تو وحی کی ہدایت، ایمان کی ہدایت، آسمان کی ہدایت، اللہ کی ہدایت کہ اللہ ہماری رہنمائی فرمائے۔

اور ہدایت کا ایک اور معنی یہ ہوتا ہے۔ کہ ہمیں نیکی کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔اور ہمیں ہدایت میں زیادتی عطا فرمادے، خیر کی ہدایت فرمادے۔

روحانی مراتب کی انتہاء نہیں

یاد رکھیئے! دنیا میں ترقی کے جو مراتب ہیں ان مراتب کی انتہا ہوسکتی ہے۔لیکن روحانی جو مراتب ہیں ان کی کوئی انتہا نہیں ہوسکتی ہر مرتبہ کے بعد اور مرتبہ اور مرتبہ کے بعد اور مرتبہ، تو انسان جو اللہ سے مانگتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ اے اللہ! ہمیں اور مرتبہ عطا فرمادے، اور مرتبہ عطا فرمادے۔

ہدایت کے مراتب اور ان کی مثال

اور ہر شخص کو اس کے ظرف کے بقدر ہدایت ملتی ہے کسی کو کم اور کسی کو زیادہ، کسی کو بہت زیادہ۔

بعض اللہ والوں نے کہا کہ ہدایت کی مثال تو ایسی ہے کہ سیلاب کا پانی بہہ رہا ہو کہ زمین کے اندر کوئی گڑھا ایسا ہوتا ہے بالکل چھوٹا سا۔ تھوڑا سا پانی روک سکتا ہے کوئی اس سے بڑا، کوئی اس سے بڑا۔ اور کوئی سمندر کی صورت میں ہوتا ہے بے پناہ پانی کو روک سکتا ہے۔ تو ایسے ہی ہدایت کی مثال ہے کوئی تھوڑی، کوئی زیادہ، کوئی اس سے زیادہ۔ تو یوں ہدایت کے بہت سارے مراتب ہیں۔ تو ہم فقط اللہ سے ہدایت ہی مانگتے رہتے ہیں۔ کہ اے اللہ! ہمیں اور زیادہ ہدایت عطا فرما۔ اللہ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾

(سورۃ محمد آیت ۱۷، پ ۲۶)

وہ جو ہدایت کے راستے پر چلتے ہیں اور چلتے رہتے ہیں تو اللہ پاک انہیں ہدایت کے اعتبار سے اور زیادہ ترقی عطا فرماتے رہتے ہیں اور زیادہ تقوٰی عطا فرماتے ہیں۔

ہدایت ملنے کی شرائط

میرے بھائیو اور میری بہنو! جو ہدایت کے راستوں پر چلتا رہے گا اور اللہ سے دعا مانگتا رہے گا اللہ پاک اس کو ہدایت ضرور عطا فرمائیں گے۔ وہ ناکام نہیں ہوگا۔ اللہ سے مانگتا بھی رہے اور ہدایت کے راستے پر چلنے کی کوشش بھی کرتا رہے تو محروم نہیں رہے گا۔ سورۂ عنکبوت میں اللہ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ

اور وہ جو ہمیں راضی کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، ہمارا قرآن

حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، ہماری رضا والے راستے پر چلنے کی سچی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ کہتے ہیں ہم اس کے سامنے ہدایت کا ایک راستہ نہیں بلکہ کئی راستے کھول دیتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ایک تو دل میں سچی طلب ہو کہ میں اپنے اللہ کو راضی کردوں، کسی طریقے سے میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ میں تو ایسی زندگی گزاروں گا کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اللہ سے مانگتا بھی رہے اور کوشش بھی کرتا رہے۔ یہ دو کام کرتا رہے تو اللہ کی قسم! ایسا انسان محروم نہیں رہے گا۔

تباہ کن معاشرہ اور قابلِ رشک مسلمان

ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو دارالکفر میں رہتے ہیں ایسی سوسائٹی میں، ایسے معاشروں میں، ایسے ملکوں میں، ایسے محلوں میں رہتے ہیں جہاں بدکاری کوئی عیب نہیں ہے۔ ماں کے سامنے بیٹی اور بیٹی کے سامنے ماں یارانے لگاتی ہے۔ اور بیوی کے سامنے شوہر اور شوہر کے سامنے بیوی تعلق قائم کر رہی ہے۔ کوئی عیب نہیں، ننگا رہنا عیب نہیں، عریانیت عیب نہیں۔ لیکن اس سوسائٹی میں بھی جو اللہ کے راستے پر چلنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ اسے چلاتے ہیں۔ اللہ اکبر! میں تو یہی کہتا ہوں ایسے استقامت والے مسلمانوں کو دیکھ کر مجھے ان پر رشک آتا ہے۔

بھئی! میں مسجد میں بیٹھا ہوں اور میری نظریں محفوظ ہیں تو کون سا کمال کردیا میں نے، میں مسجد میں ہوں۔ یہاں تو میرے لئے کوئی امتحان

نہیں، کوئی مشقت نہیں، کوئی آزمائش نہیں اور اگر بالفرض میں مسجد میں بیٹھ کر بھی اپنی نظر گندی رکھتا ہوں تو مجھ سے بڑا تو کوئی بدنصیب نہیں۔

میں مسجد میں بیٹھ کر اپنی آنکھ کی حفاظت کرسکتا ہوں اور کان کی حفاظت کرسکتا ہوں اور زبان کی حفاظت کرسکتا ہوں۔تو اتنا بڑا کمال نہیں ہے۔کمال تو اس شخص کا ہے جو ننگی عورتوں کے جھرمٹ میں پھرتا ہے اور پھر بھی اپنی نظروں کی حفاظت کرتا ہے۔

حرام مال کمانے کے اس کے سامنے مواقع ہیں مگر اللہ کے ڈر سے بچا ہوا ہے۔تقویٰ تو اس کا ہے، کمال تو اس کا ہے۔کمال اس کا نہیں ہے جس کا داؤ ہی نہیں لگتا اللہ نے کہا:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ (سورۃالنازعات آیت ۴۱،۴۰ پ ۳۰)

جس کے سامنے گناہ کے مواقع آئیں بدکاری کے مواقع آئیں، ننگی بے حیاء عورتیں آئیں، گندے مرد آئیں، بے حیا مرد آئیں حرام کمانے کے مواقع آئیں مگر اس کو یاد آ گیا کہ مجھے ایک دن اللہ کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا یہ یاد آ گیا۔چنانچہ اس مرد نے اور اس عورت نے اپنی نظروں کو جھکا لیا اور اپنے آپ کو حرام سے بچا لیا تو اب اللہ کہتے ہیں:

فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ یہ ہے جس کا ٹھکانہ جنت ہے

جس نے اپنی نظر کو روک لیا اپنی زبان کو روک لیا کس کے لئے؟ اللہ کے ڈر سے۔

کرپشن سے صرف دو طرح کے لوگ محفوظ ہیں

میں کبھی کبھی ساتھیوں سے کہتا رہتا ہوں، اپنے درس میں عرض کرتا ہوں کہ حقیقت یہ ہے کہ آج جو ہمارے ملک میں کرپشن کی انتہا ہے، جھوٹ کی انتہا ہے، رشوت کی انتہا ہے، ملک کو لوٹنے کی اور قومی خزانے کو لوٹنے کی انتہا ہر شخص کرپٹ ہے صرف دو شخص بچے ہوئے ہیں۔

(۱) ایک وہ کہ جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہے (۲) دوسرا وہ جس کا داؤ نہیں لگتا، بس نہیں چلتا، دل اس کا بھی چاہتا ہے کہ میں بھی پلاٹ قبضہ کرلوں، میں بھی قومی خزانے کو ہڑپ کر جاؤں اور میں بھی کوئی مکان اپنے نام کرلوں اور میں بھی کوئی کمیشن حاصل کرلوں۔ دل اس کا بھی چاہتا ہے لیکن بے چارے کا داؤ نہیں لگتا۔ یہ دو شخص بچے ہوئے ہیں باقی ہر طرف لوٹ مار۔

تقویٰ کا لباس اور اس کی برکت

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ جو شخص اپنے آپ کو گناہ سے بچاتا ہے اللہ اسے اس وقت بھی گناہوں سے بچاتا ہے جب چاروں طرف گناہ ہی گناہ ہوں۔ گناہوں کی آگ لگی ہو، پھر بھی اس نے اپنے آپ کو گناہوں سے بچایا ہوا ہے۔ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں نا کہ جو فائر پروف ہوتے ہیں آگ سے بچاؤ کا انتظام کرلیتے ہیں یا ایسا مصالحہ لگا لیتے ہیں، اور ایسا لباس پہن لیتے ہیں، آگ میں چھلانگ لگا لیتے ہیں، آگ ان پر اثر نہیں کرتی۔ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جن کو اللہ تقوی کا لباس پہنا دیتے ہیں وہ گناہ کی آگ سے گزر جاتے ہیں

لیکن آگ ان پر کوئی اثر نہیں کرتی تو ہم اللہ سے مانگتے ہیں اور مانگتے ہی رہتے ہیں اے اللہ! ہمیں مزید ہدایت اور ہدایت۔ ہدایت کا اور اونچا مقام عطا فرما۔

ہر وقت ہدایت مانگنے کی وجہ

میرے بھائیو! اِهْدِنَا علماء کہتے ہیں اس کا ایک معنی یہ تو بھی ہدایت دے ہم کو۔ اے اللہ مجھے دکھا صراط مستقیم، ہر وقت یہ کہتا رہتا ہے یہ کیوں؟ تا کہ مجھے اس دعا سے ثواب ملے اگر چہ جانتا ہے صراط مستقیم کیا ہے۔

یہ قرآن کا راستہ، یہ نبی کا راستہ، یہ اسلام کا راستہ یہ صراط مستقیم ہے۔ پھر بھی مانگتا رہتا ہے اِهْدِنَا اِهْدِنَا حالانکہ جانتا ہے پھر بھی مانگتا ہے۔

ہمارے آقا ﷺ آپ کی قدموں کی خاک پر قربان جائیں۔ آپ پر ہر وقت، ہر آن اللہ کی رحمتیں موسلا دھار بارش کی طرح برس رہی ہیں لیکن پھر بھی دنیا کے کروڑوں لوگ کہہ رہے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کیا اس لئے کہ ہماری دعا کے حضور ﷺ محتاج ہیں؟ ہم دعا کریں گے تو رحمت نازل ہوگی؟ نہیں بلکہ ہم دعا کریں گے تو وہ رحمتیں ہم پر بھی نازل ہو جائیں گی۔ ہمیں دعا مانگنے کا ثواب مل جائے گا تو ہم مانگتے رہتے ہیں۔

دوسرا معنیٰ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ دوسرا معنی علماء نے بیان کیا ہے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق کامل جانا چنانچہ ہم دعا کرتے ہیں اے اللہ! ہمیں صراط مستقیم

پر چلنے کی توفیق دے دے۔

آج کا مسئلہ علم کا مسئلہ نہیں ہے، آج کا مسئلہ عمل کا مسئلہ ہے، آج معلومات کی کمی نہیں ہے عمل کی کمی ہے۔کون ہے جونہیں جانتا کہ نماز فرض ہے؟ زکوٰۃ فرض ہے صاحب نصاب یعنی مال والے پر، حج فرض ہے صاحب استطات پر۔کون ہے جونہیں جانتا؟ شراب حرام ہے، زنا حرام ہے، جھوٹ حرام ہے، غیبت حرام ہے، خیانت حرام ہے، ملاوٹ حرام ہے، ظلم حرام ہے، غصہ حرام ہے، بدنظری حرام ہے۔کون ہے جونہیں جانتا؟

بھائیو! مسئلہ علم کا نہیں ہے مسئلہ عمل کا ہے۔تو ہم اللہ سے مانگتے ہیں کہ ہم جانتے تو ہیں اے اللہ! تو توفیق دے دے۔ہم کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے دے۔

تیسرا معنٰی

اور اِهْدِنَا کا تیسرا معنی علماء نے یہ بھی کیا ہے۔مولا! گمراہی سے ہماری حفاظت فرمالے۔یعنی شیطان کے شر سے، نفس کے شر سے، گندی سوسائٹی کے شر سے، فتنوں کے شر سے ہماری حفاظت فرمالے۔

چوتھا معنٰی

اِهْدِنَا کا یہ بھی معنی کیا گیا کہ اے اللہ! ہمیں ثابت قدمی عطا فرمادے۔

اللہ اکبر۔ہم تو ہم حضور ﷺ بھی دعا کرتے تھے:

يَا مُثَبِّتَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

اے دلوں کو ثابت رکھنے والے! میرے دل کو دین پر ثابت رکھنا۔ جمائے رکھنا، یہ ہمیں سکھایا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ہدایت پر چلتے چلتے بھٹک جائیں، مولا! ثابت قدمی عطا فرمانا ایسا نہ ہو کہ چلتے چلتے بھٹک جائیں۔

صبح مؤمن شام کافر

ایک حدیث میں فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ انسان صبح مومن اور شام کو کافر ہوگا، شام کو مومن ہوگا صبح کو کافر ہوگا۔ کیا مطلب صبح مسجد میں تھا شام میں مندر میں ہوگا صبح اس کے ماتھے پر لکھا ہوا تھا مومن اور شام میں لکھا ہوگا کافر۔ صبح اللہ کا سامنے جھک رہا تھا اور شام میں بت کے سامنے جھک رہا ہے یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے لیکن جو مطلب علماء نے لکھا وہ یہ کہ صبح ایمان والی باتیں اور ایمان والا عمل اور شام کو کفر والے منصوبے، کفر والے خیالات اور کفر والی حرکتیں ہورہی ہیں۔ رات کو کچھ ارادے، صبح کو کچھ اور ارادے سوچتا ہے اب سچ بولوں گا، پھر جھوٹ بولتا ہے، سوچتا ہے۔ حرام سے بچوں گا، پھر حرام کھاتا ہے، سوچتا ہے نماز نہیں چھوڑوں گا پھر نماز چھوڑتا ہے سوچتا ہے، نظروں کو جھکاؤں گا پھر بدنظری صبح کچھ اور شام کو کچھ اور دل بدلتا ہے، خیالات بدلتے ہیں تو ہم اللہ سے دعا مانگتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ اے اللہ! ہمیں صراط مستقیم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔

ایسے بھی لوگ ہیں

میرے بھائیو اور بہنو! ایسے لوگ بھی تاریخ میں ملتے ہیں موقع نہیں کہ

میں ان کے واقعات سناؤں وقت مختصر ہے مجھے اپنی مسجد میں بھی جانا ہے، بیان کرنا ہے بات کو ختم کرتا ہوں ایسے لوگ بھی ملتے ہیں اور آج بھی ہیں زندگی کفر میں گزاری اور موت کے وقت اللہ نے ایمان کی دولت دے دی جنت کے حق دار ہو گئے۔

ایسے بھی کہ زندگی ایمان میں گزاری لیکن موت سے پہلے کفر اختیار کرلیا، مرتد ہو گئے، جہنم کے حق دار ہو گئے، تو ہم اللہ سے مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارے ساتھ ایسا نہ ہوجائے! ثابت قدمی عطا فرمادے اس لئے کہ اصل اعتبار خاتمہ کا ہے۔ میرے بھائیو، میری بہنو! اصل اعتبار خاتمہ کا ہے ساری زندگی نماز پڑھتا رہا لیکن بدبخت پر بدنصیبی ایسی آڑے آئی کہ موت سے پہلے کلمۂ کفر بول دیا چنانچہ کفر پر خاتمہ ہوگیا۔ اعتبار تو خاتمہ کا ہے ناں۔

مومن کی پہچان

اسی لئے مومن وہ ہے جو ہر لمحہ ڈرتا رہے عبادت نہیں کرتا تب بھی یا عبادت کرتا ہے تو تب بھی ڈرے۔ کہیں ایسا نہ ہو بگڑ جاؤں اللہ نے فرمایا:

قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَٰدِمِينَ ﴿٤٠﴾ (سورۃ المؤمنون آیت ۴۰ پارہ ۱۸)

اللہ نے فرمایا:

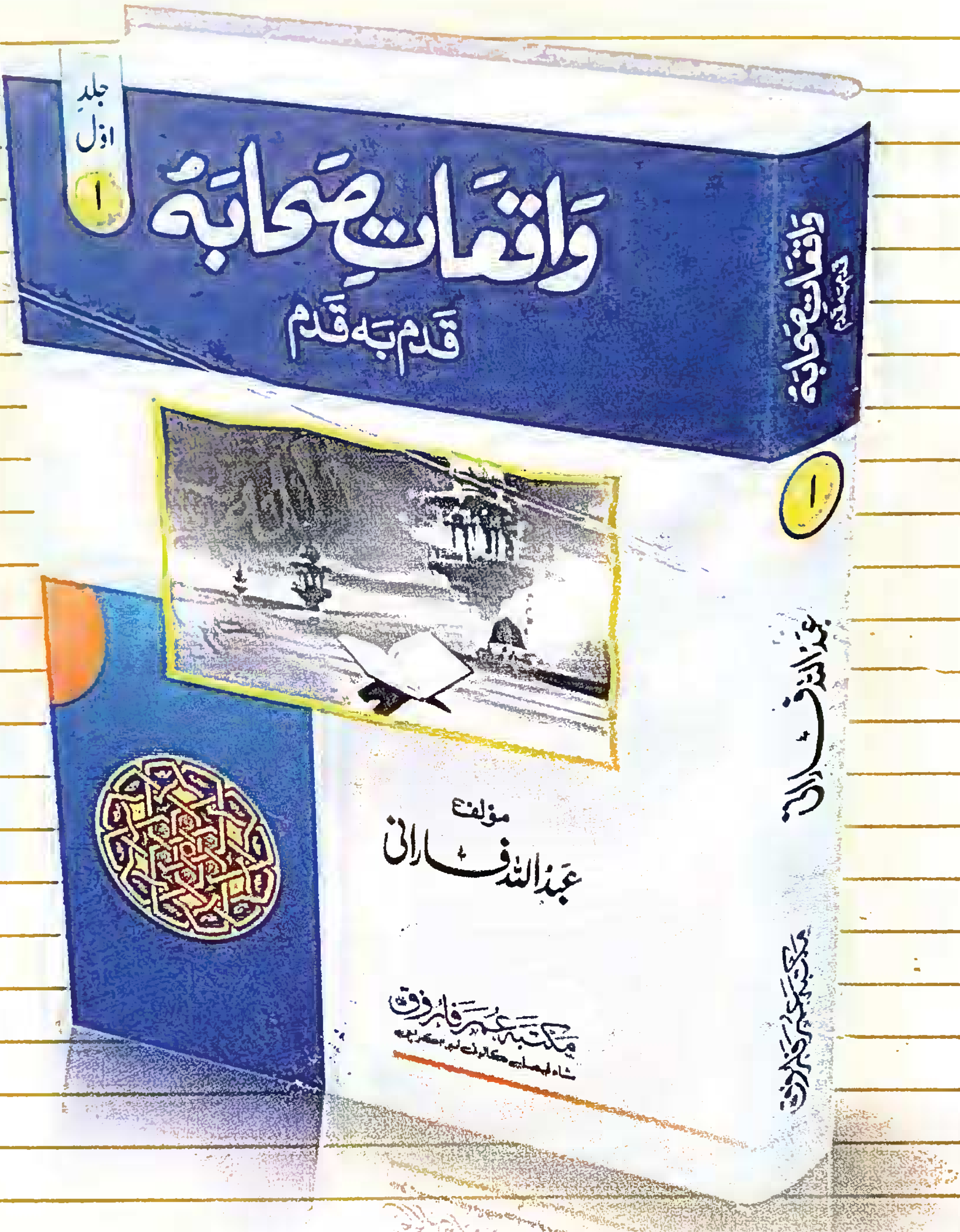
وہ لوگ جو دیتے ہیں بہت دیتے ہیں لیکن ڈر بھی رہا ہے کیوں؟ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ ڈرنا اس لئے بھی ہے پتا نہیں قبول ہوا کہ نہیں اور اس لئے بھی کہ آج تو اللہ کے راستے میں خرچ کرر ہا ہوں ایسا نہ ہو کہ کل میں انکار کرنے والا بن

جاؤں، کہ میں ایمان کو چھوڑنے والا بن جاؤں، ڈرتا اس لئے بھی ہے کہ میں شیطان کے ہتھے نہ چڑھ جاؤں۔

صراط مستقیم کو چھوڑ کر میں اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اور الضَّآلِّيْنَ کے راستے پہ نہ چل جاؤں تو میرے بھائیو! یہ صراط مستقیم کی مختصر تفسیر تھی جو میں نے آپ کے سامنے بیان کردی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ صراط مستقیم کو سمجھنے سمجھانے اور اس پر چلنے اور صراط مستقیم پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345
Designed & Printed by: Luminar Graphics Ph: 021 32727728